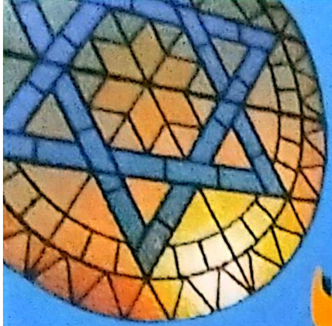


میثاق یہودیت

(یہودی پروٹوکولز)



Protocols of The Elders of Zion

33 ویں ڈگری کے حامل

یہودیت کے نابغہ عصر فاضل بزرگوں کے اجلاسوں کی کارروائیوں کا ملخص

میثاق یہودیت

(یہودی پروٹوکولز)

Protocols

of the

Meetings of the Elders of Zion

مترجم

عبدالرشید ارشد

صفہ پبلشرز

19- اے، محمود غزنوی (ایبٹ) روڈ، لاہور۔ فون:36307269

ای میل: gdsprinters@gmail.com

فہرست

مترجم کی بات

یہود کے نام سے تو ہر پڑھا لکھا شخص واقف ہے کہ اس کا ذکر مسیحی برادری میں بھی معروف ہے اور مسلمانوں کے ہاں تو بہت ہی جانا پہچانا کہ اللہ تعالی کی اپنے محبوبؐ پر نازل کی گئی کتاب میں سب سے زیادہ ذکر اسی قوم کا ہے بلکہ اس قوم کو خود خالق نے قرآن کریم میں بڑی وضاحت اور بڑے دلائل کے ساتھ چارج شیٹ کیا ہے۔

ان کی عیاری اور مکاری کا کیا کہنا کہ اس پر تو یہ خود گواہ ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے اپنی اس صفت کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ یہ یہود ہی ہیں جنھوں نے نصرانیوں کو ان کے عقائد دیئے، جنھیں وہ آج تک سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔اس کا دلائل کے ساتھ انکشاف بحر مردار (قمران) سے 45ء میں ملنے والے مخطوطوں (Dead Sea Scrolls) سے ہوا ہے۔اگرچہ دنیا بہت پہلے سے اس حقیقت سے آشنا تھی۔

اس عیاری کی دوسری مثال یہ ہے کہ ملت مسلمہ کے بعض فرقوں کے عقائد بھی اسی گروہ کے مرتب کردہ ہیں اور انہوں نے ہر ملک، ہر تنظیم اور ہر عقیدہ میں اپنے تربیت یافتہ پالتو داخل کر رکھے ہیں جو اس ملک، اس تنظیم اور اس عقیدہ سے ''والہانہ محبت'' کے دعوے کے ساتھ آنکھوں میں دھول جھونک کر میٹھے زہر کی طرح زندگی کے لمحات کم کرتے ہیں یا دیمک کی طرح اندر ہی اندر چاٹ کر کھوکھلا کر دیتے ہیں۔

عیاری و مکاری کی تیسری مثال یہ ہے کہ یہ ہر ملک میں سماجی خدمات کا لبادہ اوڑھے، مؤثر شخصیات کو ساتھ ملا کر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے ادارے موجود ہیں جو بظاہر اونچے طبقے کو ساتھ لے کر سماجی خدمات سرانجام دیتے ہیں مگر فری میسن تحریک انہی میں سے اپنے ڈھب کے افراد منتخب کر کے ان سے اپنے خالص اور خصوصی لاجوں کی رونق بڑھاتی ہے۔یعنی مذکورہ طرز کی سماجی تنظیموں کے بیشتر افراد کو اس

بات کا علم بھی نہیں ہوتا کہ ہماری اس تنظیم کے زیرِ زمین مقاصد کیا ہیں۔ وہ صرف ظاہری ایجنڈے پر اتفاق کر کے شامل ہوتے ہیں۔

انہی یہود کے بزرگوں نے سینہ دھرتی پر اپنے اقتدارِ اعلیٰ کے لیے صدیوں قبل جو منصوبہ بندی کی تھی اور جسے ان کے بعد ان کے ہر دور میں منتخب جانشین سنبھالتے آگے منتقل کرتے آئے وہ وثائق آپ کے سامنے ہیں اور ان وثائق پر یہود کے ان بزرگوں کو داد نہ دینا بخل ہوگا جنہوں نے بڑی ذہانت، بڑی عرق ریزی سے انہیں مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ بڑی شرمناک جرأت کے ساتھ اپنے ظالم ہونے اور اپنے آپ کو بھیڑیا کہنے کا حوصلہ کیا۔

اقوامِ عالم کے ہاتھوں سے اقتدار چھین لینے کے لیے ان کی صدیوں قبل کی منصوبہ بندی بدلتے حالات کے ساتھ کس قدر خوبی کے ساتھ نبھ رہی ہے، یہ بھی داد دینے کی بات ہے۔ آج وہ ہمہ جہت اس میں کامیاب ہیں کہ عالمی سطح پر سیاسی، سماجی، صنعتی، تعلیمی، اقتصادی اور معاشرتی معاملات ان کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ مثلاً:

☆ سیاسی میدان میں اقوامِ متحدہ اور اس کی سکیورٹی کونسل ان کی لونڈی ہے کہ یہود کی اجازت کے بغیر وہاں نہ کوئی قرارداد پاس ہو سکتی ہے اور نہ کسی قرارداد پر ان کے ذریعے عمل ہو سکتا ہے۔

☆ معاشی اور اقتصادی میدان میں ورلڈ بنک، آئی ایم ایف، لندن کلب اور پیرس کلب طرز کے قرض دہندگان فی الواقع صیہونیت کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کرنے والے ادارے ہیں اور سود ان کا جال ہے۔

☆ صحت کے لیے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور یونیسیف طرز کے ادارے ہیں جو غیر یہود کے لیے صحت برباد پالیسیاں ترتیب دیتے ہیں اور اقدامات تجویز کرتے ہیں۔

☆ صنعت کے حوالے سے سٹہ بازی کی لعنت کے ساتھ ساتھ صنعت کے لیے ناگزیر بنیادی ضرورت مزدور کو کنٹرول کرنے کی خاطر انہوں نے یو این او کے

ذیلی ادارے کے طور پر آئی ایل او (انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن) قائم کر کے مضبوط اور خوبصورت جال پوری دنیا میں پھیلایا کہ مزدور کے ذریعے جب چاہا جہاں چاہا صنعت کو پامال کرادیا۔

☆ تجارت پر اجارہ داری کو ڈبلیوٹی او (ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن) چاٹ رہی ہے جس کے پس پشت یہی یہود ہیں۔

☆ تعلیم پر بھی یونیسیف کے سائے مقدور بھر چھائے رہتے ہیں یا شعبہ تعلیم میں یہود کے گھس بیٹھیے اسے ملک وملت کے حقیقی تقاضوں سے کبھی ہم آہنگ نہیں ہونے دیتے۔ پاکستان اور عرب ممالک اس بات کا ثبوت ہیں۔

☆ سماجی اور معاشرتی شعبے کے لیے مقصد حیات سے قریب تر لے جانے والی چیز اقدار ہوتی ہیں جبکہ صیہونیت کے زرخرید صحافی، دانشور اور فنکاران اقدار کے طرف جانے والے ہر راستے پر بیٹھے اژدہا ہیں۔ مثلاً ہلکے پھلکے ادب کے نام پر پھیلتی بے ادبی سے کون واقف نہیں ہے اور ریڈیو، ٹی وی کے ذریعے پھیلتی عیاشی وفحاشی اقدار کا جس طرح جھٹکا کر رہی ہے اس سے کون ناآشنا ہے۔ ڈش اور بلیو فلموں نے جو کردار اپنایا ہے، سب کے سامنے ہے۔

علماء کا طبقہ اس گمراہی کے مقابل سدّ سکندری ثابت ہوسکتا تھا مگر علماء کہلوانے والے (الا ماشاءاللہ) فرقوں کے خول بلکہ قلعوں میں بند دوسرے عقائد کے قلعوں پر سنگ باری میں مصروف دیکھے جارہے ہیں اور اس عظیم آفت کا انہیں مکمل ادراک ہی نہیں۔ ہر کوئی اپنی سیاست، اپنی مسجد کے حصار میں مقید ہے اور بارگاہِ رب العزت میں حاضری اور اس حاضری کے شعوری تقاضے ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔

سماجی اور معاشرتی خدمات کے نام پر صیہونیت کے ذیلی ادارے لائنیز انٹرنیشنل، روٹری انٹرنیشنل، ڈائزر کلب، رائیٹرز گلڈ وغیرہ کس لئے عوام کے ''دل جیت'' رہے ہیں، کسی کو یہ سوچنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کی ''برکات'' سے ملک میں پھیلتی فحاشی اور بے غیرتی کس کی نظر سے اوجھل ہے! صحت اس سے تباہ ہوتی ہے کہ اس کا سامان جسمانی عوارض مثلاً فالج، کینسر کے علاوہ نفسیاتی عوارض سے انسان کو دوچار کرتا ہے۔ شرم وحیاء کا قاتل یہ منصوبہ اربوں کی لاگت سے مسلسل پھیلایا جارہا ہے۔

نمونے کے طور پر چند باتیں آپ کے سامنے رکھی ہیں ورنہ کہنے کو بہت کچھ ہے جس پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ یہود اگر ملت مسلمہ کے درد کا مداوا کرنے والی عالمی سطح کی دینی تنظیموں میں اپنے تربیت یافتہ زرخرید افراد علماء وصلحا بنا کر شامل کر دیں تو جہاں اس کی تدبیروں پر انہیں شاباش دینے کو بے ساختہ جی چاہتا ہے وہیں اپنے عقلمندوں کی عقل کا ماتم کرنے کو بھی جی چاہتا ہے۔

زیرنظر وثائق، یہود کی ایسی ہی منصوبہ بندی کا، ان کی زبانی، تذکرہ ہیں۔ یہ ہر شخص کے کام کی کتاب نہیں ہے بلکہ صرف گنتی کے ان لوگوں کے کام کی چیز ہے جنہوں نے عقل و خرد کو، شعور کو اب تک کسی کے پاس گروی نہیں رکھا اور جو ملت مسلمہ کے انحطاط پر کڑھتے ہیں، انحطاط کی وجوہات کی ٹوہ میں ہیں اور جن میں سے کچھ کرنے کا داعیہ بھی ہے۔

وثائق یہودیت زیادہ عرصہ مارکیٹ میں رہنے والی کتاب نہیں کہ اس کے نسخے بہت جلد زیرزمین چلے جاتے ہیں، جس طرح یہود کی کوششوں سے انہیں مارکیٹ میں لانے والے زیرزمین چلے جاتے ہیں، جس کا ذکر انہوں نے خود انہی وثائق میں بڑی جرأت سے کیا بھی ہے۔

زندگی اللہ کی امانت ہے اور معینہ مدت کے اختتام تک اسے کوئی لے نہیں سکتا، معینہ مہلت کے بعد کوئی اسے بچا نہیں سکتا، بس آرزو ہے تو صرف یہ کہ مہلت میسر رہے تو رضائے الٰہی کے لیے اور بلاوا آئے تو اسی ہستی کے کام میں مصروفیت کے دوران، اسی کی مرضی ومنشا کے مطابق اس کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہو۔ آمین!

عبدالرشید ارشد

وثائق (پروٹوکولز) سے تعارف

یہ شاہکار دستاویز روسی قدامت پسند چرچ کے پادری پروفیسر سرگ پی اے نیلس کی وساطت سے پہلی بار دنیا کے سامنے آئی، جس نے 1905ء میں اسے روسی زبان میں شائع کیا۔ اس کے تعارف میں اس نے کہا کہ عبرانی سے یہ اصل ترجمہ مجھے ایک دوست کی وساطت سے ملا، جس نے بتایا کہ یہ فری میسن کی ایک بہت بااثر راہنما خاتون نے فرانس میں، جو ''یہودی سازشوں کا گڑھ'' تسلیم کیا جاتا ہے، اعلیٰ سطحی اجلاس کے اختتام پر چرایا تھا۔ (اس کے بعد فری میسن میں عورتوں کی ممبر شپ ممنوع قرار دے دی گئی ماسوائے لاج کی سماجی نوعیت کی سرگرمیوں میں خواتین کی شمولیت کے، جو بہت کم ہوتی ہیں۔)

پروفیسر نیلس کا کہنا ہے کہ یہ پروٹوکولز ہو بہو اجلاسوں کی کارروائیاں نہیں ہیں بلکہ یہ فری میسن کے کسی بااثر فرد کی مرتب کردہ رپورٹ ہے جس کے بعض حصے غائب محسوس ہوتے ہیں۔ جنوری 1917ء میں اس نے ایک اور ایڈیشن تیار کیا مگر پروٹوکولز کے مارکیٹ میں آنے سے پہلے ہی زارِ روس کی حکومت کا کرنسکی حکومت نے تختہ الٹ دیا، جس نے یہود نوازی کے سبب تمام کتب بازار سے اٹھوا کر ضائع کرا دیں تاکہ حکومت کے خلاف سازش سامنے نہ آ جائے۔ پروفیسر نیلس گرفتار ہوئے، بالشویکوں نے جیل میں ان پر تشدد کیا۔ بعد ازاں اسے ملک بدر کر دیا گیا اور وہ 13 جنوری 1929ء کو ولادیمیر میں وفات پا گیا۔

کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ اسی سال 1917ء میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ بڑے وثوق سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ 1917ء میں ہی اس کا چوتھا ایڈیشن طبع ہوا اور ان طبع شدہ اشاعتوں کے ساتھ ساتھ ٹائپ شدہ نقول بھی عوام میں پھیلتی رہیں۔ رائس پیپر پر ٹائپ شدہ نقول سب سے زیادہ سائبیریا میں پھیلیں، جہاں سے کسی نہ کسی طرح

اگست 1919ء میں ولاڈی واسٹک کی بندرگاہ کے راستے امریکہ لے جائی گئیں اور اس کی طباعت عمل میں آئی۔ امریکی ایڈیشنوں میں گراں قدر ضمیمے میں شامل ہیں۔

پروفیسر نیلس کے تیار کردہ 1905ء کے مسودہ کی ایک نقل 10 اگست 1906ء کو برٹش میوزیم لائبریری میں موصول ہوئی، جس کے ٹائٹل کے اندرونی صفحہ پر مہر کے ساتھ یہ بھی لکھا موجود ہے: ''28 ستمبر 1905ء کو ماسکو میں سنسر نے پاس کیا۔''

پروٹوکولز کو روسی زبان سے انگریزی میں ترجمہ کرنے کا کام مارننگ پوسٹ کے روس میں متعین برطانوی نامہ نگار مسٹر وکٹر ای مارسیڈن نے کیا۔ وہ عرصہ دراز تک روس میں مقیم رہا تھا اور اس نے ایک روسی دوشیزہ سے شادی کر رکھی تھی۔ نڈر نقاد ہونے کے ناطے وکٹر ای مارسیڈن نے 1917ء کے انقلاب کے ان کہے حقائق سے پردہ اٹھایا تو اسے گرفتار کر کے پیٹر پال جیل میں ڈالا گیا۔ دو سال بعد جب اسے رہا کر کے وطن جانے کی اجازت ملی تو اس کی صحت تباہ ہو چکی تھی اور پھر جونہی اس کی توانائی بحال ہوئی، اس نے برٹش میوزیم لائبریری میں بیٹھ کر پروٹوکولز کے ترجمہ پر اپنا وقت صرف کیا مگر بالشویک جیل سے جو بیماری وہ ساتھ لایا تھا اس نے اسے لمبی مہلت نہ دی اور جلد ہی وفات پا گیا۔

نیلس کے پروٹوکولز کی کتابی شکل میں اشاعت سے قبل ہی یہ روسی اخبارات MOSKOWS KIJI WIEDOMOSTI اور SNAMJA میں 1902ء اور 1903ء میں طبع ہو کر بے شمار لوگوں تک پہنچ چکے تھے۔

عیسائیت کے تمدن کے خلاف، یہود کی خون منجمد کر دینے والی اس گھناؤنی سنگدلانہ سازش کو (پروٹوکولز میں) پڑھنے سے نیلس کو سخت صدمہ ہوا۔ اگرچہ یہ مسلمہ امر ہے کہ ''صیہونی یہودی سازش'' ہر تہذیب و تمدن، خصوصاً اسلام کے نظریہ حیات کے خلاف ایک مستقل جارحیت ہے، مگر وہ (نیلس) بالخصوص اس سازش سے عیسائیت کو بچانے کے لیے

دلچسپی لے رہا تھا، حالانکہ یہودیت کی ہمہ جہت یورش کا، عیسائیت کے حوالے سے، یہ صرف ایک پہلو تھا۔

وثائق یہودیت (پروٹوکولز) تو دراصل پوری دنیا کو یہودی ''پولیس اسٹیٹ'' بنانے کے عملی پروگرام کا محض ضمیمہ ہیں، خاکہ ہیں جس کی تکمیل کے لیے وہ زیرزمین عالمی سماج میں ''بھائی چارہ'' (فری میسن کی اصطلاح) منظم کرنے کی خاطر ہر وقت کوشاں ہیں۔

وثائق یہودیت میں بیان کردہ ''پیش گوئیاں'' اور روسی بالشویک انقلاب میں حیرت انگیز مماثلت اس قدر چونکا دینے والی تھی کہ عرصہ دراز تک انہیں نظر انداز کئے جانے کے باوجود پوری دنیا میں بہت تیزی کے ساتھ یہ وثائق ''مشہور'' (بدنام) ہوئے۔

وثائق یہودیت میں، بالشویکوم کے مقاصد کی تفصیلات اور مؤثر طریقہ نفاذ بیان کیا گیا ہے۔ 1901ء میں جب نیلس کی ان وثائق تک رسائی ہوئی، یہ طریقے استعمال کیے جا رہے تھے مگر اس وقت یہ صرف مارکس کے کمیونزم کی حد تک تھے اور ابھی پوری سنگدلانہ قوت سے پولیس یا فوج کے ذریعے عملی نفاذ کا وقت نہ آیا تھا۔

گزرتا وقت اس بات کی شہادت فراہم کر رہا ہے کہ 33 ویں ڈگری (یہودی فری میسن کونسل میں بڑا رتبہ) کے یہودی راہنماؤں میں سے وثائق (پروٹوکولز) کے ''نادیدہ مصنفین'' نے جو کچھ لکھا، بین الاقوامی حالات و واقعات کی عملاً رونمائی نے کم و بیش انہیں درست ثابت کیا ہے۔ جنگیں، بحران، انقلابات، ضروریات زندگی کی گرانی، مسلسل غیر مستحکم و متزلزل معیشت اور بدامنی دراصل چور دروازے سے دنیا پر فاتح بن کر چھا جانے کے یہودی حربے ہیں۔

بالشویک روس میں ان ''وثائق یہودیت'' کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی سزا موت تھی جو نہ صرف روس میں بلکہ روسی زیر تسلط ریاستوں میں آج بھی ہے۔ یہود کے زیر اثر جنوبی

افریقہ میں وثائق یہودیت اپنے پاس رکھنا قانوناً ممنوع ہے اور روس کی نسبت سزا بھی کم سخت ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر روس اور دنیا کے یہود ان وثائق کی عام اشاعت سے خوف زدہ کیوں ہیں؟

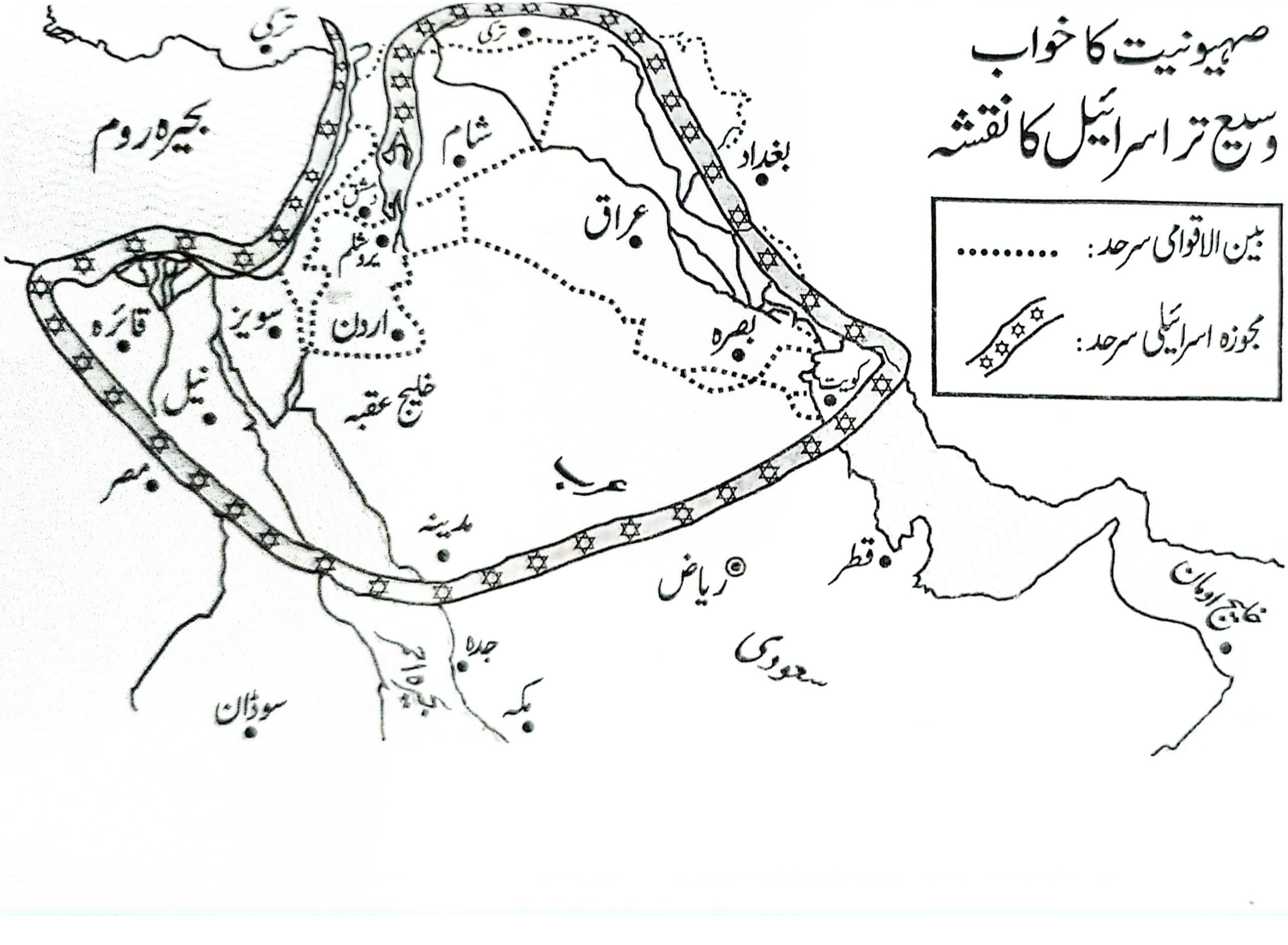
برسوں پر پھیلے لمبے عرصہ میں یہود کے بڑوں کے اجلاسوں میں طے کی گئی منصوبہ بندی کے ملخص کا نام دراصل وثائق (پروٹوکولز) ہے جن کی تعداد 24 ہے۔

ان وثائق کو عام کتاب کے انداز میں پڑھنا بے فائدہ رہے گا۔ ان کے مندرجات دراصل بصیرت کے ساتھ تجزیہ اور کھوج لگا کر تہہ تک پہنچنے کا تقاضا کرتے ہیں۔ ان میں بہت سی چیزیں عام قاری کو تضاد میں الجھا کر گمراہ کرنے والی بھی ہیں۔ ان وثائق کے مطالعہ کے دوران یہ بات ہر لحہ پیش نظر رہنی چاہیے کہ ان وثائق کے مخاطب وہ اعلیٰ رتبے والے یہودی ہیں جو حقیقی منصوبہ بندی کی جزئیات تک سے باخبر ہیں اور جن کی راہنمائی کے لیے یہ ملخص مرتب کیا گیا ہے اور جو اس اختصار کو تفصیل میں ڈھالنا جانتے ہیں جبکہ دوسروں کے لیے یہ معمہ سے کم نہیں ہے۔ اس مقام پر ایک غیر یہودی قاری مشکل سے دوچار ہوتا ہے۔ یہ بھی امر واقع ہے کہ سبھی یہودی بھی ان وثائق سے مکمل طور پر آگہی نہیں رکھتے۔ یہ وثائق تو فی الواقع اونچے درجہ کی ایک ایسی دستاویز کے طور پر مرتب کیے گئے ہیں کہ یہ قوم (یہود) کے اندر جوش و جذبہ اور راہنمائی کا کام دیں کہ یہود کا عملی کام مؤثر انداز میں خوش اسلوبی سے آگے بڑھے، قوم کو فکری غذا فراہم کرے۔

یہ وثائق پڑھنے والے سے سنجیدہ اور فکری مطالعے کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ بار بار پڑھی جانے والی دستاویز ہیں کہ ہر بار کا مطالعہ کئی اسرار و رموز سے پردہ اٹھاتا ہے۔ یہودیت کے ''علامتی سانپ'' پر لکھے نوٹ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ عیسائیت تو پہلے ہی یہود کی سنگدلانہ اور غیر انسانی زنجیر میں پھنس کر مغلوب ہو چکی ہے اور اب یہودیت

اسلام کی جانب اپنا (مکروہ اور سازشی) سفر شروع کر چکی ہے، بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ یہود اپنے تمام مکروفریب اور ہر "ہتھیار" سے مسلح (اسلام کے خلاف) پہلے ہی میدان میں موجود ہیں اور ان کے مقابلے میں ذرا سی غفلت و کوتاہی ملت مسلمہ کی آزادی و خودمختاری کے لیے کریہہ موت ہوگی۔ مسلمان یہود کا آخری (اہم) نشانہ ہیں مگر عقل و دانش اور مستعدی سے یہ ان کے مذموم خوابوں کی تعبیر کا شیرازہ بکھیر سکتے ہیں۔ اس راہ کی مشکلات اگرچہ مسلمہ ہیں مگر یہ کام ہے ضروری۔ خطرہ جس قدر زیادہ ہے، چیلنج بھی اسی قدر بڑا ہے۔ یقیناً اللہ کی مدد و نصرت سے یہ صیہونیت کے مکرو دجل کے مقابلے میں کامران رہیں گے۔ بلاشک وشبہ یہ بہت بڑا اعزاز ہے، سعادت کا موقع ہے کہ عالمی صیہونیت کے خلاف دامے، درمے اور سخنے اس جہاد میں حصہ لیا جائے۔

صہیونیت کا خواب
وسیع تر اسرائیل کا نقشہ



وثائق یہودیت

دیباچہ

ان مشہور و معروف وثائق یہودیت کا مترجم خود انقلاب کا نشانہ بنا۔ وہ کئی سال تک روس میں مقیم رہا اور وہیں اس نے ایک روسی دوشیزہ سے شادی بھی کی۔ روس میں اپنی دوسری مصروفیات کے ساتھ ساتھ بطور صحافی وہ ''مارننگ نیوز'' کا نامہ نگار بھی رہا حتیٰ کہ انقلاب روس کے حالات و واقعات بھی اسی نے مارننگ نیوز کو رپورٹ کیے جو اخبار کے بہت سے قاریوں کے ذہن میں شاید آج بھی محفوظ ہوں۔ نتیجتاً وہ روسی غیض و غضب کا نشانہ بنا۔ جس روز یہودیوں کے ہاتھوں کیپٹن کرومی قتل ہوا، وکٹر مارسیڈن کو گرفتار کر کے پیٹرپال کے جیل خانے میں ڈال دیا گیا اس یقین کے ساتھ کہ آنے والے کل پھانسی کا پھندا اس کا مقدر بنے گا، مگر مقدر کہ وہ نہ صرف جیل سے رہا ہو گیا بلکہ اسے جیل میں تباہ شدہ صحت کے ساتھ انگلینڈ واپسی کی اجازت بھی مل گئی، جہاں وہ بہت جلد اپنی بیوی اور اپنے احباب کی بے لوث دن رات خدمت اور دیکھ بھال سے تندرست ہو گیا۔

صحت مند ہونے کے بعد پہلا کام جسے اس نے ترجیح دی، وثائق یہودیت (پروٹوکولز) کا انگریزی زبان میں ترجمہ تھا اور بلاشبہ مسٹر مارسیڈن اس کام کے لیے موزوں ترین شخص تھا کیونکہ روس میں قیام کے دوران نہ صرف اسے روسی زبان پر عبور تھا (جس زبان میں وثائق عبرانی سے ترجمہ شدہ اسے ملے تھے) بلکہ مادری زبان انگریزی ہونے کے ناطے بھی کوئی دوسرا اس کے مقابلے میں دعویٰ نہ کر سکتا تھا اور یہ مسٹر مارسڈن ہی کی مہارت تامہ کا نتیجہ ہے کہ الگ الگ لکھے گئے وثائق ایک ہی لڑی میں پرویا ہار بن گئے ہیں۔

''یہ بات پورے یقین واعتماد سے کہی جاسکتی ہے کہ مسٹر مارسیڈن نے یہ کام جان کی بازی لگا کر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ برٹش میوزیم میں ترجمہ کے اس کام کے دوران، اس مواد میں محسوس شیطنت کے سبب، ایک گھنٹہ بھی کھڑا نہ ہوسکتا تھا، جس مواد کو انگریزی میں ڈھالنے کا کام اس نے اپنے ذمہ لیا تھا اور اس میں اس کی صحت کو نقصان بھی پہنچا۔''

انگلینڈ واپس آنے پر مسٹر مارسیڈن کا تعلق ''مارننگ نیوز'' سے نہ ٹوٹا بلکہ وہ رپورٹنگ کے لیے ہزرائل ہائی نس پرنس آف ویلز کے ساتھ ریاستی دوروں میں ذمہ داری نبھاتا رہا۔ اس دورہ کے بعد جب وہ شہزادہ کے ساتھ واپس لوٹا تو اس کی صحت بہت اچھی تھی مگر پھر یکا یک وہ بیمار پڑ گیا اور اس چند روزہ بیماری میں ہی وہ زندگی ہار گیا۔ (گویا یہود کے انتقام کا غیر محسوس نشانہ بن گیا کیونکہ یہی ان کا طریقہ کار ہے)

اس کا یہ کام ہی خدا کرے اس کے لیے سرخروئی کا سبب بن جائے۔ ترجمہ کا یہ کام انگریزی دان طبقہ کے لیے بہت بڑی خدمت ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ''وثائق یہودیت'' کے انگریزی ترجمہ میں یہ سرفہرست ہے۔

تعارف

وثائق یہودیت (پروٹوکولز) کے تعارف میں کچھ کہنا عجب معلوم ہوتا ہے۔اس کو سب سے پہلے کتابی شکل میں سرگ پی نیلس نے 1905ء میں روس میں طبع کرایا، جس کی ایک کاپی تاریخ وصولی کی مہر کے مطابق 10 اگست 1906ء کو برٹش میوزیم لائبریری میں موصول ہوئی۔ کرنسکی حکومت کے دوران ممکن حد تک معلوم وثائق یہودیت کی تمام کاپیاں تلاش کر کے تلف کردی گئی تھیں اور بعد آنے والے روسی حکمرانوں کے دور میں تو ہر اس شخص کو موقع پر گولی سے اڑانے کا حکم تھا جس کے قبضہ سے وثائق کی کاپی ملے۔ یہی سختی اور طرزِ عمل یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ یہ ''وثائق'' اصل ہیں (طبع زاد شے نہیں ہیں) جبکہ یہودی اخبار و جرائد یہ باور کرانے کے لیے کوشاں ہیں کہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ محض پروفیسر نیلس نے اپنے بعض مقاصد کے حصول کی خاطر ترتیب دیئے تھے۔

17 فروری 1921ء کے اخبار ''نیویارک ورلڈ'' میں شائع ہونے والے انٹرویو میں ہنری فورڈ نے یہ کہا:

> ''وثائق یہودیت پر تبصرہ کے ضمن میں، میں جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ جو حالات و واقعات گرد و پیش گزر رہے ہیں اُن سے اِن کی (وثائق کی) بڑی مطابقت ہے۔ اگرچہ یہ 16 سال پرانے ہیں مگر اب تک یہ عالمی حالات کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور آج کے حالات بھی ہر طرح اسی فریم میں فٹ دیکھے جا سکتے ہیں۔''

بلا شبہ ایسا ہی ہے۔ پروٹوکولز کے لفظی معنی تو یہ لیے جاتے ہیں کہ ''کسی مسودہ کے آغاز میں چسپاں شدہ چند اوراق، ایک دستاویز یا کسی اجلاس کی کارروائی۔'' اس کی روشنی میں یہ پروٹوکولز یہودی راہنماؤں کے اجلاسوں کی کارروائی کا ریکارڈ ہے یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ

خفیہ اجلاسوں میں یہودی لیڈروں کی تقاریر کے اہم نکات کا نام پروٹوکولز ہے۔ بات یوں بھی سمجھ میں آتی ہے کہ یہودی قوم نے برسوں تک جو منصوبہ بندی کی، جس پر عمل کیا اس کے اہم نکات کو سرکردہ یہودیوں نے مرتب کیا یا جو خفیہ منصوبہ بندی میں سے بداحتیاطی کے سبب باہر آ سکا۔ یہود کا ان وثائق (پروٹوکولز) کو بے معنی، بے بنیاد اور خودساختہ دستاویز قرار دے کر رد کرنا، مگر ان میں بیان کیے گئے اور عملاً رونما ہونے والے واقعات کی تطبیق پر خاموشی اختیار کیے رکھنا ہی ان کے جھوٹ کی قلعی کھولنے کے لیے کافی ہے۔ پیشین گوئی اور پھر بعینہ واقعہ کا وارد ہو جانا، محض اتفاقی حادثہ نہیں ہو سکتا۔ اس پہلو سے کیے گئے کسی بھی سوال سے یہود پہلو بچاتے ہیں۔

یہ بات بہت حد تک درست معلوم ہوتی ہے کہ جدید صیہونیت کے ''مبینہ باپ'' مرحوم تیوڈر ہرزل نے باسل میں منعقدہ 1897ء کی پہلی صیہونی کانفرنس کے اختتام پر ان وثائق کو اشاعت کیلئے پہلی یا دوسری بار جاری کیا تھا۔

حال ہی میں ہرزل کی ڈائری کی اشاعت ہوئی، جس کے چند صفحات کا ترجمہ 14 جولائی 1922ء کے ''جیوش کرانیکل'' میں طبع ہوا۔ مذکورہ ڈائری میں ہرزل اپنی پہلی انگلینڈ یاترا کا ذکر کرتا ہے جو 1895ء میں ہوئی اور جس کے دوران اسے ایک ایسے سچے اور پکے یہودی کرنل گولڈسمتھ سے ملنے اور تبادلہ خیالات کرنے کا موقع ملا جس کی وہاں پرورش بطور عیسائی ہوئی تھی اور اسی ناطے وہ برطانوی فوج میں اعلیٰ افسر تھا۔ کرنل گولڈسمتھ نے ہرزل کو تجویز کیا کہ برطانوی ملوکیت، جو برطانیہ کو یہودی حاکمیت سے بچانے کے لیے کوشاں ہے، کی قوت کو تباہ کرنے کا بہترین طریقہ بھاری ٹیکسوں کا نفاذ ہے۔ ہرزل نے اس عمدہ تجویز کو سراہا اور اب یہ تجویز وثیقہ (پروٹوکول) نمبر 6 میں شامل دیکھی جا سکتی ہے۔

ہرزل کی ڈائری سے یہ اقتباس یہود کی عالمی سازشوں پر دلالت کرتا ہے اور یہ ان وثائق کے مصدقہ ہونے پر شہادت بھی ہے۔ تاریخ کے آئینہ میں ان وثائق کو توجہ سے پڑھنے والے قاری کو وثائق یہودیت کی ایک ایک سطر عالمی سطح پر ہونے والی روزمرہ

تبدیلیوں پر ٹھیک ٹھیک منطبق ہوتی نظر آئے گی۔ اس حقیقت کے پیش نظر ہم ہر باشعور محب وطن کو یہود کے اس انتہائی بے رحم اور سنگدلانہ منصوبہ پر مشتمل وثائق کے مسٹر مارسیڈن کے ترجمہ کو پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر ایک واقعہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ عالمی صیہونی تحریک کے موجودہ راہنما ڈاکٹر ویزمین، جو ہرزل کے جانشین ہیں، نے 6 اکتوبر 1920ء کو ربی اعظم کے الوداعیہ کی تقریب میں (ربی اعظم دراصل پرنس آف ویلز کے دورہ کے بعد جوابی دورہ پر جارہے تھے) داناؤں کی یہ کہاوت دہرائی، جو مجلہ جیوش گارڈین 8 اکتوبر 1920ء میں شائع ہوئی: ''ایک یہودی کو اللہ نے جس نفع بخش تحفظ سے نوازا، وہ یہ ہے کہ یہود کو پوری دنیا میں بکھیر دیا۔'' اس بات کی تصدیق وثیقہ 11 کے آخر سے پہلے جملے سے کی جاسکتی ہے جسے یوں بیان کیا گیا ہے:

> ''خدا نے ہمیں، جو اس کے چہیتے ہیں، اپنے انعام سے دنیا میں پھیلا کر نوازا، جو بظاہر ہماری کمزوری ہے مگر فی الواقع یہ ہماری حقیقی قوت ہے جس کے سبب دنیا پر حکمرانی کا ہمارا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔''

مذکورہ تطبیق کئی باتوں کی تصدیق کرتی ہے۔ مثلاً یہ کہ یہود کے فاضل راہنماؤں کا وجود مسلمہ ہے۔ ڈاکٹر ویزمین ان کے متعلق سب کچھ جانتے ہیں۔ یہود فلسطین میں ''اپنے حقیقی گھر'' کو محض دنیا کو دھوکا دینے کی خاطر استعمال کرتے ہیں حالانکہ ان کا اصل منصوبہ دنیا پر دائمی حکمرانی کا ہے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہود اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں کہ وہ سمٹ سمٹا کر دنیا کے ہر کونے سے فلسطین میں آباد ہونے کے خواہاں ہیں اور یہ بھی کہ اپنی سالانہ اجتماعی عبادت کے موقع پر دنیا کو محض دھوکہ میں رکھنے کے لیے یہ الوداعیہ کلمات ادا کرتے ہیں کہ ''آئندہ سال یروشلم سے ملاقات ہوگی۔'' اس سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ یہود کا وجود ''عالمی دھمکی'' بن چکا ہے کہ یورپ کے باہر کی آریائی اقوام کو انہیں اپنے ساتھ بسنے کی اجازت دینا ہوگی۔

اشارے (اصطلاحات)

1- ''ایجنجر'' (ایجنٹر) اور ''پولیٹکل''

"Agenur" and the "Political"

ترجمہ میں یہ دو لفظ بظاہر غیر معروف ہیں، ایجنجر اور ''پولیٹکل'' کو مستقل بالذات الفاظ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ایجنجر یا ایجنٹر دراصل ایجنٹ سے لیا گیا لفظ ہے جس سے مراد یہود کا آلہ کار غیر یہودی ایجنٹ ہے، جسے صیہونیت کے بڑے استعمال کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں خواہ یہ فرد ہو، افراد ہوں یا قبائل اور اقوام۔

پولیٹکل یا سیاسی سے مراد، مسٹر مارسیڈن (مترجم) کسی سیاسی شخصیت کو نہیں بلکہ پورے سیاسی نظام کو لیتے ہیں۔

2- یہود کا علامتی سانپ

"The Symbolic Snake of Judism"

وثیقہ 3 کا آغاز ہی یہود کے اس علامتی سانپ کے حوالے سے ہوتا ہے۔ 1905ء میں طبع شدہ وثائق کے اختتامیہ میں نیلس اس علامت کے حوالے سے یہ دلچسپ بات کہتا ہے کہ یہودیت کے خفیہ ریکارڈ کی رو سے 929 قبل مسیح میں سلیمان اور یہودیوں کے سربراہوں نے پُرامن عالمی تسخیر کا عملی منصوبہ بنایا۔ تاریخ جوں جوں آگے بڑھی، اس کام میں ملوث افراد نے اس منصوبہ پر کام کر کے اس کی جزیات طے کیں، جس سے وہ بڑی خاموشی اور امن کے ساتھ یہود کے لیے تسخیر عالم کا خواب شرمندہ تعبیر کر سکیں اور یہ علامتی سانپ یہودی منصوبے کی اس طرح تشریح کرتا ہے کہ سانپ کا سر منصوبہ سازوں اور منتظمین کی علامت ہے تو دھڑ

پوری یہودی قوم ہے۔ان یہودی افراد اور انتظامیہ کو ہمیشہ عوام بلکہ یہودی قوم کی نظروں سے اوجھل رکھا گیا ہے۔

پھر جن اقوام پر بھی یلغار کی گئی، اس سانپ نے ان غیر یہود کے قلب و دماغ میں گھس کر ان کی حکومتوں کی قوت سلب کر لی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ سانپ کا کام ابھی طے شدہ منصوبہ کے مطابق ختم نہیں ہوا، جب تک کہ یہ یورپ کے گرد اپنا گھیرا مکمل نہ کر لے بلکہ اس سے بھی آگے پوری دنیا اس سانپ کی کنڈلی میں نہ آ جائے۔اس مقصد کا حصول ان ممالک کی معیشت پر مکمل قبضہ سے ممکن ہے۔

صیہونی علامتی سانپ کا سر صیہونیت کے مرکز تک اسی وقت پہنچ سکے گا جب یورپی ممالک کی تمام تر حاکمیت اس کے قدموں میں گر چکی ہو گی اور یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہو گا جب معاشی بحران، ہمہ جہت تباہی و بربادی، مذہبی اور اخلاقی دیوالیہ پن جس میں یہودی دوشیزائیں اہم کردار ادا کریں گی، اپنی انتہا کو پہنچے گا۔اقوام عالم کی چیدہ شخصیات اور سربراہان مملکت کے اندر فحاشی کی سرایت کا یہ یقینی راستہ ہے۔

علامتی سانپ کے راستے کو اس طرح ظاہر کیا گیا ہے کہ 929 قبل مسیح میں پہلے یورپی مرحلے کے دوران پیریکلس کے دورِ حکومت میں اس نے قبرص کو ہڑپ کرنا شروع کیا جبکہ دوسرے مرحلہ میں 69 قبل مسیح میں آگسٹس کی رومی حکومت اس کا نوالہ بنی۔تیسرا مرحلہ 1552ء میں چارلس پنجم کے عہد میں سپین پر چھا جانا تھا تو چوتھے مرحلے میں 1790ء کے دوران پیرس کی "فتح"، تھی جو لوئس XVI کا دور تھا۔پانچواں مرحلہ نپولین کی شکست کے بعد 1814ء سے لندن میں شروع ہوا۔ چھٹا مرحلہ 1871ء میں برلن سے فرانکو پروشن جنگ سے اور ساتویں مرحلہ میں سانپ کا یہ سر 1881ء میں سینٹ پیٹر برگ پہنچ پایا۔

وہ تمام ریاستیں جہاں جہاں اس سانپ کی لکیر لگی ہے، اپنے ملکی آئین وقانون کی بنیادوں میں ''زلزلے'' کے اثرات بد سے نہ بچ سکیں یہاں تک کہ بظاہر مضبوط جرمنی بھی قانون کی حکمرانی میں ناکام رہا۔ مالی اور معاشی میدان میں (یہود نے) جرمنی اور برطانیہ کو اس وقت تک (پروگرام کے مطابق) چھوڑے رکھا، جب تک یہ ''سانپ'' روس پر (1905ء) تسلط مکمل نہ کر لے، جس کے لیے اس نے (روس پر) پوری توجہ دے رکھی ہے۔ نقشے پر اس علامتی سانپ کا آئندہ راستہ واضح نہیں کیا گیا مگر آثار بتا رہے ہیں کہ رُخ ماسکو اور اوڈیسا کی جانب ہے۔

اب یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ باقی شہروں پر بھی جارح یہود کی کس طرح نظر ہے۔ قسطنطنیہ کو سانپ کے راستے کی آخری منزل دکھایا گیا ہے جہاں سے ہو کر یہ بیت المقدس پہنچے گا۔ (یہ نقشہ یہود کے طے کردہ ترک انقلاب کے رونما ہونے سے برسوں پہلے تیار کیا گیا تھا)

3- گوئیم "Goyim"

گوئیم سے مراد غیر یہودی (بقول یہود) کافر ہیں۔ وثائق یہودیت میں یہ لفظ بار بار استعمال ہوا ہے اور مترجم مسٹر مارسیڈن نے بھی اسے یونہی اپنے روسی سے انگریزی ترجمہ میں استعمال کیا ہے۔

وثائق یہودیت

(فاضل یہودی بزرگوں کے اجلاسوں کی کارروائی)

☆

وثیقہ 1

1 دلکش جملوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم ہر سوچ کو گرد و پیش پھیلے حقائق کے تقابلی مطالعہ سے بامعنی بنائیں گے۔

2 اب میں جو کچھ آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں، دو نقطہ ہائے نظر سے ہمارا طریقہ کار ہے۔ اولاً ہمارے نقطہ نظر سے، ثانیاً غیر یہود کے نقطہ نظر سے۔

3 یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ دنیا میں اچھے لوگوں کی نسبت بد فطرت زیادہ ہیں لہٰذا ان پر قابو پانے کا بہترین طریقہ تشدد اور دہشت گردی ہے نہ کہ علمی تبادلہ خیالات اور اجلاس۔ ہر شخص کسی نہ کسی پہلو قوت (اقتدار) حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر اس کے لیے ڈکٹیٹر بننا ممکن ہو تو وہ اسے پسند کرے گا اور بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جو اپنی چودھراہٹ کے لیے عامتہ الناس کی بھلائی قربان کرنے پر تیار نہ ہوں گے۔

4 انسان کہلوانے والے وحشی کو کس چیز نے قابو کر رکھا ہے؟ اور کون سی چیز اب تک اس کی رہبری کا ذریعہ بنی ہے؟

5 انسانی معاشرہ کی ابتدائی تشکیل کے وقت ان میں اندھی قوت و وحشت تھی اور بعد ازاں قانون آ گیا جو فی الاصل وہی (وحشی) قوت ہے، مگر نئے روپ کے ساتھ۔ میں جو نتیجہ اخذ کر سکا ہوں یہ ہے کہ فطری طور پر حق قوت سے ملتا ہے۔

6 سیاسی آزادی محض ایک نظریہ ہے، سچائی نہیں۔ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ فریق مخالف کو اقتدار سے ہٹانے اور تباہی سے ہمکنار کرنے کی خاطر بوقت ضرورت اسے کس طرح استعمال کرنا ہے تاکہ عوام کو اپنی جانب بلکہ اپنے گرد جمع کیا جاسکے۔ اگر فریق ثانی میں پہلے سے ہی نظریہ آزادی کے جراثیم پائے جائیں تو کام اور بھی آسان ہو جاتا ہے خصوصاً جب وہ آزادی کے نام پر کچھ قربان کرنے پر آمادہ بھی ہو۔ ہمارے اس نقطہ نظر کے درست نتائج اس وقت سامنے آتے ہیں جب کسی مضمحل حکومت کے رگ و ریشہ پر نظام فطرت کے مطابق کاری ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ متبادل دوسری قوت کو فوری طور پر سامنے لایا جائے کیونکہ عوامی اندھی بہری قوت ایک دن بھی ''راہنمائی'' کے بغیر نہیں رہ سکتی اور یوں پہلی آزاد خیال قوت کی جگہ دوسری قوت بڑی آسانی کے ساتھ فٹ ہو جاتی ہے۔

7 ہمارے دور میں جس قوت نے آزاد خیال یا غیر محتاط حکمرانوں کا تختہ الٹا ہے، وہ سونے کی چمک (مال کا لالچ) ہے۔ ایک وقت تھا، جب یقین و ایمان اور اصولوں کی حکمرانی تھی۔ نظریہ آزادی کو ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کر لینا اب ناممکن ہے، کیونکہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسے جدید دور سے کیسے ہم آہنگ رکھا جائے۔ یہی کافی ہے کہ لوگوں کو عوامی حکومت کی جھولی میں ڈال دیا جائے جو (ان کا تشخص ختم کر کے) انہیں ایک بے ہنگم سرگرداں بھیڑ میں تبدیل کر دے۔ اسی لمحے ہمارا مطلوبہ عمل شروع ہو جاتا ہے کہ جلد ہی اس حکومت میں ہنگامے، قتل و غارت، علاقائی اور نسلی فسادات پھیل

6 سیاسی آزادی محض ایک نظریہ ہے، سچائی نہیں۔ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ فریق مخالف کو اقتدار سے ہٹانے اور تباہی سے ہمکنار کرنے کی خاطر بوقت ضرورت اسے کس طرح استعمال کرنا ہے تاکہ عوام کو اپنی جانب بلکہ اپنے گرد جمع کیا جاسکے۔ اگر فریق ثانی میں پہلے سے ہی نظریہ آزادی کے جراثیم پائے جائیں تو کام اور بھی آسان ہو جاتا ہے خصوصاً جب وہ آزادی کے نام پر کچھ قربان کرنے پر آمادہ بھی ہو۔ ہمارے اس نقطہ نظر کے درست نتائج اس وقت سامنے آتے ہیں جب کسی مضمحل حکومت کے رگ و ریشہ پر نظام فطرت کے مطابق کاری ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ متبادل دوسری قوت کو فوری طور پر سامنے لایا جائے کیونکہ عوامی اندھی بہری قوت ایک دن بھی ''راہنمائی'' کے بغیر نہیں رہ سکتی اور یوں پہلی آزاد خیال قوت کی جگہ دوسری قوت بڑی آسانی کے ساتھ فٹ ہو جاتی ہے۔

7 ہمارے دور میں جس قوت نے آزاد خیال یا غیر محتاط حکمرانوں کا تختہ الٹا ہے، وہ سونے کی چمک (مال کا لالچ) ہے۔ ایک وقت تھا، جب یقین و ایمان اور اصولوں کی حکمرانی تھی۔ نظریہ آزادی کو ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کر لینا اب ناممکن ہے، کیونکہ کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسے جدید دور سے کیسے ہم آہنگ رکھا جائے۔ یہی کافی ہے کہ لوگوں کو عوامی حکومت کی جھولی میں ڈال دیا جائے جو (ان کا تشخص ختم کر کے) انہیں ایک بے ہنگم سرگرداں بھیڑ میں تبدیل کر دے۔ اسی لمحے ہمارا مطلوبہ عمل شروع ہو جاتا ہے کہ جلد ہی اس حکومت میں ہنگامے، قتل و غارت، علاقائی اور نسلی فسادات پھیل

کر ہر شے کو راکھ کا ڈھیر بنا دیتے ہیں، ہر چیز بھسم ہو کر ختم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ حکومت بھی۔

8 کوئی حکومت اپنے ہی ہاتھوں دم توڑ جائے یا اس کی اندرونی خلفشار اس پر کسی دوسرے شخص کو مسلط کر دے، معاملہ جیسا بھی ہو، یہ ناقابل تلافی نقصان ہے اور اب یہ ہماری (حقیقی) قوت ہے۔ سرمایہ پر بلاشرکت غیرے ہمارا کنٹرول ہے، جو جس قدر چاہیں ہم کسی حکومت کو دیں، وہ خوشدلی سے اسے قبول کرتی رہے یا پھر مالی بحران اس کا مقدر بنے۔

9 اگر کوئی آزاد خیال ہمارے مذکورہ رویے کو غیر اخلاقی قرار دے، تو میں اس سے یہ سوال کروں گا کہ اگر ہر حکومت کے دو دشمن ہوں اور اگر خارجی دشمن کے لیے حکومت کے اس مؤقف کو غیر اخلاقی قرار نہ دیا جائے جو دفاع کے لیے حالت جنگ کے اقدامات سے متعلق ہو، مثلاً خفیہ منصوبہ بندی، چھپ کر یا زیادہ تعداد کے ساتھ اچانک حملہ یا دشمن پر بے خبری میں شب خون وغیرہ، تو کس اصول کے تحت اس سے بڑے دشمن کے خلاف (یہودیوں کے دشمن عیسائی یا مسلمان) جو (بقول یہود) معاشرے کی فلاح و بہبود کا تباہ کنندہ ہو، ایسے اقدامات کرنے کو غیر اخلاقی اور ناپسندیدہ قرار دیا جائے۔

10 کیا کوئی بالغ النظر شخص، سطحی سوچ رکھنے والے ہجوم کو دلائل سے قائل کر کے کامیابی حاصل کرنے کا تصور بھی کر سکتا ہے جہاں اعتراضات اور تضادات کی بھرمار ہو، خواہ یہ وزنی بھی ہوں۔ ہجوم کے اندر افراد ہوں یا عوام کی بھیڑ ہو، جنہیں سطحی طفل تسلیوں، اعتقادات، رسوم و رواج اور جذباتی نظریات سے راہنمائی دی جا رہی ہو، جلد ہی اختلاف کی زد میں آ کر جھگڑنے لگتے ہیں اور

یوں انتہائی عمدہ اور معقول دلائل بھی انہیں راہ راست پر لانے میں ناکام رہتے ہیں۔ ہر گروہ بعض اوقات سیاسی مصلحتوں کو نہ جاننے کے سبب بے ہودہ مطالبات سامنے لاتا ہے، کبھی کبھار جس میں اکثریت کی رائے بھی شامل ہوتی ہے مگر یہ بدانتظامی کا سبب بن جاتا ہے۔

11 سیاست کا اخلاق و کردار سے کوئی میل نہیں۔ اخلاقیات کی بنیاد پر حکمرانی کرنے والا کبھی بھی اچھا سیاست دان نہیں ہوتا اور یوں اس کی حکومت ہمیشہ ہی غیر مستحکم رہتی ہے۔ جو کوئی بھی حکمران رہنے کا خواہش مند ہے اس میں دو ''صفات'' مطلوب ہیں، عیاری اور عوامی اعتماد۔ اعلیٰ قومی صفات مثلاً صاف گوئی، دیانت وغیرہ تو سیاست میں محض وہ ذرائع ہیں جو کسی بھی حکمران کو بہت جلد اور بڑے مؤثر انداز میں کرسیء اقتدار سے نیچے لاتے ہیں، کسی بھی بڑے سے بڑے دشمن کے مقابلے میں۔ یہ صفات غیر یہودی حکمرانوں میں ضرور ہونی چاہئیں مگر ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔

جس کی لاٹھی اس کی بھینس

12 ہمارا حق ہماری قوت ہے۔ حق محض ایک سوچ کا نام ہے جسے ثابت کرنا محال ہے۔ اس لفظ کے معنی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں کہ ''جس چیز کی مجھے ضرورت ہے وہ میرے سپرد کر دو تا کہ میں یہ کہہ سکوں کہ میں تم سے قوی ہوں۔''

13 حق شروع کہاں سے ہوتا ہے؟ حق ختم کہاں ہوتا ہے؟

14 کسی بھی ایسی ریاست میں، جہاں حکمران اور قانون کے غیر متوازن ہونے کے سبب بدانتظامی جنم لے چکی ہو اور حقوق و مطالبات کا سرکاری سخاوت کے سبب سیلاب آیا ہو، میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مسلمہ ضابطے کی رُو سے بھرپور

وار کا حق رکھتا ہوں تا کہ باقی ماندہ آئین و قانون کی دھجیاں اُڑا کر حسب منشا اداروں کی تشکیل نو کروں۔ پھر میں ان سب کے لیے جنھیں میں نے پچھاڑا ہے، حاکم اعلیٰ بن سکوں۔

15 موجودہ دور میں ہر نوع کی متزلزل شاہی (قوت) میں ہی ہماری قوت (غلبہ) کا راز پنہاں ہے، جو کسی سے بھی زیادہ ناقابل تسخیر ہو گی اور اس وقت تک ناقابل تسخیر رہے گی، جب تک کوئی عیار اس میں سرنگ نہ لگا لے گا۔

16 کسی بھی مستحکم حکومت کی فیضانہ پالیسیوں کے سبب اس کے دیوالیہ پن تک پہنچنے کے دوران ہم سے مجبوراً جو ناپسندیدہ کام سرزد ہوتے ہیں، دراصل (ہمارے نقطہ نظر سے) اس میں ہمارے لیے خیر کا پہلو ہے کہ ہم (تعمیر ملت کے نام پر ہماری منصوبہ بندی کے مطابق) قومی زندگی کی بگڑی مشینری کو درست کر کے بحال کریں گے اور اس میں باقاعدگی پیدا کریں گے یوں نکلنے والے نتائج استعمال کیے گئے ذرائع کو درست ثابت کر دیتے ہیں۔ اپنی منصوبہ بندی میں ہمیں ان باتوں پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ اخلاق و اچھائی کیا ہے بلکہ ہماری توجہ اس طرف رہنی چاہیے کہ ضروری اور کارآمد کیا ہے۔

17 ہمارے پیش نظر منصوبہ بندی میں طے شدہ طریقہ کار/لائحہ عمل سے انحراف اس لیے ممکن نہیں ہے کہ ہم نے صدیوں اس (حکومت کی تباہی سے) کے دیوالیہ ہونے کے لیے محنت کی ہے۔

18 نتیجہ خیز حکمت عملی میں معاشرتی بے ہنگم پن کے ساتھ کمینہ ظرفی، کاہلی، عامۃ الناس میں عدم استحکام کا احساس موجود ہونا، اپنی فلاح و بہبود کے تقاضوں کو نہ سمجھنا اور اپنی حقیقی صلاحیتوں کا ادراک نہ ہونا (ہمارے لیے) ضروری ہے۔ یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہیے کہ معاشرتی ابال (مجمع عوام) اندھا، بہرہ اور قوت استدلال سے عاری اور باہر سے کسی مشورہ دینے والے

کے مشورہ کا منتظر ہوتا ہے۔ اندھا اپنے ساتھ دوسرے اندھوں کو صرف گہرے غار میں گرا سکتا ہے۔ سیاست کی ابجد سے بے خبر لوگ، نودولتیے خواہ وہ عقل مندی ہی ہوں، قوم کے راہنما بن کر اسے تباہی تک تو لے جا سکتے ہیں مگر کسی طرح بھی حقیقی راہنمائی فراہم نہیں کر سکتے۔

19 بچپن سے ہی خودمختار حکمرانی کے لیے تیار کیے گئے فرد کے علاوہ کوئی سیاست کی ابجد کے حروف کو باہم جوڑ نہیں سکتا۔

20 کسی قوم کو اس طرح اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنے نودولتیوں کے درمیان ہو، تو قوت واقتدار کے لیے باہمی اندرونی پارٹی اختلافات ہی اس کا شیرازہ بکھیر دیں گے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ عامتہ الناس بڑی خاموشی سے بلاحسد، منصفانہ طرز پر، ذاتی مفادات کو درمیان میں لائے بغیر کوئی قومی اجتماعی معاملہ کر سکیں؟ کیا وہ کسی خارجی دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ کسی انبوہ کثیر میں جس قدر لوگ شریک ہوں، منصوبہ سے متعلق اسی قدر مختلف آراء بھی ہوں، یکجہتی کا فقدان ہو تو کس طرح معاملات عمل درآمد کی حد تک پہنچ سکتے ہیں۔

ہم مطلق العنان ہیں

21 ایک مطلق العنان حکمران ہی اپنے منصوبوں کو مؤثر انداز میں عملی جامہ پہناتے ہوئے حکومت کے متفرق شعبہ جات میں معقولیت اور توازن کے ساتھ تقسیم کار کر سکتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ایک ہی ذمہ دار کے ہاتھ میں اقتدار کی باگ ڈور سے تسلی بخش نظام حکومت ممکن ہے۔ ایک مکمل مطلق العنان حکمران کے بغیر تہذیبی بقاء ممکن نہیں۔ یہ افراد کے ''انبوہ کثیر'' (جمہوریت) کی جگہ عوام کے کسی بھی راہنما کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ عوامی انبوہ (جب نکلتا ہے) خون خوار ہوتا ہے اور اسے جب بھی موقع ملے وہ اپنی خون خواری کا مظاہرہ کرتا ہے۔

جونہی یہ انبوہ آزادی کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے، یہ فوری طور پر بدامنی میں تبدیل ہو جاتی ہے جو بذات خود درندگی کی بدترین شکل ہے۔

22 (شرف انسانیت سے گرنے والے) کثرت شراب نوشی سے مختل دماغوں والے، شرابی حیوانوں سے خبردار رہو جنہیں ''آزادی'' نے اس نوبت تک پہنچایا۔ یہ (شراب نوشی) ہمارا طریق زندگی نہیں ہے۔ شراب نوشی یا نشہ بازی غیر یہود کے لیے ہے۔ ان کے نوجوانوں کی اخلاق باختگی اور معاشرتی اونچ ہے، جہاں ہمارے مخصوص کارندے اور غیر یہود کے صاحب ثروت گھرانوں کی ''آیائیں'' انہیں پہنچاتی ہیں، ان کے ''ٹیوٹر'' ان کے خدمت گار ہمارا یہ کام سرانجام دیتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر غیر یہود کی غیر اخلاقی مجالس میں ہماری عورتیں یہ خدمت سرانجام دیتی ہیں جو ''سوسائٹی گرلز'' کے نام سے معروف ہیں اور جن کا کام ہی بدکاری اور فحاشی پھیلانا ہے۔

23 ہماری شناخت ''قوت'' اور ''اعتماد بناؤ'' میں ہے۔ سیاسی فتح کا راز قوت میں مضمر ہے بشرطیکہ اسے سیاست دانوں کی بنیادی مطلوبہ ضرورت، صلاحیت کے پردہ میں چھپا کر استعمال کیا گیا ہو۔ تشدد راہنما اصول ہونا چاہیے اور ان حکمرانوں کے لیے جو حکمرانی کو کسی نئی قوت کے گماشتوں کے ہاتھ نہ دینا چاہیں، ان کے لیے یہ مکر میں لپٹا ہوا ''اعتماد بناؤ'' کا اصول ہے۔ یہ برائی ہی ہمیں مطلوبہ ''خیر'' تک لے جانے کا آخری ذریعہ ہے۔ حصول مقصد کی خاطر، ناگزیر ہو تو، ہمیں رشوت، دھوکا فریب اور دغابازی و بے وفائی سے اجتناب نہیں کرنا چاہیے۔ سیاست میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حاکمیت اور اطاعت کے لیے دوسرے کے مال پر بلا جھجک قبضہ کس طرح کرنا ہے۔

24 ہماری حکومت کو پُرامن فتح کے راستہ پر چلتے یہ حق حاصل ہے کہ غیر مشروط

اطاعت کی خاطر ناگزیر دہشت گردی اور خوف کو جنگ کی ہولناکی ٹالنے کے لیے اطمینان بخش اور کم توجہ والی سزائے اموات سے بدل دے۔ عدل کی آڑ میں بے رحمانہ تشدد کسی حکومت کی قوت کی دلیل ہوتی ہے، کچھ حاصل کرنے کے نام پر نہیں بلکہ ادائیگی فرض کے نام پر فتح کے لیے، لہٰذا ہمیں ہلڑ بازی اور اعتماد بناؤ کے اصولوں کو اپنے پروگرام کا حصہ بنانا ہے۔ حسابی طریق زندگی اگرچہ اپنی جگہ اہم ہے مگر اسی قدر اہم وہ ذرائع ہیں جو استعمال میں آتے ہیں۔ اس لیے سخت گیری سے بڑھ کر دوسرے ذرائع کو اہمیت نہیں دی جاتی کہ اسی کے سبب کامیابی سے تمام حکومتوں کو اپنے اقتدارِ اعلیٰ کی غلامی میں لایا جاتا ہے۔ ان کے یہ جان لینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم انہیں اپنے تابع کرنے کے لیے بہت ہی بے رحم ہیں۔

ہم خود اختیاری ختم کر دیں گے

25 عرصہ دراز کی بات ہے جب ہم اجتماعات میں، "آزادی و خود مختاری، برابری اور بھائی بندی" جیسے الفاظ استعمال کیا کرتے تھے۔ دنیا کے کونے کونے سے میاں مٹھو طرز کے احمق ہمارے ڈالے اس "چارے" پر ٹوٹ پڑے اور دنیا کی بھلائی اپنے ساتھ لے اڑے، جس میں فرد کی حقیقی آزادی تھی اور جسے کسی بھی اجتماعیت کے دباؤ سے تحفظ فراہم کیا گیا تھا۔ یہ غیر یہود کے عقل مند لوگ اور دانشور ہوں گے جنہوں نے بولے گئے الفاظ کی گہرائی میں جا کر غور و فکر نہیں کیا کہ تضاد کہاں ہے، کس قدر ہے۔ کسی نے یہ محسوس ہی نہیں کیا کہ قدرت نے نہ عقل و دانش میں برابری دی ہے، نہ کردار و چلن کی اقدار میں اور نہ ہی قوت کار میں، جس طرح کہ اس نے اپنے غیر تغیر پسند قوانین کو محکم رکھا ہے۔ یہ لوگ اس سوچ سے کبھی باز نہ رہ سکے کہ عوامی انبوہ اندھا ہوتا ہے، سیاسی میدان میں اپنی صفوں سے جسے

چن کردہ سامنے لاتے ہیں، حقیقتاً وہ ان عوام سے مختلف نہیں ہوتے۔ اور یہ کہ ایک مشاق خواہ وہ احمق ہی کیوں نہ ہو، حکمرانی کرسکتا ہے جبکہ غیر مشاق خواہ وہ بہت ہی ذہین کیوں نہ ہو، سیاست میں صفر ہے۔ ان تمام باتوں کی طرف غیر یہودی کوئی توجہ نہیں دیتے۔ تاہم یہ نظام بادشاہی طرز پر چل رہا ہے کہ سیاسی معاملات کا ''علم'' باپ سے بیٹے کو اس طرح عقل مندی سے منتقل ہوتا ہے کہ ماسوائے اس خانوادے کے باہر کا کوئی شخص کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی اس جال سے کوئی نکل سکتا ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والے اس سیاسی علم نے اپنا آپ کھودیا اور یوں یہ ہماری کامیابی کے لیے زینہ بن گیا۔

26 ہم اپنے انتہائی وفادار ایجنٹوں کی کثیر تعداد کے، جو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہمارا علم بلند رکھے ہوئے ہیں، شکر گزار ہیں جن کی کاوشوں سے چہار سو ''آزادی، مساوات اور بھائی چارہ'' کی اصطلاحات ہماری صفوں میں آئیں۔ اور یہی وہ الفاظ ہیں جو غیر یہود کی حکومتوں کو گھن کی طرح چاٹ کر ہر جگہ ان کی پُرامن، پُرسکون اور متحد حکمرانی کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ جیسا کہ بعد میں آپ کو معلوم ہوجائے گا، یہی ہماری سر بلندی کا راز ہے۔ اسی نے ہمیں حقیقی قوت کار بخشی کہ ہم غیر یہود امراء کی حکومت کا خاتمہ کریں اور فی الواقع یہی افراد اور حکومتیں ہمارے راستے کا پتھر تھیں۔ غیر یہود کے امراء کی مستحکم وراثتی حکومتوں کے کھنڈرات پر ہم انہی کے تعلیم یافتہ طبقہ کے ذریعے دولت کی حکومت قائم کرتے ہیں۔ ''دولت کی یہ حکومت'' جس کی جزیات عمل ہمارے عظیم راہنماؤں نے طے کی تھیں، کا انحصار ہم پر ہے اور ہمارے علم پر ہے۔

27 ہمارے عروج کو ان لوگوں نے بہت سہل کردیا ہے جن سے تعلقات کو ہم نے انسانی ذہن کے حساس نقطہ، روپیہ پیسہ، طمع، مطلوب مادی وسائل کے عدم

توازن جیسی عموی کمزوریوں پر مرکوز رکھا ہے اور ان میں سے ہر ایک کمزوری اپنی جگہ قوت عمل کو مفلوج کر دینے والی ہے اور اس کے سبب وہ کسی ''فعال'' کے پاس ''گروی'' ہو جاتے ہیں۔

28 ہر ملک کے عوام میں آزادی کے لیے قیاسی محویت نے ہمیں ان کو یہ باور کرانے میں مدد دی ہے کہ ان کے حکمران کچھ نہیں ہیں بلکہ یہ دراصل حقیقی حکمرانوں کے نجی ملازم ہیں جو جب چاہیں، استعمال شدہ دستانوں کی طرح انہیں الگ کر دیں۔

29 دراصل، عوام اپنے منتخب نمائندوں کو ہماری صوابدید کے سپرد کر دیتے ہیں اور یوں ہمیں ان کی موزوں ''تعیناتی'' کا اختیار مل جاتا ہے۔

وثیقہ 2

1 جہاں تک ممکن ہو، ہمیں غیر یہود کو ایسی جنگوں میں الجھانا ہے جس سے انہیں کسی علاقے پر قبضہ نصیب نہ ہو بلکہ جو جنگ کے نتیجے میں معاشی تباہی سے دوچار ہو کر بدحال ہوں اور پھر پہلے سے تاک میں لگے ہمارے مالیاتی ادارے امداد فراہم کریں، جس امداد کے ذریعے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط ہو کر ہماری ناگزیر ضرورت کی تکمیل کریں گی خواہ ان کے اپنے اقدامات کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔ اس کے ردعمل میں ہمارے اپنے بین الاقوامی حقوق ان کے قومی حقوق کو بہالے جائیں گے، پھر یہ حق اسی انداز میں ان کے جملہ معاملات پر لاگو ہو جائے گا جس طرح کبھی ان کی اپنی حکومت ان سے معاملہ کیا کرتی تھی۔

2 (جہاں ہم کامیاب ہوں گے) عوام میں سے جو بھی انتظامیہ ہم منتخب کریں گے، اپنی (یہود کی) وفاداروں کی تکمیل کی صلاحیت کے حوالے سے وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہوں گے بلکہ بچپن سے کرہ ارض پر حکمرانی کے لیے زیر تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہوں گے جو مہروں کی طرح ہمارے ''ماہرین''، ''مشیروں'' اور ''دانشوروں'' کے اشارہ ابرو کو سمجھیں گے اور عمل کریں گے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ہمارے یہ ماہرین اپنے حکمرانی کے تقاضوں کی تکمیل کی خاطر

مطلوب معلومات تاریخی نچوڑ، ہمارے سیاسی عزائم اور گزرتے لمحات کے واقعات ومشاہدات سے لیتے ہیں۔غیر یہودیوں کو غیر متعصب حتمی تاریخی مشاہدات سے عملی راہنمائی دینے کے بجائے محض غیر عملی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس لیے ہمیں ان کے لیے فکرمند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وقت معین آنے تک ان کو اسی خوش فہمی میں لگا رہنے دو یا ماضی کے خوابوں میں یہ کھوئے رہیں یا پرانی یادوں سے لطف اندوز ہوں۔ ہم نے انہیں جن امور کو سائنسی قواعد کے طور پر تسلیم کر لینے کی ترغیب دی ہے اس پر انہیں جمار ہنے دو۔ یہی مقصد تو ہے جس پر ان کی ایمان کی حد تک پختگی کے لیے ہمارے اخبارات و جرائد ہر لمحہ کوشاں ہیں۔ غیر یہود کے دانشور ہماری مطلوبہ سمت میں اپنی قوم کو لے جانے کی خاطر خود ہی سائنسی معلومات وحقائق کو، جنہیں ہمارے عیار ماہرین نے تیار کیا ہے، خوشنما بنا کر اپنی قوم کو مہیا کریں گے۔

تباہ کن تعلیم

3 ایک لمحہ کے لیے بھی یہ خیال آپ کے دل میں نہیں آنا چاہیے کہ یہ بیانات محض کاغذی ہیں۔غور کریں گے تو ڈارون ازم، مارکس ازم اور نازی ازم کی کامیابیاں ہمارے عملی ہونے کا ثبوت ثابت ہوں گی۔ ہم یہودی ہر قیمت پر غیر یہود کے درمیان ان کے ذہنوں میں اپنی ہدایت کے بموجب دراڑیں دیکھنے کے متمنی ہیں۔

4 معاملات انتظامی ہوں یا سیاسی نوعیت کے، ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم دوسری قوموں کے خیالات، رجحانات اور کردار کا جائزہ لیتے رہیں تاکہ کہیں کسی غلطی کا ارتکاب نہ ہو۔ ہمارے طریقہ کار کی کامیابی، جو ہمارے راستے میں آنے والے

مختلف الخیال عناصر کی ترکیب کی مرہون منت ہے، ناکامی میں بدل جائے گی اگر عملاً یہ ماضی سے سیکھے سبق اور حال کی روشنی میں طے کردہ طریقہ کار کے مطابق نہ ہوگی۔

5 حکومتوں کے ہاتھ میں آج رائے عامہ بنانے اور عوام کے ذہنوں کو ایک جہت دینے کے لیے پریس کی زبردست قوت موجود ہے۔ پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ہماری ناگزیر ترجیحات کو مؤثر انداز میں پھیلائے، عوامی شکایات کو اجاگر کرے اور عامتہ الناس میں بے اطمینانی پیدا کرے۔ پریس ہی کے ذریعے آزادیٔ اظہار ایک قوت کے طور پر ابھرتی ہے۔ غیر یہودی حکومتیں ابھی اس ہتھیار کے مؤثر استعمال سے مکمل واقفیت نہیں رکھتیں اور یوں پریس ہمارا مطیع فرمان ہے۔ یہ پریس ہی ہے جس کے سبب، خود پس پشت رہتے ہوئے، ہم نے طاقت حاصل کی ہے۔ پریس ہمارے لیے کھرا سونا ہے اگرچہ ہم نے اس تک خون پسینے کے سمندر سے ہوتے ہوئے رسائی حاصل کی ہے۔ بلاشبہ ہم نے بہت سے افراد کی قربانی دی، جب کہیں یہ قوت ہمارا مقدر بنی اور خدا کی نظر میں ہمارا ایک قربان ہونے والا یہودی ہزار غیر یہودیوں سے افضل ہے۔

وثیقہ 3

1 آج میں آپ کو بتاؤں گا کہ ہماری منزل اب صرف چند قدم دُور ہے۔ ہمارا علامتی سانپ، جو ہمارے لوگوں کی نشانی ہے، ہمارے نقوش پا پر اپنی کنڈلی کا دائرہ مکمل کیا ہی چاہتا ہے اور جونہی یہ حلقہ مکمل ہو گا، یورپ کی تمام ریاستیں ہماری مضبوط گرفت میں آ جائیں گی۔

2 آج کے دور کے دستوری پیمانے بہت جلد ٹوٹ جائیں گے کیونکہ جس جھولے (محور) پر وہ مسلسل جھول رہے تھے، ہم نے اس کا توازن بگاڑ دیا ہے۔ غیر یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان مسلسل جھولتے جھولوں کی عمدہ مرمت کر لی ہے اور اب یہ جھولنا بند نہ ہو گا (جو ان کی بھول ہے)۔ مگر یہ محور...... ریاستوں کے حکمران جو اپنے الّلوں تللّوں کے جھرمٹ میں گھرے ہوئے احمق بنے ہیں، اپنے ذہنی انتشار، بے لگام اور غیر ذمہ دارانہ طاقت کے سبب ان کی یہ قوت جس کی پشت پر دہشت ہے ایوانوں میں محدود ہے کیونکہ عوام کے درمیان کھڑے ہونے کے راستے بند ہیں اور ان حکمرانوں میں عوام کے ساتھ مصالحت کر کے اپنے بعد اقتدار کے طلب گاروں کا راستہ روکنے کی سکت بھی نہیں ہے۔ ہم نے عوام اور مستحکم حکومت کے خواب دیکھنے والوں کے درمیان خلیج وسیع کر دی ہے جیسے اندھا اور اس کی چھڑی کہ ایک دوسرے سے الگ اپنی اپنی جگہ دونوں ہی بے بس ہیں۔

3 حصول اقتدار کے لیے طاقت کے غلط استعمال پر عمل کرنے والوں کی انگیخت کے لیے ہم نے یکے بعد دیگرے حزب مخالف کی قوتوں کو پیچھے لگا رکھا ہے جس نے آزادی کے لیے ان کی ترجیحات پر کاری ضرب لگائی ہے۔ معقول حد تک ہم نے

ہر ادارہ کو ہلا ڈالا ہے۔ ہم نے مختلف جماعتوں کو مسلح کیا ہے اور ہم نے ہر حریص کے لیے بھی کوئی نہ کوئی "چارہ" تیار کر رکھا ہے۔ حکومتوں کے حوالے سے ہم نے ایسے اکھاڑے ترتیب دے رکھے ہیں جہاں بے شمار الجھے مسائل ہیں بلکہ اس سے بھی ایک قدم آگے باہمی خلفشار اور دیوالیہ پن مسلمہ امور ہوں گے۔

4 انتظامی بورڈ ہوں یا ایوان ہائے نمائندگان، ان تھک یا وہ گو مقرر بن چکے ہیں۔ باہمت صحافی اور غیر صداقت پسند مضمون نگار انتظامی افسران کے گرد روزمرہ پروانوں کی طرح پھرتے ہیں۔ بے لگام اقتدار کے سبب بدمست عوام کا دھکا اداروں کو تہس نہس کر کے فضا میں بکھیرنے کا آخری ذریعہ ثابت ہوگا۔

غربت ہمارا ہتھیار

5 غلامی اور بے گار کی زنجیروں سے بڑھ کر پُر مشقت غربت نے عوام کو جکڑ رکھا ہے۔ ان سے (غلامی اور بے گار سے) وہ کسی نہ کسی طریقے سے رہائی پا سکتے ہیں، مگر غربت کے تیندوے سے کبھی چھٹکارا ممکن نہ ہوگا۔ ہم نے دستور میں ایسے حقوق کا ذکر کر رکھا ہے جو اصل نہیں محض دکھاوے کے ہیں۔ یہ مبینہ "انسانی حقوق"، صرف تصوراتی ہیں جن کا عملی زندگی سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ مثلاً پرولتاری مزدور کے لیے یہ دوہری مشقت ہے، اس کی زندگی کو جہنم بنانے کا سبب ہے اگر غیر محتاط لوگ بات کرنے کے اہل قرار پا جائیں اور صحافیوں کو بدخط تحریروں کی اجازت مل جائے اور کوئی احمق عقل مند کہلوائے تو بھی پرولتاریوں کو اس دستور سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، ماسوائے مزید رنج والم کے، جو ہم ان کے ووٹوں کے عوض، جو وہ ہماری ترغیب پر ہمارے مؤثر نامزد آلہ کار آدمیوں کے ذریعے دیں گے، ان کی جھولی میں ڈالیں گے۔ غریب آدمی کے لیے جمہوری حقوق زندگی کی تلخ حقیقت سے زیادہ کچھ نہیں ہیں کیونکہ صبح شام وہ جس پُر مشقت

زندگی میں وقت گزارتا ہے اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ تو اسے ہڑتالوں، تالہ بندیوں کے ذریعے اس کے ساتھیوں کی وساطت سے لوٹتا ہے۔

ہم کمیونزم کی مدد کرتے ہیں

6 ہم نے عوام کو اپنے ''پندونصائح'' سے امراء کی حکومت کا نشہ سنگھا دیا ہے جوان کے اکلوتے ''پرورش کنندہ'' اوران کے مفادات کے ''محافظ'' قرار پائے اگرچہ ایسا نہ تھا، کہ انہیں توفی الواقع اپنا ذاتی مفاد ہی عزیز تھا اور جس کی موجودہ دور میں تباہی کے سبب اب عوام بے رحم، ظالم اور بدمعاش سرمایہ داروں کے جوئے تلے جتے ہوئے ہیں۔

7 اس حال میں ہم نجات دہندہ کے رُوپ میں مزدوروں کی صفوں میں گھس کر انہیں مزاحمتی فوج، سوشلسٹوں، انارکسٹوں (دہشت گردوں) اور کمیونسٹوں میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں، جنہیں ہمیشہ ہی سے ہم نے صیہونی معاشرتی باہمی بھائی چارہ کے اصول پر (تمام بنی نوع انسان کے اتحاد و یگانگت کے نام پر) مدد فراہم کی ہے۔ امراء کی حکومت جسے قانون کے سائے میں (کارکن) ورکر میسر ہیں، کی یہ خواہش تھی کہ مزدور تنومند ہوں، اچھا کھائیں مگر ہماری دلچسپی اس کے قطعاً برعکس ہے کہ ہم غیر یہود کو نابود اور زوال سے دو چار دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ ہماری طاقت، خوراک کی مسلسل کمی اور جسمانی طور پر کمزور مزدور ہے کیونکہ انہی کمزوریوں کے سبب وہ ہمارے مفادات کا غلام بنتا ہے۔ پھر وہ اپنے آقاؤں کے پاس ہمارے خلاف کوئی قوت نہ بن سکے گا جو ہمارے مفادات پر اثرانداز ہو۔ شاہوں کے امراء کو مزدور پر حکمرانی کے عطا کردہ حق سے

بڑھ کر فاقہ زدگی مقدر ہوگی۔

8 اپنے راستے میں رکاوٹ بننے والوں کو ہم ہوس، حسد اور نفرت زدہ اژدھام کی قوت سے یکسر صاف کر دیں گے۔

9 جب عالمی سطح پر ہماری حاکمیت اعلیٰ کے قیام کا وقت آئے گا تو بھی یہی ہاتھ، یہی اژدھام ہمارے راستے کی ہر رکاوٹ کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائے گا۔

10 غیر یہودی جہلا (گوئم) نے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو طلاق دے رکھی ہے اور وہ صرف اس وقت چونکتے ہیں جب ہمارے ماہر تجاویز سامنے لائیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ ہماری طرح ہر چیز کی ہمہ جہت اہمیت کو نہیں جانتے، جس طرح ہم کہ جونہی ہماری حاکمیت کا لمحہ آئے گا ہم فوراً اسے روبہ عمل لائیں گے۔ ہمیں اپنے اداروں میں یہ سبق پڑھانا ہے کہ سادہ اور سچا علم وہ ہے جو علوم کی بنیاد ہے، جو معاشرتی سماجی ڈھانچہ تشکیل دیتا ہے، جس میں محنت کش کی تقسیم مطلوب ہے جو بالآخر سماج کی طبقاتی تقسیم پر منتج ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہر ایک کے پیش نظر رہنی چاہیے کہ معاشرے کی سطح پر عوامی احتیاجات میں یک رنگی نہ ہونے کے سبب مساوات کا پایا جانا محال ہے، لہٰذا کسی ایک کا کوئی فعل یا اس کی وابستگی کے سبب قانون کی نظر میں سب قابل مواخذہ نہ ہوں گے بلکہ صرف وہی ایک اپنے وقار و عزت کو داؤ پر لگانے والا ہوگا۔ تشکیل معاشرہ کے حقیقی عالم، جس کی تہہ در تہہ پردہ پوشی سے ہم گوئم (غیر یہود) کو دُور رکھتے ہیں، کے مظاہر کا تقاضا ہے اور لوگ یہ جان لیں گے کہ کام اور حیثیت کو ایک محدود دائرے میں رہنا چاہیے اور افراد کو تفویض شدہ اس کام سے عوام الناس کی مشکلات میں اضافہ نہیں ہونا چاہیے، اس تعلیم یا علم کے سبب جوان کے کام سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس علم کے گہرے مطالعہ کے سبب لوگ کھلے دل و دماغ کے ساتھ اقتدار کے قدموں

میں جھک جائیں گے اور اقتدار کے بخشے مناصب بخوشی قبول کرلیں گے۔

عامتہ الناس، ترویج علم کے نام پر ہماری متعین کردہ مرتب شدہ جہتوں کو اندھی عقیدت کے ساتھ قبول کرتے ہیں، یادرکھتے ہیں اور خوش ہو جایئے کہ وہ اپنی گمراہی اور جہالت کی سمت لپکتے ہیں، کچھ اس لئے بھی کہ وہ گردوپیش حالات سے متنفر ہیں کہ یہاں بے معنی طبقاتی اور حیثیتی تقسیم و تفریق موجود ہے۔

یہود ہر طرح محفوظ و مامون ہیں (معیشت)

11 یہ نفرت معاشی بحران کے سبب کئی گنا بڑھ جائے گی جس کے نتیجے میں سٹاک ایکسچینج ٹھپ ہو جائیں گے اور صنعت مفلوج ہو گی۔ ہم سونے کی چمک اور اپنے معروف خفیہ ہتھکنڈوں کے ساتھ مخصوص ہاتھوں کے ذریعے عالمی معاشی بحران پیدا کریں گے اور یورپ کے تمام ممالک میں مزدوروں کے جتھے اسی لمحے سڑکوں پر لائیں گے جو نہ صرف سرمایہ داروں کا سرمایہ لوٹیں گے بلکہ ان کا خون بھی بہائیں گے۔ انہی کا خون، جن کو بڑی سادگی اور شائستگی کے ساتھ وہ پالتے رہے ہیں۔

12 وہ (متنفر عوام) ہمیں ہاتھ بھی نہ لگائیں گے کہ ہم ہر طرح کے حفاظتی انتظامات پہلے کر چکے ہوں گے، چونکہ عمل کی اس گھڑی کی ہمیں خبر ہو گی۔

13 ہم اس بات کو سامنے لا چکے ہیں کہ گوئم (غیر یہود) کو کس طرح ہم دلیل کی حجت سے مطیع بنائیں گے۔ ہمارے حکماء و دانشور بخوبی آگاہ ہیں کہ امن کیسے قائم کرنا ہے اور اداروں سے آزادی کا تصور کیسے کھرچ نکالنا ہے۔

14 عامتہ الناس جب دیکھیں گے کہ ان کی جملہ خواہشات اور آرزوؤں کی تکمیل ان کی توقعات اور آزادی کے نام پر ہوئی ہے، اقتدار ان کا مقدر بنا اور وہ طاقت

کے سر چشمہ تک پہنچ گئے ہیں مگر فی الواقع وہ ہر اندھے شخص کی طرح سنگ ہائے راہ میں الجھ کر راہ تلاش کریں گے اور واپسی کی راہ نہ پا کر مکمل بے چارگی کے ساتھ اپنی مطلق العنانی قربان کرتے ہوئے ہمارے قدموں پر گر پڑیں گے۔ انقلاب فرانس کی یاد اپنے ذہن میں تازہ کیجیے، اس انقلاب کے ساتھ "عظیم" کا لفظ ہم نے لگایا کیونکہ یہ ہم جانتے ہیں کہ کس طرح ہمارے خفیہ ہاتھوں نے محنت کی تھی۔

15 اس وقت سے ہم عوام کو ہر لحہ نئے چکموں میں ڈال کر اپنے ساتھ لیے چل رہے ہیں کہ انہیں اپنی حاکمیت اعلیٰ کے قیام میں استعمال کر سکیں، خالص یہودی النسل صیہونی حاکمیت جسے ہم نے عالمی حکمرانی کے لیے تیار کیا ہے۔

16☆ آج ہم نظر نہ آنے والی بین الاقوامی قوت ہیں کیونکہ اگر کسی طرف سے ہم پر کوئی جارحیت ہوتی ہے تو بہت سی حکومتیں ہماری مدد کو پہنچتی ہیں۔ غیر یہود جہلاء (گوئم) کی بد معاشی ہے جن کی اپنی اصلیت کچھ نہیں ہے اور جو طاقت کے سامنے پیٹ کے بل رینگتے ہیں مگر فی الواقع وہ کمزور کے لیے بے رحم ہیں، جو جرائم میں ملوث ہیں مگر دوسروں کی خطا معاف کرنے والے نہیں ہیں، جو آزاد معاشرے کے تضادات سے نبھاؤ نہیں کرتے مگر بے لگام مطلق العنانی کے تشدد میں بڑے سکون سے موت کو گلے لگا لیتے ہیں اور یہی وہ خواص ہیں جو ہماری آزادی کے مددگار ہیں۔ گوئم (غیر یہود جہلاء) آج کے دور میں بڑے صبر سے آمروں کے زیر تسلط بدحال زندگی گزار رہے ہیں اور ایسی ذلت و رسوائی برداشت کر رہے ہیں جس کے روبہ عمل آنے تک لوگ بیسیوں بادشاہوں کے سر قلم کر چکے ہوں۔

17 آخر اس ماحول کے بے نتیجہ تجسس کی کیا وضاحت ہوگی جو اس نظام حیات کے سبب پیدا شدہ واقعات پر عوام الناس کے گروہوں کے رویوں کے رد عمل سے

سامنے آئے۔

18 اس کی حقیقت پسندانہ وضاحت یہ ہے کہ آمر اپنے (زرخرید) ایجنٹوں کے ذریعے چہ مہ گویوں، افواہوں اور خبروں کے ذریعے یہ بات پھیلاتے ہیں کہ ریاستوں پر تیز وتند تنقید کے ساتھ حملہ آور ہونا عالمی سطح پر عوامی فلاح کے حصول کے اعلیٰ مقاصد کے لیے ہے، جس کے ذریعے ان کی حب الوطنی اور مساوات حقوق کا تحفظ ہوگا۔ قدرتی بات ہے کہ وہ عوام کو یہ نہیں بتائیں گے کہ دراصل یہ اتحاد و یگانگت صرف ہماری حاکمیت اعلیٰ کے زیر سایہ ہوگا۔

19 اس طرح لوگ سچائی کی مذمت کریں گے اور خطا کار سے درگزر اور یوں جو کچھ ہم چاہیں گے اس کی زیادہ سے زیادہ پیروی کی جائے گی۔ خوشی کی بات ہے کہ لوگ خود ہی ہر قدم پر بدنظمی پیدا کر کے ہر طرح کے استحکام کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔

20 آزادی ایک ایسا لفظ ہے جو لوگوں کو ہر قوت سے ٹکرا دیتا ہے، وہ ہر ایک کے خلاف صف آرا ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ خدا اور قانون فطرت کے خلاف بھی، اسی لیے جب ہم اقتدار سنبھالیں گے تو اسے (آزادی) عملی زندگی کی لغت سے مٹانے کے لیے اندھی قوت استعمال کریں گے جو انسانی ہجوم کو وحشی خونی درندوں میں بدل دے گی۔

21 انسانی خون سے پیاس بجھانے کے بعد یہ درندے ایک عرصہ کے لیے سو جائیں گے اور پھر اس عرصہ کو طویل کیا جاتا رہے گا مگر انہیں دوبارہ خون نہ پلایا گیا تو یہ بیدار ہو کر پھر جدوجہد شروع کر دیں گے۔

وثیقہ 4

1 ہر ملک مختلف مدارج سے گزرتا ہے۔ پہلے مرحلے میں عوام ادھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں جیسے سرپھرے فاتر العقل لوگ، دوسرا دور شعلہ بیان فتنہ انگیز لیڈروں کا ہوتا ہے جس سے ملک میں انتشار پھیلتا ہے جس کے سبب خودسر مطلق العنان حکومت تشکیل پاتی ہے جو نہ تو قانون کی حکمرانی ہوتی ہے نہ ہی صاف ستھرے نکھرے ضوابط کی حامل، یوں یہ شعوری آمرانہ حکومت ہوتی ہے جو زیادہ طویل عرصہ نہیں چلتی مگر دراصل یہ نادیدہ قوتوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو کسی کو نظر نہیں آتیں اور جو پس پردہ رہ کر ہر بات دیکھتے ہیں، پس پردہ رہ کر اپنے ہر طرح کے ایجنٹوں کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں اور ردوبدل کرتے ہیں جو نقصان دینے کے بجائے نادیدہ قوت کی تقویت اور بقا کا سبب بنتا ہے۔ مقام شکر ہے کہ لمبی مدت تک خدمات کے اعتراف و معاوضے کے سبب یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

2 وہ کون ہے اور کیا ہے جو نادیدہ قوت پر قابض ہو سکتا ہے؟ اور بالیقین یہی ہماری قوت ہے۔ صیہونیت کے کارندے ہمارے لیے پردہ کا کام دیتے ہیں جس کے پیچھے رہ کر ہم مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ منصوبہ عمل ہمارا تیار کردہ ہوتا ہے مگر اس کے اسرار و رموز ہمیشہ عوام کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں۔

ہم خدا (کے تصور) کو نیست و نابود کردیں گے

3 آزادی بھی بے ضرر ثابت ہو سکتی ہے اور ملکی معیشت میں یہ جگہ بھی پا سکتی ہے اس طرح کہ عوامی مفادات کی قاتل نہ ہو اور اگر اس کی بنیاد خدا پر ایمان پر ہو، انسانی بھائی چارے کی بنیاد پر ہو مگر تصور مساوات سے منسلک نہ ہو جو قانون تخلیق کی نفی ہے کیونکہ انہوں نے برتر و کمتر کا نظریہ قائم کر رکھا ہے۔ اس جیسے ایقان کے ساتھ

کلیسائی نگرانی میں عوام پر حکمرانی کا خواب دیکھا جا سکتا ہے کہ مذہبی راہنماؤں کی راہنمائی میں طے کردہ فاصلے زمین پر خدا کی حاکمیت کے تابع ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لیے یہ لازم ہو گیا ہے کہ ہم غیر یہود (گوئم) کے تصور خدا کی روح کی دھجیاں بکھیر کر اس کی جگہ مادی فوائد اور حسابی قاعدے لے آئیں۔

4 غیر یہود (گوئم) کو سوچنے سمجھنے کا موقع فراہم نہ کرنے کی غرض سے فوری طور پر ان کے اذہان کو صنعت و تجارت کی طرف پھیرنا ضروری ہے۔ یوں تمام اقوام اپنے حقیقی دشمن کی طرف متوجہ ہوئے بغیر فوائد کے حصول کی دوڑ میں لگ جائیں گی، اور ایک بار پھر ہمیشہ کے لیے آزادی غیر یہود کے معاشرتی ڈھانچے کو تہس نہس کر دے گی۔ ہمیں صنعت کو حصول منافع کی امید پر ہی استوار رکھنا ہے کہ صنعت زمین سے جو کچھ نچوڑے گی وہ دوسرے ہاتھوں سے ہوتا ہوا بالآخر ہمارے لوگوں کے پاس ہی آئے گا۔

5 معاشی دوڑ میں برتری اور آگے رہنے کی جدوجہد بے رحم اور سرد خون معاشرہ تشکیل دے گی بلکہ دے چکی ہے اور ایسی صورتحال سماج و معاشرہ میں اعلیٰ سیاسی قیادت اور مذہب لیے شدید نفرت پر منتج ہو گی۔ ان کا خدا، ان کا راہنما صرف مفاد ہے اور یہ سونا ہے جسے وہ اپنی مادی خوشی کے لیے اپنے حقیقی عقائد کی جڑوں میں دفن کر دیں گے۔ یہی وہ وقت ہو گا جب ہم خیر یا دولت کے لیے نہیں لپکیں گے بلکہ اعلیٰ طبقے کے خلاف عوام کی ابھرتی نفرت کا رُخ ان کے دانشوروں اور اپنے مضبوط دشمنوں کی طرف ہماری راہنمائی میں پھرے گا۔

وثیقہ 5

1 جس معاشرے میں ہمہ جہت کرپشن سرایت کر چکی ہے وہاں کس قسم کا نظام ہونا چاہیے؟ معاشرہ، جس میں مفادات کا حصول مکاری و عیاری کی بنیاد پر ہو، جہاں بے عملی کی حکمرانی ہو اور اخلاقیات کے لیے سخت قوانین ہوں اور اچھے اصولوں کی پیروی کی آزادی نہ ہو، جہاں وطن و مذہب کے لیے جذبات بھی اقتدار کے تابع ہوں، ان معاشروں کو مطلق العنانی کے سوا اور کس قسم کا نظام حکمرانی دیا جانا چاہیے! اگر ان کے رسوم و عقائد وہ نہ ہوں جو میں بعد میں بتانے والا ہوں۔ ہم ایک ایسی مربوط سوسائٹی چاہتے ہیں جس کے سہارے ہم اس معاشرہ پر ملک پر کنٹرول رکھ سکیں۔ ہم اپنے زیر دستوں کے تمام سیاسی شعبہ کے افعال کو اپنے وضع کردہ نئے میکانکی نظام سے کنٹرول کریں گے۔ ہمارے وضع کردہ قوانین غیر یہود (گوئم) سے ہر آزادی اور ہر مراعت بتدریج چھین لیں گے اور یوں ہماری حکومت کا یہ امتیاز ہو گا کہ وہ جب چاہے، جس طرح چاہے یہود کے خلاف قول و فعل سے کسی طرح کے اقدام کرنے والے سے زندگی کا حق چھین لے۔

2 ممکن ہے یہ کہا جائے کہ میری بات میں، جو میں اوپر کہہ چکا ہوں کوئی وزن نہیں ہے مگر میں ثابت کروں گا کہ حقیقت وہی ہے جو میں نے کہا ہے۔

3 اس دور میں جب عوام بادشاہ کو سایہ خداوندی سمجھتے تھے اور وہ مطلق العنان ہوتے تھے کہ لوگ ان کے سامنے گردن جھکا دیتے تھے، مگر ٹھیک اس دن سے جب سے ہم نے عوام میں حقوق کے تصور کو اُجاگر ہی نہیں بتدریج پختہ بھی کیا

ہے، وہ ان تخت نشینوں کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہیں دیتے۔ عامتہ الناس کی نظروں سے اب تخت وتاج گر چکا ہے اور جب ہم گوئم (غیر یہود) سے ان کا خدا پر ایمان بھی چھین لیں گے تو عوامی قوت کو سڑکوں پر لانا آسان ہوگا اور اس وقت یہ ہماری حقیقی قوت ہوگی۔

4 علاوہ ازیں ہمارے منتظمین کے نہایت ذہانت، عیاری اور مکاری سے تیار کردہ معیار زندگی اور نظریات ہیں جن کی روشنی میں ہم گوئم عوام کی رہبری سے عہدہ برآ ہوتے ہیں، جنہیں یہ غیر یہود جہلاء سمجھنے سے یکسر قاصر ہیں۔ ہمارے ماہرین ومنصوبہ سازوں کی مہارت کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا کہ ان کی تربیت حالات وواقعات ومشاہدات کی جزئیات تک کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ یوں ہم جب چاہیں ہر طرح کی منصوبہ بندی پر قادر ہیں۔ یہ سیاسی ہو یا اپنے استحکام ملت اور دوسروں کے اتحاد ملت (توڑنے) کے لیے۔ اس سلسلے میں اگر کبھی کوئی ہمارا مدمقابل ہوسکتا تھا تو صرف اور صرف "مسیح کے سچے خادموں کا گروہ" یعنی مگر ہم نے اس گروہ کی اس طرح بیخ کنی کی کہ اب بے وقوف اور عقل کے اندھے عوام کی نظروں میں ان کی کوئی قدر وقیمت باقی نہیں رہی لیکن اس کارروائی کے ساتھ ہم زیر زمین رہ کر اپنی صفوں کی تنظیم سے کبھی غافل نہیں رہے۔ بہر حال یہ طے ہے کہ دنیا کو ایک حاکم اعلیٰ کی ضرورت ہے، یہ حاکم اعلیٰ صیہونی ہو یا مسیحی کیتھولک، مگر سچی بات یہ ہے کہ یہ حاکم اعلیٰ ہم ہی میں سے ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ یہ متفقہ فیصلہ ہے (یا یوں سمجھیے کہ اس مسئلہ میں کیتھولک ہمارے منہ لگنے کی ہمت نہیں رکھتے)۔

5 ایسا وقت آسکتا ہے کہ عالمی سطح پر غیر یہود (گوئم) ہمارے مدمقابل متحد ہوں مگر فکر کی کوئی بات نہیں کہ ہم ان کی باہمی چشمک نااتفاقی اور

اختلافات کے سبب جس کی جڑیں بہت گہری ہیں اور اس گہرائی کو پاٹنا کسی کے بس میں نہیں ہے، ہر طرح محفوظ و مامون ہیں۔ ہماری تدابیر نے انہیں ایک دوسرے کا مدمقابل بنا دیا ہے جس کی بنیاد نسلی اور مذہبی بڑھتے چڑھتے تعصبات ہیں جنہیں ہم صدیوں سے بڑھانے میں مصروف ہیں اور یہ لمحہ بہ لمحہ شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی سبب آج ہم کامیاب ہیں کہ بفرض محال کوئی ملک ہمارے خلاف صف آرا ہو جائے تو عالمی سطح پر اسے ہمارے خلاف کوئی ہم نوا نہ ملے گا کیونکہ ایسے ملک کی حمایت کا دوسرا مطلب اپنے تمام مفادات سے ہاتھ دھونا ہے۔ لہٰذا ہم اپنی جگہ مضبوط ہیں اور ہمیں فنا کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ حد تو یہ ہے کہ اقوام عالم کا اتحاد (موجودہ یو این او) ہماری اشیرباد کے بغیر کوئی معمولی سے معمولی معاہدہ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔

6 ''ہر حکمران میرے ہی اشارہ ابرو کا محتاج ہے'' یہ الفاظ خدا کے فرستادہ اور پسندیدہ ان پیغمبروں کے ہیں جنہیں خدا نے دنیا کی حکمرانی کے لیے منتخب کیا تھا۔ فہم و فراست کا وافر عطیہ ہمارے رب نے ہمیں دیا ہے کہ ہم ہر کام اور ہر فرض کو بطریق احسن سرانجام دیتے ہیں اور اگر ہمارے مخالفین کے پاس بھی فہم و فراست کی نعمت ہے تو اس میں بھی ہماری ہی محنت کا عمل دخل ہے اور اس فہم و فراست کے سرمایہ کے باوجود ہمارے دشمن ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے کہ پرانے گھاگ شکاری سے نیا ناتجربہ کار شکار کیسے بچ سکتا ہے۔ نتیجتاً ہمارے اور ہمارے دشمن کے مابین ہونے والے ہر معرکہ میں ہم کامیاب رہیں گے کہ یہ معرکے انتہائی بے رحمانہ طریقے سے فرو کیے جائیں گے جسے دنیا نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ملکی نظام کے پہیے حرکت کے لیے جس انجن کے محتاج ہوتے ہیں۔

وہ انجن ہماری قوت ہے۔ یہ انجن معاشی قوت ہے، سونے کی طاقت ہے اور یہ ہمارے بڑوں کی ایجاد ہے۔ یوں سرمایہ قدیم دور سے ہی شاہانہ وقار و احترام لے رہا ہے۔

معاشی و مالی اجارہ داری (صنعت وتجارت)

7 صنعت وتجارت میں اجارہ داری قائم کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ سرمایہ ہر پابندی سے آزاد ہو اور ہمارے نادیدہ ہاتھ دنیا کے گوشے گوشے میں اس اجارہ داری کی خاطر آزاد سرمایہ کے لیے مصروف عمل ہیں۔ صنعت وتجارت میں مصروف لوگوں کو سرمایہ کی یہ آزادی سیاسی قوت بخشے گی اور پھر یہی آزادی عوامی ردعمل کو کچلنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ آج ضرورت ہے کہ عوام کو جنگ میں دھکیلنے کے بجائے انہیں غیر مسلح کیا جائے اور جو لوگ ہر لمحہ شعلہ جوالہ بنے نظر آتے ہیں انہیں ہم اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں، یوں ان کے جذبات بھی سرد ہوں گے۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ دوسروں (غیر یہود) کے خیالات وجذبات کو سنیں، تجزیہ کریں اور ان کو وہ معنی پہنائیں جو ہمارے مقاصد کی تکمیل سے قریب تر ہوں یا صریحاً ہمارے حق میں ہوں۔ یہ درست نہیں کہ ان خیالات کو رد کیا جائے یا انہیں جھٹلایا جائے بلکہ ہماری کامیابی یہ ہے کہ ہم تنقید وحکمت کے ذریعے عوام کے ذہنوں سے ان خیالات کو کھرچ دیں یا ان میں نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت ہی سلب کر دیں تاکہ وہ کبھی بھی ہمارے مقابلے میں نہ آسکیں۔ بہتر یہ ہے کہ ان کی مثبت صلاحیتوں کو نعرے بازی کا رُخ دے دیں۔

8 یہ ہر دور کا دستور رہا ہے کہ عوام نے سطحی کارناموں کو تحسین کی نظر سے دیکھا کہا نہیں حقائق کی تہہ تک پہنچنے کی فرصت ہی کہاں ہے۔ ہم ایسے ادارے

قائم اور مستحکم کریں گے جو (ہمارے دشمنوں میں) مظاہروں کو منظم کریں گے، مظاہرین کو سودے بازی میں ملوث کریں گے اور وہ اسی کو اپنی کامیابی و کامرانی سمجھیں گے۔

9 ہمیں مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو مخصوص جماعتوں میں منظم ہی نہیں کرنا بلکہ انہیں نعرہ بازی بھی سکھانی ہے اور انہیں شعلہ بیان مقررین کے سپرد کرنا ہے جن کی شعلہ بیانی اور جن کے دعوؤں کو سن سن کر عوام ان سے بدظن ہو جائیں گے اور عوام کے دلوں میں ان مقررین کے خلاف نفرت بھر جائے گی۔

10 یہ پہلے راز کی بات ہے کہ رائے عامہ پر تسلط حاصل کرنے کے لیے اولاً ہمیں ماحول میں کشیدگی، مایوسی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنا ہوگی جس کے لیے متضاد نظریات اور متنازعہ آرا کو جنم دے کر مستحکم کرنا ہوگا۔ یہ کھیل طویل عرصہ تک کھیلا جانا چاہیے کہ گوئم (غیر یہود) بے صبرے ہو کر بپھر جائیں اور پھر یہی لوگ سیاسی خیالات و نظریات کی بھول بھلیوں میں اُلجھ کر بالآخر اس نتیجہ پر پہنچیں کہ یہ گورکھ دھندہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ صرف ہمارے لیڈر ہی سمجھ سکتے ہیں اور اس لیے صرف وہی ہماری بہتر راہنمائی کر سکتے ہیں۔ سوچ کے اس منطقی انجام میں ہی ہماری کامیابی ہے۔

11 ہماری کامرانی کے لیے راز کی دوسری بات یہ ہے کہ ہم غیر یہود کے ملکوں میں عوامی عادات، جذبات کو اس حد تک برانگیختہ کر دیں کہ وہ فہم و فراست سے عاری ہو جائیں جس کے نتیجے میں ان کی منزل بدانتظامی اور انتشار ہوگی۔ ایک دوسرے پر سے ان کا اعتماد اُٹھ جائے گا۔ یہ طریق کار ہماری کامیابی کی ضمانت ہوگا۔ ہم عوام میں بدانتظامی اور انتشار کی کیفیتوں کو انتہائی بڑھا چڑھا کر پیش کر کے حقیقی طاقتوں کا تار پود بکھیر سکیں گے جو عملاً ہمارے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔

یہ بات پیشِ نظر رکھنی ضروری ہے کہ ہمارے لیے سب سے خطرناک چیز شخصی، ذاتی اقدامات کا فلسفہ ہے کہ اس کے پس پردہ ذہن اور فہیم دماغ ہوتا ہے جو ہزاروں افراد کی مجموعی قوت سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے، وہ ہزاروں لوگ جن میں ہم نفرت واختلاف کے بیج بو رہے ہیں۔

غیر یہود کے تعلیمی نظام کو ہمیں یوں مرتب کرنا ہے کہ اس نظام کی بدولت وہ کبھی عملی زندگی میں کسی قطعی فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں۔ تناؤ اور کشیدگی جو الل ٹپ آزادی عمل کا لازمی نتیجہ ہوتی ہے ان قوتوں میں اور بھی برہمی و انتشار پیدا کر دیتی ہے اور اسی نوع کی کسی دوسری قوت سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو شدید اخلاقی انحطاط، مایوسی اور ناامیدی پیدا ہوتی ہے جو ناکامیوں پر منتج ہوتی ہے۔

غیر یہود کو ان مذکور طریقوں سے ہم اس قدر زِچ کر دیں گے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر ہمیں اقتدار پیش کرنے میں ذرہ بھر متامل نہ ہوں گے۔ اور ہم عالمی سطح پر پس پردہ رہتے ہوئے حقیقی قوت و اقتدار حاصل کر لیں گے، یوں ہمارے اقتدارِ اعلیٰ کی بنیاد رکھی جائے گی۔ موجودہ دور کے حکمرانوں کی جگہ ایسے ادارے ہم تشکیل دیں گے جو اقتدارِ اعلیٰ کی نظامت کہلائیں گے اور نظامت کے ہاتھ چہار سو بہت لمبے ہوں گے کہ دنیا کے گوشے گوشے پر اس کی گرفت ہو گی۔ یہ نظامت ہمہ پہلو ہو گی کہ اسے زیر کرنا کسی کے لئے ممکن نہ ہو گا۔

وثیقہ 6

1 غیر یہود حکومتوں (گوئم) کی سیاسی موت اور غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے ہلاکت کی خاطر ہم بہت جلد مختلف شعبہ ہائے حیات میں اپنی اجارہ داریاں قائم کریں گے خصوصاً زر و دولت کے ذخائر جو غیر یہود کو لے ڈوبیں گے کہ ان کی قسمتوں کا فیصلہ یہی سونا کرے گا۔

2 یہاں موجود ماہرین معاشیات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اشتراکِ عمل اور اس کی اہمیت کو سامنے رکھ کر پروگرام مرتب کریں۔

3 ہم ہر ممکن طریقے سے اپنے اقتدار اعلیٰ کو قائم کریں گے جس کی حیثیت فیاضانہ ہو گی کہ جو کوئی اس کے سامنے سر تسلیم خم کر کے ہماری غلامی کا قلاوہ پہن لے اسے معاف کر دیا جائے۔

4 غیر یہود میں امراء کی حکومتیں اب کم و بیش مردہ ہو چکی ہیں اس لیے انہیں اہمیت دینے کی چنداں ضرورت نہیں ہے مگر وہ بطور جاگیردار اب بھی ہمارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنے وسائل کے لحاظ سے خود کفیل ہیں لہٰذا ہمیں ہر قیمت پر انہیں ان کی جاگیروں سے محروم کرنا ہے اور یہ کام یوں آسانی سے کیا جا سکتا ہے کہ ان پر بہت سے ٹیکسوں کا بوجھ لاد دیا جائے، انہیں مختلف قرضوں کے بوجھ تلے دبایا جائے۔ یوں بتدریج وہ اراضی کی ملکیت سے مایوس اور متنفر ہو کر اس سے چھٹکارا حاصل کر کے ہمارے مقاصد کی تکمیل کریں گے۔

5 غیر یہود کے امراء و جاگیردار اپنے خاندانی رویوں کے سبب قلیل آمدنی میں گزر اوقات نہ کر سکیں گے اور جلد سینہ دھرتی کا بوجھ بن جائیں گے۔

ہم شرفاء کو غلام بنائیں گے

6 اپنے دیگر پروگراموں کے ساتھ ہم صنعت وتجارت کی یوں سرپرستی کریں گے کہ عملاً مکمل کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہو۔ سٹہ بازی صنعت کی دشمن ہے جبکہ سٹہ بازی سے پاک معیشت استحکام کی ضامن ہے اور سرمایہ نجی ہاتھوں میں رہنے سے زراعت مضبوط ہوتی ہے۔ یوں کاشت والی اراضی قرضوں کی ادائیگی کے بعد نجی ہاتھوں میں جائے گی۔ ہماری کامیابی اس میں ہے کہ سٹہ بازی کے ذریعہ صنعت وزراعت کے سوتے خشک کر کے روئے عالم کی تمام دولت ہم سمیٹ لیں اور یوں غیر یہود محض بھکاری ہوں گے، ہمارے سامنے سرنگوں غلام ہوں گے اور وہ صرف زندہ رہنے کی بھیک مانگیں گے۔

7 غیر یہود کی صنعت کو ہم سٹہ بازی کے ذریعے تباہ کرنے کے ساتھ تعیشات کو فروغ دیں گے اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہم پہلے ہی اقدامات کر چکے ہیں اور تعیشات کی ہوس اب ہر چیز کو ہڑپ کر رہی ہے۔ مزدوروں کی اُجرت اس انداز میں بڑھے گی کہ ان کی ضروریات اس سے پوری نہ ہو سکیں کیونکہ اس کے ساتھ ہی ''نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز'' پر عمل کر کے قیمتیں بڑھائیں گے اور بہانہ یہ ہو گا کہ مویشیوں کی قلت ہے۔ علاوہ ازیں ہم انتہائی ماہرانہ چالاکی وعیاری کے ساتھ پیداواری ذرائع کو کھوکھلا کریں گے۔ یہ کام کارکنوں میں شراب نوشی اور دیگر منشیات کے فروغ سے حاصل ہو گا اور اسی ذریعہ سے تعلیمی صلاحیتوں کا استحصال ممکن ہو گا۔

8 غیر یہود ہماری منصوبہ بندی کی تہہ تک نہ پہنچ سکیں گے اور نہ ہی وقت سے پہلے یہ ان کے خواب وخیال میں ہو گا۔ ہمیں اپنی منصوبہ بندی کو ان سے چھپانا ہے۔ اس پر ''مزدور طبقہ کی خیر خواہی'' کا پردہ ڈالنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے عظیم اصولوں کو پردہ راز میں رکھنا ہے جن کے لئے دشمن سیاسی نظریات کے نام پر بڑی شدومد کے ساتھ پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔

وثیقہ 7

1 بکثرت پولیس فورس اور اسلحہ کی کثرت ہماری منزل کو قریب لاتے ہیں۔ ہمارا منتہا مقصود یہ ہے کہ سینہ دھرتی پر ہمارے علاوہ صرف مزدور اور محنت کش لوگ آباد ہوں یا معدودے چند کروڑ پتی ہمارے کارکنوں کی شکل میں، پولیس ہو، فوج ہو اور بس۔

2 یورپ اور دوسرے براعظموں میں ہمیں انتہائی جوش و خروش اور جذبہ جاں نثاری سے تشدد و انتشار پیدا کرنا ہے جس سے ہمیں دوہرا فائدہ ہوگا۔ مثلاً اولاً ہم ان ممالک کی نگرانی کر سکیں گے۔ انہیں یقین آ جائے گا کہ ہم جب جس ملک میں چاہیں انتشار پیدا کر سکتے ہیں اور جب چاہیں وہاں کا انتظام سنبھال کر امن و سلامتی کا سرمایہ اہل وطن کی جھولی میں ڈال سکتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ہم اپنی بے رحمانہ زیادتیوں اور سازشوں سے ان سب کو باہم دست و گریبان کیے رکھیں گے جنہیں ہم نے سیاسی، معاشی قرضہ جات اور معاہدوں کے چنگل میں پھنسا رکھا ہے، وزارتوں کا لالچ دے رکھا ہے۔

حصول مقاصد کے لیے ہمیں انتہائی چالاکی اور عیاری کی ضرورت ہے اور اس بات کی بھی کہ ہر کیے جانے والے معاہدے میں ہمارا عمل دخل بھی ہو۔ "سرکاری زبان" میں بات کی جائے تو ہمیں متضاد اور مخالفانہ ہتھکنڈے استعمال کرنا ہوں گے مگر دیانت و امانت کی اوٹ میں رہتے ہوئے اور غیر یہود کو تو ہم نے ہر چیز کے ظاہری رُخ تک محدود رہنے کا سبق

پڑھا رکھا ہے بلکہ انہیں اس پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ وہی رُخ دیکھیں جو ہم انہیں دکھائیں۔ اس کے باوجود وہ ہمیں محسن اور نجات دہندہ سمجھیں گے اور پوری انسانیت کے لیے رحمت کے فرشتے بھی سمجھیں گے۔

مسلمہ عالمی جنگ

3 اپنے ہمسایہ ممالک کی طرف سے کسی جارحیت کے خلاف مؤثر دفاع کی صلاحیت بہرحال ہمارے اندر ہونی چاہیے۔ اگر ہمارے اردگرد بسنے والے باہم اشتراک سے ہم پر حملہ آور ہوں تو ہمیں اس مقصد کے لیے اسے عالمی جنگ کا رُخ دینا پڑے گا تاکہ ہم بہتر طور پر مقابلہ کر سکیں۔

4 کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ ہم اپنے معاملات میں مکمل رازداری کو ملحوظ رکھیں۔ دنیا کے غیر یہود کبھی بھی اپنے سیاست دانوں اور دانشوروں کے کام سے مطمئن نہ ہوں۔

5 گوئم (غیر یہود کے) حکمرانوں کو ہمیں اس بات پر مجبور کرنا ہے کہ وہ ان کے لیے ہمارے تیار کردہ منصوبوں کی حمایت کریں۔ مقام شکر ہے کہ حکومتیں پہلے ہی ہمارے ڈھب پر ہیں۔ ان کا وسیلہ پریس ہے جسے ہم نام نہاد بڑی طاقتوں کے ذریعے پھیلا رہے ہیں، مؤثر بنا رہے ہیں، بتدریج فروغ دے رہے ہیں۔ چند مستثنات کو چھوڑ کر پہلے ہی عالمی سطح پر پریس ہمارے مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔

وثیقہ 8

1 ہمارے پاس ہر وہ اسلحہ ہونا چاہیے جو ہمارے دشمن کے پاس ہو سکتا ہے۔ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے ہمیں لغت میں معروف معنوں کو پُر پیچ معنوں کے پردوں میں لپیٹنا ہوگا جس کے لیے ایسے فیصلے سامنے لانے ہوں گے جو انتہائی غیر منصفانہ اور غیر معقول ہوں۔ اس بات کی اہمیت دراصل یہ ہے کہ یہ فیصلے اور قراردادیں جو اخلاقی اقدار کو کھوکھلا کردیں گی، قانونی شکل اختیار کر لیں گی۔

جس تہذیب وتمدن میں ہمیں کام کرنا ہے وہاں ہماری انتظامیہ کو ہمہ پہلو حاوی رہنا ہوگا۔ اس انتظامیہ کے گرد منتظمین، ناشرین، قانون دان اور سیاست دان ہوں گے اور خصوصاً وہ افراد بھی جو ہماری درس گاہوں میں ہماری تربیت کے سبب پختہ کار ہوں گے یعنی ہمارے خصوصی کارکن۔ یہ خاص آدمی متعلقہ سماجی ڈھانچے کے اسرار ورموز سے بخوبی واقف ہوں گے بلکہ اس سے ایک قدم آگے کہ وہ ان زبانوں سے واقف ہوں گے جو سیاسی رموز میں مشکل ہوتی ہے۔ ان افراد کو انسانی نفسیات کی تمام جہتوں سے متعارف کرایا جائے گا تاکہ انسانی کمزوریوں سے ہر لمحہ بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ انسانی کمزوریاں غیر یہود کے دماغ ہیں، ان کے رجحانات اور عمومی کمزوریاں ہیں، ان کے مختلف طبقات ہیں۔ یہ بات کہنے کی بظاہر چنداں ضرورت نہیں ہے کہ ہمارے اقتدار اعلیٰ کے باصلاحیت معاونین یقیناً غیر یہود سے منتخب نہیں کیے جائیں گے کیونکہ وہ معاملات کو بلا سوچے سمجھے اور بلا غور وفکر حل کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ وہ کبھی ایسے فیصلوں کے انجام پر

غور و فکر نہیں کرتے اور نہ کبھی انہوں نے یہ سوچا کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں، مستقبل میں اس کے نتائج کیا نکلیں گے۔ گوئم (غیر یہود) منتظمین بغیر پڑھے کاغذات پر دستخط کرنے کے بھی عادی ہیں۔ یوں وہ دو مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں، ذاتی مفاد یا صیہونی مفادات کا تحفظ۔

تعلیم

2 ہماری حکومت میں بہت سے ماہرین معاشیات ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ یہود کے نظام تعلیم میں معاشیات کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اس کے سبب ہمارے گرد بینک کاروں، سرمایہ داروں، صنعت کاروں اور کروڑ پتیوں کی ایک فوج ہوتی ہے اور ہر چیز صرف سونے کی کسوٹی پر پرکھی جائے گی۔

3 جب تک ہمارے زیر اثر مملکتوں میں انتظامی عہدوں پر یہود کی تعیناتی کو خطرہ لاحق رہے گا، یہودی اپنے ڈھب کے ایسے غیر یہود کے درمیان رہیں گے جن کا ماضی اور جن کی ساکھ سے یہود مطمئن ہوں گے یا ایسے عقل کے اندھے جو جہالت اور مایوسی کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے کہ اگر وہ ہمارے مفادات کے خلاف کام کریں گے تو انہیں بے بنیاد جھوٹے الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا یا پھر وہ سینہ دھرتی سے غائب ہوں گے۔ دراصل یہ دوسرے غیر یہود کے لئے درس عبرت ہوگا اور اس کے سبب وہ ہمارے مفادات کے تحفظ کا ہر لمحہ خیال رکھنے والے ہوں گے۔

وثیقہ 9

1 ہمیں اپنے اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے قبل متعلقہ ملک کے عوام کے عمومی رویوں اور اعمال کو پیش نظر رکھنا ہوگا اور اپنے ان متعین اصولوں کو اس وقت تک بظاہران سے ہم آہنگ رکھنا ہے جب تک کہ ہم وہاں کے عوام کو اپنے ڈھب کی تعلیم سے، وہاں پہلے سے موجود اپنے لوگوں کے رنگ میں نہ رنگ لیں کہ اس کے بغیر ہم کامیاب نہ ہوسکیں گے۔ توجہ اور چابکدستی سے کام کرتے آپ دیکھیں گے کہ ایک عشرہ کے دوران ہی انتہائی سخت مخالف کردار والے لوگ بھی تبدیل ہوکر ہماری قوت میں اضافہ کریں گے۔

2 ''آزاد'' کا لفظ جو صیہونیت میں خفیہ پاس ورڈ سمجھا جاتا ہے اور جس کے معنی ''آزادی''، ''مساوات'' اور ''بھائی چارہ'' ہے یکسر ''آزادی کا حق''، ''مساوات کا فرض'' اور ''مثالی بھائی چارہ'' یا تصور اخوت میں تبدیل ہو جائیں گے، جونہی اقتدار اعلیٰ ہمارا مقدر ہوگا۔ ہم اس طرح معنی بدل لیں گے بلکہ یوں کہیے کہ ''بیل کو سینگوں سے پکڑ لیں گے۔'' یہ بھی حقیقت ہے کہ اپنی حکومت کے علاوہ ہم نے ہر حکومت کے نظام کو بدل ڈالا ہے اگر چہ ابھی بہت سے نظام باقی بھی ہیں جو ہمارے نظریات سے لگا نہیں کھاتے۔ ہمارے ہی ایما پر بعض حکومتیں ہمارے خلاف آواز بلند کرتی ہیں، سب کچھ ہماری ہدایت کے مطابق ہوتا ہے اور اسی عمل سے ہمارے مابین اعتماد و بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ یہ سب کچھ بار بار زیر بحث آچکا ہے اس لیے میں کسی مزید تفصیل میں نہ الجھوں گا۔

یہود کی اعلیٰ ترین ریاست

3 ہمارے دائرہ کار میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی جو ہمارے کام کو محدود کر دے۔ ہماری سپر سٹیٹ (اعلیٰ ترین ریاست) خصوصی قانونی حالات پر استوار ہوگی جسے مسلمہ طور پر انتہائی طاقتور الفاظ میں ڈکٹیٹرشپ کہا جا سکے گا۔ میں صاف ستھرے ضمیر کے حوالے سے آپ کو بتا سکتا ہوں کہ ہم بطور قانون ساز فیصلے اور سزائیں صادر کریں گے۔ ہم جسے چاہیں گے قتل کریں گے اور جسے چاہیں گے آزاد چھوڑ دیں گے۔ اپنے حواریوں کے لیڈر ہونے کے ناطے قیادت ہمارے قدم چومتی ہے۔ ہم قوت ارادی کے بل بوتے پر حکومت کرتے ہیں کہ ہمارے قبضہ قدرت میں ایک پارٹی حکومت ٹکڑوں کی شکل میں ہے۔ وہ حکومت جو کبھی بہت مضبوط تھی مگر جس قوت کو ہم پارہ پارہ کر کے نیست و نابود کر چکے ہیں۔ ہمارے مؤثر ہتھیار جن سے ہم یہ کام کرتے ہیں بے پایاں غیر محدود امنگیں، بڑھتی چڑھتی ہوس وہوا، بے رحمی اور شقی القلبی، غیض وغضب اور نفرت ہیں۔

4 وحشت و بربریت کو جنم ہم ہی نے دیا ہے۔ ہماری صفوں میں ہر طبقے کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ہر نظریہ کے لوگ ہمارے ساتھ ہیں، مثلاً ٹھکرائے ہوئے شاہ، سوشلسٹ، کمیونسٹ اور جاگتے خواب دیکھنے والے۔ ہم نے ان سب کو اپنی اپنی جگہ مصروف کر رکھا ہے۔ ہر کسی کی محنت اقتدار کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ یوں چہار سو مملکتیں نزع کے عالم میں ہیں اور سکون و امن کی طالب ہیں، مگر یہ امن و سکون ان کا مقدر صرف اسی صورت میں ہوگا کہ وہ ہمارے اقتدار اعلیٰ کے سامنے کھلے دل و دماغ سے جھک جائیں۔

5 عوامی مطالبہ بڑی شدت سے تقاضا کرتا ہے کہ کسی بین الاقوامی معاہدے کے ذریعے اب سوشلزم کے قضیے کا حل تلاش کیا جائے۔ بتدریج جماعتی تقسیم در تقسیم

نے انہیں (غیر یہود کو) ہمارے جال میں لا پھنسایا ہے۔ جدوجہد اور مقابلہ بازی کے لیے دولت درکار ہے جو ساری کی ساری ہمارے ہاتھ میں ہے۔

6 ہمارے پاس اس بات کا جواز ہوسکتا ہے کہ ہم غیر یہود بادشاہوں اور عوام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے ان کو آمنے سامنے لا کھڑا کریں اور ہم نے ایسے امکانات کا جائزہ لے رکھا ہے۔ ان دونوں قوتوں کے درمیان ہم نے ایک دیوار بنا رکھی ہے جو دونوں کو جدا رکھتی ہے۔ یہ دوطرفہ خوف کی دیوار ہے۔ یوں اندھی عوامی قوت ہمارے ہی تابع رہتی ہے اور پھر ہم، صرف ہم انہیں لیڈر مہیا کرتے ہیں جو بلاشبہ انہیں ہماری متعین منزل تک لے آتا ہے۔

7 اس مقصد کی خاطر کہ اندھی عوامی قوت ہمارے ہاتھ سے نہ نکل جائے، ہمیں کبھی کبھار ان میں گھل مل جانا چاہیے۔ یہ کام بوجوہ ہم خود نہ کرسکیں تو اپنے کسی معتمد کو یہ ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے۔ جب مکمل شرح صدر سے ہماری قوت کو تسلیم کرلیا جائے گا تو ہم عوامی جگہوں پر ذاتی حیثیت میں عوام سے تبادلہ خیال کریں گے اور ان کو سیاسی مسائل کے ضمن میں راہنمائی دیں گے۔ یوں ہم انہیں اپنے ڈھب پر لے آئیں گے۔

8 گاؤں کے سکول میں کیا پڑھایا جاتا ہے، یہ کون تصدیق کرتا ہے مگر کوئی حکومت دشمن معمولی سی بھی کوئی بات کہہ دے تو جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی ہے کہ یہ عوامی آواز ہے۔

9 جب تک ہم غیر یہود کے اداروں پر مکمل کنٹرول کی خاطر مضبوط ہاتھ ڈالنے کے قابل نہ ہوں کہ انہیں برباد کردیں، ہمیں ان سے صرف نظر کرنا چاہیے۔ یہ ذرائع بڑے منظّم اور منضبط ہوتے ہیں لہٰذا پہلے انہیں آزادی کا چسکا ڈالنا ہے۔ پھر یہ خود بخود ہمارے مقاصد کی تکمیل کریں گے۔ ہمیں عدلیہ، پریس اور شخصی

آزادی تک پہلے ہی رسائی حاصل ہے لیکن ہمارا حقیقی ہدف تعلیم و تربیت ہے جو آزاد زندگی میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

نصرانی/ مسیحی نوجوانوں کی بربادی

10 ہم نے غیر یہود نوجوان نسل کے قلب و ذہن کو مختل کر کے انہیں اپنے خود ساختہ اصولوں کے مطابق کرپٹ کر دیا ہے جن کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ یہ صریح جھوٹ ہے مگر اس کے باوجود ہم نے انہیں ان میں رچا بسا دیا ہے۔

11 مروجہ قوانین کو معقولیت سے بدلے بغیر محض تضادات، توضیحات کی بھول بھلیوں سے ہم نے انہیں پُرکشش بنا کر ان کے نتائج کو بہرحال الجھانا ہے۔ ان قوانین پر توضیحات کے پردے ڈال دینے سے یہ حکومتوں کی آنکھوں سے بہرحال اوجھل ہوں گے کیونکہ قانون دان طبقہ مکڑی کے اس جالے سے کچھ حاصل نہ کر سکے گا۔

12 (ہمارا یہی طریقہ کار) فی الواقع ثالثی فیصلوں کے نظریے کا منبع و ماخذ ہے۔

13 آپ اس خدشے کا اظہار کریں گے کہ یوں تو غیر یہود ہم پر کسی بھی لمحے اسلحہ تان لیں گے، جونہی انہیں آنے والے وقت کا مکمل ادراک ہو گا مگر مغرب میں ہم نے ایسے خدشات و امکانات سے عہدہ برآ ہونے کے اقدامات کر رکھے ہیں، یعنی ایسی دہشت گردی کہ مضبوط لوگوں کا دل گردہ بھی پانی ہو جائے۔ پھر وہ وقت بھی آئے گا جب ہر ملک سرمایہ ہی کا محتاج ہو گا، غلام ہو گا اور یوں ہر جگہ ادارے ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جائیں گے۔

وثیقہ 10

1 میں معذرت چاہتا ہوں کہ آج پھر پرانی باتیں آپ کے سامنے دوہرا رہا ہوں۔ آپ ان امور کو ذہن نشین رکھیں، آج عوام اور ان کی حکومتیں ظاہر بین ہو چکی ہیں۔ جب غیر یہود کے بڑے ہی معاملات کی تہہ تک نہ پہنچ پائیں تو عامتہ الناس بے چاری کیا کرے گی۔ ہماری حکمت عملی کا اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ ہم ان تفصیلات سے مصالحانہ رویہ رکھیں کہ یہ ہمیں کامیابی سے قریب تر لے جائے گا۔ جب ہم تقسیم اقتدار، آزادی تقریر، آزادی صحافت، مذہبی اقدار پر عمل کی آزادی، قانونِ یکجہتی، قانون کی نظر میں ہر کسی کے لیے برابری، تحفظ املاک، تحفظ و آزادی، رہن سہن، ٹیکسوں کی آزادی (یعنی ٹیکس چھپانے کا تصور) کو دیکھتے ہیں تو یہ معکوس اور محض اضطراری حیثیت رکھتے ہیں اور عوام الناس کے سامنے ان پر بہت زیادہ بحث وتمحیص درست نہیں ہے۔ خدانخواستہ کسی جگہ بہ امر مجبوری ان پر بات کرنی ہی پڑے تو اس بات سے احتراز کیا جائے کہ کسی خصوصی مسئلے کا کھل کر نام نہ لیا جائے بلکہ گول مول انداز میں اسے سمیٹ لیا جائے کہ ہمارے لیے آج کے آئین و قانون کے یہی تقاضے ہیں۔ خاموشی اختیار کیئے رکھنے کا فائدہ جو ہم پائیں گے یہ کہ ہم کسی کی نظر میں آئے بغیر اپنا کام جاری رکھ سکیں گے اور قانون کی من پسند تشریح و توضیح کے لیے آزاد ہوں گے ورنہ یہ کرو اور یہ نہ کرو کی کیفیت سے دوچار ہوں گے۔

2 عوام الناس کی حالت تو یہ ہے کہ وہ اپنے سیاسی دانشوروں کی جارحانہ کارروائیوں تک کے لیے بھی محبت واحترام کے جذبات رکھتے ہیں۔ بدمعاشی و دغابازی، ہاں ہاں بدمعاشی و دغابازی، عیاری اور چالاکی سے ہم کس طرح اسے عمدہ طریقے سے نباہ رہے ہیں۔

عالمی اقتدار، ہمارا منتہا و مقصود

3 ہم اقوام عالم کو نئے بنیادی ڈھانچے کی تشکیل کی طرف دھکیل رہے ہیں جس کا نقشہ ہم نے بڑی منصوبہ بندی سے بنا رکھا ہے (گویا وہ ہماری بنائی تصویر میں رنگ بھرنے کا کام کرتے ہیں)۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے ہمیں اپنی قوت کو مجتمع رکھنا ہے، مسلم کرنا ہے تاکہ بڑے حوصلے اور بے جگری سے ہمارے کارکن اپنے اندر قوت تسخیر کا جذبہ پیدا کریں اور راستے کی رکاوٹیں دُور کرسکیں جو ہماری منزل کھوٹی کرسکتی ہیں۔

4 اپنی منصوبہ بندی کی تکمیل کے ساتھ ہم عوام الناس کو یہ کہیں گے کہ اب تو سب کام خراب ہوچکے ہیں، ہر چیز تباہی کے دہانے پر ہے اور اب مصائب و آلام ہی مقدر رہ گئے ہیں۔ ہم تمہارے دکھوں کا مداوا کرنے کی خاطر اب قومیتوں، سرحدوں اور اپنی الگ کرنسی کے بتوں کو پاش پاش کررہے ہیں (یورپ کی کرنسی یورو ہوچکی ہے اور بہت سے یورپی ممالک کے لئے ایک ہی ویزا بھی طے پا چکا ہے: ارشد)۔ اب آپ آزاد ہیں (اور ہماری دی گئی اس آزادی کے بدلے) جو چاہیں ہم پر فرد جرم عائد کرلیں مگر جو کچھ تھا اور جو کچھ ہم نے دیا ہے پہلے اس کا موازنہ کرلیں۔ ہمیں یقین ہے کہ عوام اپنی تمام مشکلات کے لیے ہمیں اپنا نجات دہندہ قرار دیں گے۔ عین ہماری امیدوں اور توقعات کے مطابق۔

ووٹ کے ذریعے، جسے ہم نے ایک موثر ہتھیار بنا دیا ہے، انتخاب کے نتیجے میں اقتدار ہمارا ہی مقدر بنے گا کہ معاشرے کی چھوٹی اکائیاں بھی باہم مشاورت سے اپنا وزن ہمارے ہی پلڑے میں ڈالیں گی، اس امید کی بنیاد پر کہ ان کا یہ فیصلہ انہیں ہم سے قریب کرکے مضبوط بندھن میں باندھ دے گا، ہم کو موردِ الزام ٹھہرانے سے قبل۔

5 اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ اکثریت ہمارا مقدر بنے، ہمیں گروہوں اور صلاحیتوں کی ہر تخصیص کو نظر انداز کر کے ووٹنگ کے عمل کو مؤثر بنانا ہے، جو محض تعلیم یافتہ طبقہ کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ غیر یہود میں اپنی ہی ذات کی برتری کے تصور کو اُبھار کر ہم ان کی خاندانی زندگی کو تہس نہس اور تعلیم کے جادو کا توڑ کر سکتے ہیں اور انفرادی صلاحیتوں کو پژمردہ کرنے میں کامیاب ہوں گے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عامتہ الناس اپنے اس باشعور طبقے کی بات پر کان نہ دھریں گے بلکہ صرف ہماری بات سنیں گے، ہماری اطاعت کا دم بھریں گے کہ ہم نے اس کی قیمت ادا کی ہے۔ یوں ہم ایک ایسی اندھی بہری قوت تیار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جو ہماری تیار کردہ لیڈر شپ کے قبضہ قدرت میں پتلی تماشہ ہوگی۔ عوام الناس صرف ہماری اس حکومت کی اطاعت کریں گے کہ انہیں یقین ہوگا کہ اس بات کا کہ اسی حکومت سے ہمیں ہر طرح کے فوائد وانعامات مل سکتے ہیں۔

6 اقتدار کے لیے ایک سکیم، ایک منصوبہ جو کسی ایک ہی ذہن کا تخلیق کردہ ہو، نافع ہے کیونکہ اس میں اگر بہت سے دماغ مل جائیں تو مطلوبہ نتائج نہ نکل سکیں گے نہ ان میں جامعیت اور قطعیت پیدا ہو سکے گی۔ اس منصوبہ پر مفاہمت تو ہو سکتی ہے مگر بحث وتمحیص کی گنجائش نہیں ہے کہ اس سے منصوبہ کی تہہ میں چھپی عیاری و مکاری تک لوگ پہنچ جائیں گے۔ اسی لیے ہم کسی منصوبہ میں بہت سے لوگوں کے ملوث ہونے کے حق میں نہیں ہیں۔ اس نوعیت کی محنت میں ردوبدل کرنا یا اس کو زیر بحث لانا اور وہ بھی بے شمار آرا ووٹنگ کی بنیاد پر، منصوبے کے متعلق شکوک وشبہات کو جنم دیتا ہے جو منصوبے کی عملاً تنفیذ کو مجروح کر سکتا ہے۔ ہماری خواہش اور کوشش ہے کہ ہمارے منصوبے جوں کے توں قبول کر لیے جائیں۔

لہٰذا ہمارے لیے یہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں کہ ہم جلد بازی یا غصے میں اپنے دانشوروں کی محنت سے تیار کردہ منصوبوں کو عوام الناس یا ان کے منتخب لوگوں کے غیض وغضب کا نشانہ بننے دیں۔

7 ہمارے یہ منصوبے فی الواقع فوری طور پر تو موجود اداروں کو تلپٹ نہ کرسکیں گے۔ فی الحال یہ صرف ان کی معیشت میں تبدیلی لا کر ان کی ترقی کا رُخ بدلیں گے تا آنکہ وہ ہماری تیار کردہ سکیموں میں جذب ہو جائے۔

آزادی کا زہر

8 ہر ملک میں کم وبیش ایک ہی نام سے اس کی شناخت ہے: نمائندگی، وزارت، سینٹ، ریاستی مجلس، مقننہ اور انتظامیہ وغیرہ۔ میں اس بات کی وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ حکومت کے ساتھ ان کے تعلق پر روشنی ڈالوں، سیاسی رازداری کے امور و اقدامات کی حفاظت پر بات کروں۔ مزید برآں نئے آئین کے تحت ہم سیاسی اغراض کے لیے نمائندگان کی تعداد بہت کم کریں گے۔ بفرض محال، اگرچہ کسی طرح بھی اس کی توقع نہیں ہے، یہ قلیل لوگ بے قابو ہونے لگیں تو ہم عوام کی اکثریت کو ساتھ ملا کر ان کو بے اثر کر دیں گے اور یہ صرف صدر کی صوابدید پر منحصر ہوگا کہ وہ مختلف اداروں یعنی سینٹ وغیرہ کے صدور اور نائب صدور کو مقرر کرے۔

مختلف ایوان ہائے کے اجلاسوں کو ہم لگاتار کے بجائے چند ماہ تک محدود اور مختصر کر دیں گے۔ مزید برآں صدر کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کر سکے یا اسمبلیاں توڑ سکے اور مؤخر الذکر صورت میں نئی پارلیمنٹ کے قیام کے عرصہ کو طول دیتا رہے۔ ہمارے ان اقدامات کے نتیجے میں اگر صدر پر عوام کے غیض وغضب کا نزلہ گرنے لگے، جو بلاشبہ غیر قانونی ہیں، ہم وزراء

اور دوسرے اعلیٰ عہدوں پر فائز افسران کو انگیخت کریں گے کہ وہ خود صدر کے ایسے اقدامات سے کنارہ کش ہو جائیں اور اس کی جگہ قربانی کے بکرے نہ بنیں۔ اس بات کی توقع ہم سینٹ، ریاستی کونسل اور وزراء کی کونسل سے کریں گے نہ کہ افسران سے انفرادی حیثیت میں۔

9 صدر ہماری مرضی و منشا سے موجودہ قوانین کی تشریح و توضیع کرے گا، جیسے اور جس طرح ہم اسے کہیں گے۔ علاوہ ازیں وہ عارضی قوانین تجویز کرے گا بلکہ حکومت کے کام کی خاطر بعض قوانین کو ختم کردے گا اور کہا یہ جائے گا کہ یہ سب کچھ حکومت یعنی مفاد عامہ میں کیا گیا ہے۔

ہم تباہی پھیلائیں گے

10 ان اقدامات کی بنیاد پر ہم قدم بہ قدم، لمحہ بہ لمحہ سب کچھ تباہ کر دیں گے۔ جب ہم اپنے مطلوبہ حقوق حاصل کر لیں گے تو ہم حکومتوں میں اپنا ریاستی نظام متعارف کرائیں گے اور یہ دور عملاً ہمارے مطلق العنان اقتدار اعلیٰ کا دور ہو گا۔

11 ہماری مطلق العنانی کے شواہد دساتیر کی بربادی سے قبل سب کے سامنے ہوں گے۔ شواہد کا یہ لمحہ اس وقت سب کے سامنے ہو گا جب عوام بے قاعدگیوں اور عدم صلاحیتوں کے ستائے ہوں گے اور یہ سب ہمارا کیا دھرا ہو گا۔ عوام مطالبہ کریں گے کہ چونکہ ہمارے حکمران ہمیں علاقائی سلامتی، قومی تشخص، مذہبی اقدار اور ریاستی قرضوں سے چھٹکارا وغیرہ نہیں دلا سکے لہٰذا ہمیں ایک ایسا عالمی سطح کا حکمران دو جو ہمیں سکھ سکون اور خوشحالی دے سکیں جو ہمیں وہ ہمارے نمائندے اور حکمران نہ دے سکے۔

12 آپ سب کو اس بات کا بخوبی علم ہونا چاہیے کہ یہ ہر قوم کی خواہش ہوتی ہے اور اسی سبب عوام کے اپنی حکومتوں کے ساتھ تعلقات خراب ہوتے ہیں جس کے

سبب وہ شرافت کی حدود پھلانگتے ہیں، نفرت پیدا ہوتی ہے، حکومت سے محاذ آرائی کا آغاز ہوتا ہے، تشدد جنم لیتا ہے اور بھوک چہار سُو بھنگڑا ڈالتی ہے۔ (ایسے حالات میں) ہم بیماریوں میں عوام کو مبتلا کر کے، ہوس وطلب کو ہوا دے کر غیر یہود کو اس حد تک مجبور کر دیں گے کہ وہ ہماری حاکمیت میں زر کے حصول کے لیے ہمارے پاس خوشدلی سے گروی ہو جائیں۔

13 اقوام عالم کو اگر ہم سکھ کے سانس کے لیے لمحات اور خطہ بخش دیں تو یہ کیسا رہے گا، مگر ایسا کبھی نہ ہوگا۔

وثیقہ 11

1 حکومتی مجلس قائمہ کو حاکم کے لیے مؤثر ترین ستون قرار دیا جاتا ہے مگر ہمارے ہاں اس کی حیثیت حکمران کے لیے قانون سازوں کے ''انبوہ'' کے نمائشی حصے یا ان ادارہ نویسوں کی سی ہوگی جو حکمران کی طرف سے فیصلے صادر کریں گے۔

2 بعدازاں یہ نئے آئین کا منصوبہ ہوگا کہ ہم خود قانون بنائیں گے، درست یا غلط یا حق اور انصاف پر مبنی جس کا تعین یوں کریں گے کہ:

(الف) قانون سازوں کو تجاویز پیش کی جائیں گی۔

(ب) حکومتی مجلس قائمہ اور وزارتی احکامات یا صدارتی (نوٹیفکیشن) ہدایات کے ذریعے ایسا کروائیں گے، یا

(ج) کسی مناسب موقع پر ریاست کا تختہ الٹ کر (منصوبے کی تکمیل کریں گے)

3 اپنے طے شدہ منصوبہ کی ابتدائی تنفیذ و تکمیل کے بعد ہم جزویات کی طرف متوجہ ہوں گے جو انقلاب مستحکم کرنے میں مددگار ہوں گی اور جو ریاستی کارپردازوں کے کام کی راہیں متعین کریں گی، جن کا ہم پہلے سے تعین کر چکے ہیں۔ کام کی راہیں، جن کے تعین کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے، پریس کی آزادی ہے، تنظیم سازی کا حق ہے، آزادی ضمیر ہے، اصول رائے دہی ہے اور بہت کچھ اور جو انسانی ذہن سے ایسے معدوم ہوں گے جیسے وہ انہیں جانتا ہی نہ تھا، بصورت دیگر اسے ہماری آئینی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی تلخ اور ناپسندیدہ تبدیلی سے دوچار ہونا ہی پڑے گا۔ یہی وہ لمحہ ہوگا جب اچانک یکبارگی ہم اپنے تمام قوانین کا اعلان کریں گے کیونکہ اس کے بعد مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ان میں

معمولی تبدیلی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ناگزیر تبدیلی سختی سے متشدد حدود وقیود کے ساتھ نافذ کی جائے تو یہ بے چینی کے ساتھ اس سوچ کی نشاندہی کرے گی کہ اسی نوعیت کی مزید نئی تبدیلیاں متوقع ہیں، اگر ہم یہ راستہ نہ اپنائیں تو سمجھا جائے گا کہ اپنی نالائقیوں اور کوتاہیوں کا ہمیں اب احساس ہوا ہے جس کے سبب ہم ان اقدامات پر مجبور ہوئے ہیں۔ یوں یہ امر ہمارے وقار کے لیے زہر قاتل ہوگا یا ہمارے متعلق یہ تاثر ہوگا کہ ہم اپنے خلاف ابھرتی نفرت کی بو سونگھ کر ان تبدیلیوں کا سہارا لینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اس کے سبب کوئی ہمارا ممنون احسان نہیں ہوگا بلکہ اسے ہماری مجبوری پر ہی محمول کیا جائے گا۔ دونوں چیزیں ہی ہمارے وقار واقتدار کے لیے مہلک ہیں۔

جو کچھ ہمارا منتہا مطلوب ہے وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم اس قدر اچانک اور اس قدر شدت کے ساتھ چھا جائیں کہ کسی کو بھی کچھ سوچنے سمجھنے کی مہلت نہ ملے اور وہ ہمیں قوت قاہرہ تسلیم کرنے میں لمحہ بھر کی تاخیر نہ کریں اور وہ بے چون وچرا ہمارے غلام بن کر ہمارے قدموں میں جھکنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ پائیں۔ انہیں یہ یقین ہو جائے کہ ہم ان کی کسی بات پر کان نہ دھریں گے اور ہم ہر جگہ ہر لمحہ ان پر حاوی ہیں اور وہ کسی طرح بھی ہمارے ساتھ اختیارات میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اس دہشت انگیز صورتحال میں وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے میں ہی عافیت پائیں گے اور یوں ان کا ہمیشہ کے لیے قصہ پاک ہو جائے گا۔

ہم بھیڑیئے ہیں

4 غیر یہود (جہلاء) بھیڑوں کا گلہ ہیں اور ہم ان کے لیے بھیڑیئے ہیں اور کیا آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کیا ہوتا ہے جب بھیڑیئے بھیڑوں کو گھیر کر ان پر حاوی ہو جاتے ہیں؟

5 ان کے آنکھیں بند کرنے کی ایک اور وجہ بھی ہے کہ ہم ان سے مسلسل یہ وعدہ کرتے رہیں گے کہ ہم انہیں تمام آزادیاں واپس لوٹا دیں گے، بس صرف اس لمحے کا انتظار ہے کہ جب تک ہم امن کے دشمنوں کا قلع قمع نہ کرلیں اور تمام ایسی امن دشمن جماعتوں کو ہمنوا نہ بنالیں۔

6 یہ بات کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ وہ کتنا عرصہ آزادیوں کی واپسی کی راہ تکتے رہیں گے۔

7 آخر کس مقصد کے لیے ہم نے یہ پالیسی تخلیق کی ہے کہ غیر یہود کے ذہنوں میں انہیں سوچنے کا موقع دیئے بغیر اس کے حقیقی مطالب ڈالیں۔ یہ صرف اس لیے کہ ہم جو کچھ بلاواسطہ حاصل نہیں کرسکتے وہ بالواسطہ حاصل کرلیں۔

فری میسن تحریک کی خفیہ کارکردگی کی یہی بنیاد ہے جس سے بیشتر لوگ بے بہرہ ہیں اور جس کے مقاصد کے لیے عوام میں ابہام ہے۔ یہ غیر یہود حیوان ہمارے اس ''شعبدہ'' فوج اور فری میسن لاجز کی طرف راغب رہتے ہیں، اپنے ہی ہم وطنوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے۔

8 اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے پسندیدہ اور چنے ہوئے لوگوں سے نوازا ہے اور دنیا کی نظر میں جو چیز ہماری کمزوری ہے وہی فی الواقع ہماری قوت کا راز ہے اور یہی آخر کار عالمی سطح پر ہمارے اقتدار اعلیٰ کا دروازہ کھولنے والی ہے۔

9 جو کچھ بنیاد ہم نے فراہم کر رکھی ہے اس پر عمارت استوار کرنے میں اب کوئی خاطر خواہ رکاوٹ نہیں ہے۔

وثیقہ 12

1 ''آزادی'' ایک لفظ ہے، جسے لوگوں نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے مگر ہمارے ہاں اس کے مندرجہ ذیل معنی ہیں:

2 آزادی کے معنی ہماری لغت میں یہ ہیں کہ یہ ہمارے قانون کے نفاذ کا ہمیں حق دیتی ہے۔ یہ تشریح معینہ وقت پر قابل توجہ ہو گی کیونکہ یہ آزادی اس وقت ہمارے قبضہ قدرت میں ہو گی کہ یہ ہمارے مجوزہ پروگرام کے مطابق ہماری خواہش کی تکمیل میں قانون نافذ کرنے یا قانون ختم کرنے میں استعمال ہوگی۔

3 ہم پریس کے ساتھ اس بات کی روشنی میں سلوک کریں گے کہ پریس نے آج کیا کردار ادا کیا ہے۔ کیا اس نے ہمارے طے کردہ مشن کے لیے رائے عامہ کو تیار کرنے پر توجہ دی ہے یا ہمارے خلاف تنظیموں کے خودغرضانہ حق میں کام کیا ہے؟ اس کا کردار بالعموم جھوٹ اور بے انصافی پر مبنی ہوتا ہے اور لوگوں کی اکثریت دراصل یہ جانتی ہی نہیں کہ پریس حقیقتاً کیا کردار ادا کر رہا ہے۔ ہم اس سرکش اور بے لگام کو لگام دیں گے اور یہی کچھ ہم طباعتی اداروں کے خلاف بھی کریں گے کہ ہم وہاں اپنے خلاف طبع ہونے والے کتابچوں اور کتابوں سے محفوظ رہیں گے۔ تشہیر یا پراپیگنڈہ جو آج کے دور میں قیمتی ہونے کے ناطے سنسر چاہتا ہے، ہم اسے اپنی حکومت کے لیے نافع بنائیں گے کہ ہم اس کی اجازت کو مخصوص ٹیکس کے ساتھ مشروط کر دیں گے اور اسی طرح طبع ہونے والے مواد بلکہ دفاتر تک کو اس بات کا پابند بنا دیں گے کہ کچھ بھی حکومت کے خلاف نہیں ہوگا۔ مذکورہ احتیاطی تدابیر کے باوجود اگر کسی طرف سے پریس کے ذریعے حکومت پر تنقید ہوئی تو ہم انتہائی بے رحمی سے اس پر جرمانہ کریں گے۔

سٹیمپ ٹیکس، زرضمانت اور بھاری جرمانے حکومت کا خزانہ بھرنے کا سبب ہوں گے۔ یہ درست ہے کہ تنظیموں کے ترجمان اخبارات تشہیر جاری رکھنے کے لیے یہ فنڈ مہیا نہ کر سکیں گے۔ پھر ہم ان کو کاملاً بند کر دیں گے جب (ایک تنبیہہ کے بعد) دوسری بار ہم پر حملہ آور ہوں گے (تنقید کریں گے)۔ یوں کسی فرد یا تنظیم کو ہماری ''معصوم عن الخطا'' حکومت پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اخبارو جرائد پر پابندی کے لیے ہمارے پاس یہ معقول بہانہ ہوگا کہ یہ بلا جواز حکومت کے خلاف عوام الناس میں نفرت و انتشار پھیلا رہا ہے۔ یہ بات آپ کو ذہن نشین رہنی چاہیے کہ تنقید کے تیز و تند حملے کرنے والے اخبارات و رسائل میں بعض ہمارے اپنے بھی ہوں گے مگر وہ انہی نکات پر ہمارے خلاف بات کریں گے جن میں تبدیلی کا ہم پہلے سے فیصلہ کیے بیٹھے ہوں گے۔

اخبارات و جرائد کو ہم کنٹرول کرتے ہیں

4 ہماری مرضی و منشا کے بغیر عوام تک کوئی ایک خبر یا اعلان نہ پہنچ سکے گا۔ آج بھی دنیا کے کونے کونے سے ملنے والی خبروں کی ترتیب و تدوین میں حصہ لینے والی ایجنسیاں ہماری نظر میں ہیں اور پھر یہ مکمل طور پر ہمارے قبضہ قدرت میں ہوں گی کہ انہیں جو کچھ ہم ڈکٹیٹ کرائیں گے (ہم لکھنے کو کہیں گے) وہی کریں گی اور کاملاً یہ ہمارے اشارہ ابرو پر کام کریں گی۔

5 اگر آج ہم غیر یہود جہلاء کے ذہنوں پر اس قدر حاوی ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے قلب و نظر کو ایک طرف رکھ کر ہمارے ''فراہم کردہ'' مخصوص رنگین چشموں سے گردو پیش دنیا کی ہر چیز ہو دیکھتے ہیں، اگر آج دنیا کی کسی حکومت کے ہاں ''سرکاری راز'' نام کی کوئی شے نہیں رہی کہ ہمارے وہاں گھس بیٹھنے پر کوئی پابندی آڑے نہیں آئی تو جب ہم وہاں اقتدار اعلیٰ میں ہوں گے، عملاً وہاں ہمارا

بادشاہ ہوگا، ہماری حیثیت کا اندازہ آپ خود کر لیجیے۔

6 آیئے ایک بار پریس کے مستقبل پر نظر ڈالیں۔ کسی بھی ناشر، طابع یا لائبریرین سے جو کچھ طبع کرنے یا کرانے کا خواہش مند ہوگا، کہا جائے گا کہ وہ ایک مخصوص اجازت نامہ (ڈپلومہ) حکومت سے حاصل کرے تاکہ اگر وہ کسی خطا کا مرتکب ہو تو یہ ڈپلومہ بحق سرکار ضبط ہو۔ یوں انہیں کو ہم بطور ہتھیار غیر یہود کو سدھارنے کے لیے استعمال کریں گے کہ اس اقدام کے سبب ''ترقی کی برکات'' کے نام پر عوام کو گمراہ نہ کیا جا سکے گا۔ ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ یہ دوراز کار ''ترقی کی برکات'' تصوراتی دنیا بسانے اور جاگتے میں خواب دیکھنے سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، مگر عوام میں باہم رنجشیں اور برہمی پیدا کرتی ہیں۔ مبینہ طور پر آزادی کے سبھی متوالے فی الاصل انارکسٹ (انتشار پسند) ہیں، عملاً نہ سہی فکری تو ہیں ہی۔ ہر کوئی آزادی کے سراب کے پیچھے بھاگ رہا ہے جس کے ردعمل میں احتجاج برائے احتجاج سے انتشار جنم لیتا ہے۔

آزاد پریس تباہ ہو چکا ہے

7 ہم اب جرائد و رسائل کی طرف توجہ دیتے ہیں جو وقفوں سے شائع ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم ہر قسم کی طباعت پر سٹیمپ ٹیکس وغیرہ نافذ کریں گے، اس پر بھی فی صفحہ ٹیکس لگائیں گے اور زر ضمانت جمع کروائیں گے اور 30 صفحات سے کم اوراق کی کتب پر دگنا ٹیکس ہوگا۔ یوں ایک طرف ہم چھوٹے پمفلٹ وغیرہ کی طباعت کا گلا گھونٹ دیں گے تو دوسری طرف اس اقدام سے جرائد کی تعداد کم ہو جائے گی جو دراصل مطبوعہ زہر ہیں۔ اس اقدام کا فائدہ یہ ہوگا کہ لکھنے والے مجبوراً (30 صفحات سے بڑھا کر) بڑی کتابیں لکھیں گے جن کی طباعت کا خرچہ ناقابل برداشت ہوگا اور پھر موٹی کتابیں لوگ مہنگی ہونے کے سبب نہ خرید

سکیں گے، نہ پڑھ سکیں گے۔ اس دوران ہم اپنے مفاد اور اپنے معاملات پر عوام میں ذہنی ہم آہنگی پیدا کرنے کی خاطر سستی کتب شائع کریں گے جو عوام کی اکثریت دلچسپی سے پڑھے گی۔ طباعتی ٹیکس اور جرمانے ایک طرف تحریری کاوشوں پر قدغن کا سبب ہوں گے تو دوسری طرف لکھاری ہماری طرف رجوع کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس کے باوجود اگر کسی جگہ ہمارے خلاف کسی کو لکھنے کی انگیخت ہوئی تو اسے چھاپنے والا نہ ملے گا کیونکہ کچھ بھی چھاپنے سے پہلے پرنٹر اور پبلشر کو متعلقہ حاکم سے اجازت لینا لازم ہوگا۔ اپنے خلاف ہونے والی ممکنہ چالوں کو اس طرح بروقت آگاہ ہونے کی وجہ سے مناسب اقدامات کے ذریعے ہم بے اثر بنا سکیں گے۔

8 ادب اور صحافت عوامی رائے عامہ کی تیاری کے لیے دو مؤثر ہتھیار ہیں اور ان اقدامات کے سبب ہماری حکومت کا ان میں سے زیادہ پر قبضہ ہوگا۔ یوں ہم نجی آزاد اداروں کے زہریلے اثرات کا مؤثر توڑ کر سکیں گے اور عوام کے ذہنوں پر اپنے مطالب کے اثرات مرتب کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ اگر ہم دس جرائد و رسائل کو اجازت نامے جاری کریں تو مقابلے میں ہمارے تیس ہوں گے اور اسی تناسب سے مزید سوچ لیجیے۔ اس طرز عمل سے عوام میں کوئی شک و شبہ پیدا نہ ہونا چاہیے۔ ہمارے زیر اثر رسائل و جرائد بظاہر ایک دوسرے سے الگ اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر پر تنقید کرنے والے مگر ہمارے مفادات پر رائے عامہ کو موڑنے کے نکات پر غیر محسوس انداز میں ہمنوا ہوں گے جس کے سبب بہت سے اذہان ہمارے جال میں پھنس جائیں گے (ہمارے نقطہ نظر کو تسلیم کر کے مخالفت نہیں کریں گے)۔

9 اگلی صف میں سرکاری سرپرستی میں چھپنے والے جرائد و رسائل ہوں گے جو ہمیں

تحفظ دیں گے، مگر ان کا نفوذ عوام میں کم ہوگا۔

10 دوسری صف میں نیم سرکاری رسائل و جرائد ہیں جو شش و پنج میں مبتلا لوگوں میں جگہ پاتے ہیں۔

11 رہا معاملہ تیسری صف کا تو یہاں ہم خود اپنے مخالفین پیدا کریں گے جو ہم پر تنقید کے تیر برسائیں گے۔ کم از کم ایک تو ایسا ہوگا جو بڑی جارحیت سے تیز و تند حملے کرے اور ہمارے خلاف نقطہ نظر پیش کرے۔ یوں ہمارے ازلی دشمن دل و جان سے انہیں اپنے جرائد و رسائل سمجھیں گے اور ان کے ذریعے ہمیں اصلی چہروں سے متعارف کرائیں گے۔

12 ہمارے تمام اخبارات و رسائل مختلف النوع طرز سمیٹے ہوئے ہوں گے مثلاً امراء کے ہمنوا، جمہوریت کے چہیتے، انقلابی بلکہ انتشار پسند بھی مگر بلاشبہ صرف اس وقت تک جب تک دستور اس کی اجازت دیتا ہے۔ ہندو کے وشنو ماتا کی طرح جس کے ایک سو ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ کی انگلی عوام کی کسی نہ کسی دکھتی رگ (مطلوبہ رائے) پر ہے۔ جب بھی عوامی نبض پر رکھا ہاتھ نبض میں تیزی (عوامی ہیجان) محسوس کرے تو اس کا رُخ ہمارے مقاصد و مفادات کی تکمیل کی طرف موڑ دے کیونکہ ہیجانی کیفیت سے دوچار مریض قوت فیصلہ سے عاری ہونے کے سبب پیش کردہ تجاویز کو بے چون و چرا شرف قبولیت بخشتا ہے۔ وہ احمق جو یہ سمجھیں گے کہ وہ اپنے (مذکورہ طرز ہمارے) اخبارات کی آرا کی تائید کر رہے ہیں دراصل ہماری رائے کی تائید کر رہے ہوں گے۔ وہ جسے اپنی پارٹی کی رائے اور فیصلہ سمجھیں گے فی الواقع وہ ہمارا جھنڈا ہوگا جو ان کے لیے لہرا رہا ہوگا۔

13 اپنے اخباری کارکنان کو درست سمت میں چلانے کی خاطر ہمیں خصوصی احتیاط اور گہری دلچسپی ثابت کرنا ہوگی۔ ایک مرکزی محکمے کے نام پر ہمیں دانشوروں کو

ایک پلیٹ فارم مہیا کرنا ہوگا جہاں ہمارے کارندے کوئی احساس دلائے بغیر انہیں آج کی ضرورت کے عنوان سے ضروری ہدایات جاری کریں گے۔ سرکاری اخبارات کے مدد و تعاون سے ہمارے نیم سرکاری اخبارات مذکورہ پلیٹ فارم پر ہونے والے تبادلہ خیالات کو اپنے رنگ میں بیان کریں گے جو بظاہر خیالات کی جنگ نظر آئے گی مگر یہ سب کچھ ہمارے مقصد سے دور نہ ہوگا کہ ہمارے لیے اس پردہ میں کھل کر بات کرنے کا موقع ہوگا کیونکہ یہ کام سرکاری سطح پر ہم کھل کر نہ کرسکتے تھے۔ مگر یہ طریقہ اس وقت قابل عمل ہوگا جب ہمیں اس کی ضرورت ہوگی۔

14 ہم پر غیر یہود کے یہ (صحافتی) حملے ایک اور مقصد کی تکمیل بھی کریں گے کہ ہم عامتہ الناس کو یہ باور کرا سکیں گے کہ ہمارے ہاں مکمل طور پر آزادی تقریر ہے اور ہمارے خلاف آواز اٹھانے والے صحافتی حلقے محض جھوٹے پراپیگنڈہ باز ہیں جو ہمارے احکامات کی روح کو سمجھے بغیر ہم پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔

صرف جھوٹ چھپتے ہیں

15 مذکورہ طرز کے منظّم طریقہ ہائے کار، جو عوام کی نگاہوں سے اوجھل ہوں گے مگر جو یقینی ہیں، حکومت کے حق میں رائے کو منظّم اور مستحکم بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مقام شکر ہے کہ وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق یہی طریقے حکومت کی خاص پالیسیوں پر عوام میں ہیجان انگیزی یا سکینت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں، پیروی یا عدم پیروی کے لیے انہیں تیار کرتے ہیں، ابھی سچ ابھی جھوٹ چھاپنے کی ضرورت پیدا کرتے ہیں۔ میسر متضاد، غلط یا درست حقائق ہم سوچ سمجھ کر ضرورت کے مطابق سامنے لاتے ہیں۔ ہمارے مخالفین یقیناً ہمارے زیر دست رہیں گے کہ ان کے پاس ایسے اخبارات نہیں ہوں گے جن

کے صفحات پر وہ اپنے حقیقی جذبات واحساسات کا اظہار کرسکیں اور ہمیں ان کی تردید کی بھی ضرورت نہ ہوگی کہ یہ بے وزن ہوں گے۔

16 تیسرے درجے میں اپنے صحافتی حلقوں میں ہم ایسے آزمائشی شوشے چھوڑتے رہیں گے بشرطیکہ ہم اس کی ضرورت محسوس کریں اور پھر اپنے نیم سرکاری اخبارات ورسائل میں ہم پوری شدت کے ساتھ ان کی تردید کریں گے۔

17 آج کے دور میں بھی پہلے سے موجود فرانسیسی صحافتی حلقوں میں فری میسن تحریک کے حق میں کلمہ خیر کہنے والے دیکھے جاسکتے ہیں اور یہاں ان صحافتی حلقوں کو ایک پیشہ ورانہ رازداری کے بندھن میں باندھ رکھا ہے، پرانے زمانے کے جوتشیوں کی طرح جو اپنے ذرائع کے بارے میں کبھی زبان نہیں کھولتے تھے، جب تک کہ یہ مفاد کے لیے ناگزیر نہ بن جائے۔کوئی ایک صحافی بھی راز سے (ذرائع اطلاع سے) پردہ اٹھانے پر رضامند نہ ہوگا کہ ہم کسی شخص کو صحافت کے پیشہ میں آنے کی اجازت ہی اس وقت دیں گے جب ہمارے ریکارڈ میں اس کی دکھتی رگ اور کمزوریاں ہوں گی کہ ان زخموں کو ہم جب چاہیں گے چھیل دیں گے۔لہٰذا جب تک راز، راز رہے گا ملک میں صحافی عزت ووقار سے رہے گا اور لوگ ذوق شوق سے اس کی بات کی قدر کرتے رہیں گے۔

18 ہمارے اندازے اور تخمینے صوبائی سطح تک ہیں کہ یہ ہمیں اس دائرہ کار میں فوائد سے نوازیں گے۔صوبوں کی سطح پر ہمیں ایسے جذبات کو انگیخت کرنا ہے جو دارالحکومت پر قبضہ کے لیے مؤثر بن سکیں کہ یوں ہم مرکز میں یہ مؤقف اختیار کر سکیں گے کہ یہ صوبوں کے آزادانہ مطالبات ہیں۔فطری طور پر ان سب کا انداز ایک جیسا ہوگا کہ سرچشمہ بھی تو ایک ہی ہے یعنی ہم خود۔جب تک ہم برسراقتدار نہیں آجاتے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ مرکز صوبائی حکومتوں کے مطالبات سے

پریشانی میں مبتلا رہے، ایسے مطالبات جنہیں ہمارے زرخرید ضمیر فروشوں نے جنم دیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ مرکزی حکومت ان مطالبات پر گفت وشنید کی پوزیشن میں نہ ہو کہ صوبائی سطح پر عوام کی اکثریت انہیں قبول کر چکی ہوگی۔

19 اپنے مکمل و مستحکم اقتدار اعلیٰ کی منزل پانے تک کے عبوری دور میں ہم پریس کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ سرکاری مشینری کی بدعنوانیوں سے متعلق حقائق سامنے لائیں۔ عبوری دور تو اس طرح نظر آنا چاہیے کہ اس میں جرم نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ جرم کا علم صرف متعلقہ افراد یا موقع کے گواہان تک محدود کر دیا جانا چاہیے، بات باہر نہیں جانی چاہیے بلکہ اس حد تک ہی رہنی چاہیے۔

وثیقہ 13

1 پاپی پیٹ کا دوزخ بھرنے کی حاجت نے غیر یہود کو خاموشی اختیار کرتے ہوئے ہمارا بندہ بے دام بنا رکھا ہے۔ صحافتی میدان میں ہمارے غیر یہودی ایجنٹ ان امور کو کھلے انداز میں زیر بحث لائیں گے جنہیں ہم سرکاری دستاویزات سے اپنے طور پر زیر بحث نہیں لا سکتے۔ اس دوران اس بحث و تمحیص کے پردے میں ہم اپنے اہم اقدامات کی تکمیل کر کے انہیں عوام کے سامنے ٹھوس حقائق کی صورت میں پیش کریں گے۔ ایک بار جس معاملے پر ہم حتمی فیصلہ دیں گے کسی کو اس سے انحراف کی جرأت نہ ہو گی کیونکہ ہم اسے اصلاح احوال کی شکل میں سامنے لائے ہوں گے۔ اب پریس اپنی ذمہ داری سنبھال کر اس کا رُخ نئے مسائل کی طرف موڑ دے گا (کہ ہم نے لوگوں کو ہمیشہ نئی اشیاء کی تلاش میں لگے رہنے کی تربیت دے رکھی ہے)۔ نئے مسائل و سوالات پر بحث میں وہ احمق الجھیں گے جنہیں ان کا علم ہی نہیں اور نہ وہ مخصوص نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ مدتوں سیاسی نظام چلانے والے ہی ان سیاسی مسائل کو سمجھ سکتے ہیں، یعنی اس نظام کے خالق (ہم یہود)۔

2 آپ دیکھیں گے کہ اس سارے معاملے میں رائے عامہ سے ہم اپنے نظام کار کو سہل بناتے ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ عمل سے ان کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ محض کاغذی کارروائی ہے جسے ہم مطلب براری کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ ہم مسلسل اس بات کا اعلان کیے جا رہے ہیں کہ ہمارے تمام معاملات کی بنیاد امید و بیم کی راہنمائی ہے اور ہم مفاد عامہ میں کام کر رہے ہیں۔

ہم کارکنوں کو دھوکہ دیتے ہیں

3 سیاسی نظام پر چبھتے سوالات کرنے والوں کا رُخ ہم دوسری طرف اس طرح پھیرتے ہیں کہ ان کے سامنے ہم صنعت سے متعلق معاملات لے آتے ہیں اور انہیں ان میں الجھا دیتے ہیں۔ عامتہ الناس تھک ہار کر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں کہ وہ سیاست سے تھکے ذہن کو آرام دیں (یہ بھی غیر یہود کو ہماری دی گئی تربیت کا ایک پہلو ہے جو ہمارے لیے غیر یہود کی حکومتوں میں کام کرنے کے لیے بہت مؤثر بھی ہے)۔ البتہ اس کے عوض انہیں نئی ملازمتیں مہیا کرنا ہمارا کام ہے جو بظاہر ان کی سیاسی دلچسپیوں سے ہم آہنگ بھی نظر آئیں۔ اس خطرہ کے پیش نظر کہ عوام ہمارے حقیقی کرتوتوں کی بُو نہ سونگھ لیں جن کو بظاہر ہم نے مذکورہ انداز میں مصروف کیا ہے، ہم انہیں کھیلوں، تفریحات، بے لگام جذبات اور دیگر متفرق مشاغل میں اُلجھا دیں گے اور بعد ازاں پریس کے ذریعے کھیلوں کے مقابلوں کی نوید سنا دیں گے اور یوں یہ مصروفیات ان کی توجہ اصل مسائل سے ہٹا دیں گی اور (بظاہر) جن کی مخالفت پر ہم ''مجبور'' ہوں گے۔ یہ لوگ بتدریج جب اپنی قدر و قیمت کو گھٹتا محسوس کریں گے تو وہ ہمارے نقطہ نظر کی تائید میں ہماری ہاں میں ہاں ملانے پر خود کو مجبور پائیں گے کہ اس وقت ان کی سوچوں کو نئی جہت دینے والے صرف ہم ہوں گے۔ بہرحال یہ کام ان ہاتھوں سے ہوگا جنہیں ہم ہر شک و شبہ سے بالاتر پائیں گے۔

4 بیداری میں خواب دیکھنے والے آزادی کے دلدادہ لوگوں نے جو کردار ادا کیا ہے وہ ہمارے اقتدارِ اعلیٰ کے قیام کے ساتھ ہی اپنے حقیقی انجام کو پہنچ جائے گا۔ اس وقت تک انہیں اسی طرح ہماری خدمت میں لگے رہنا چاہیے۔ اس کے لیے ہم انہیں مجذوبانہ اور متعصّبانہ فلسفوں میں الجھائے رکھیں گے جو بظاہر جدید

اور ترقی پسند نظر آئیں کیونکہ اگر ہم نے انتہائی کامیابی کے ساتھ غیر یہود کے قلب وذہن کو اس طرف نہ پھیرا اور وہ یہ راز پا گئے کہ اس کی تہہ میں حقیقتاً ترقی کی آڑ میں مادی ایجادات پنہاں ہیں تو یہ محنت کو اکارت کر سکتا ہے کہ حقیقت صرف ایک ہے جس میں ''ترقی'' کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بے سروپا خیالات کو سچائی کے حصول کی خاطر ترقی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ سچائی، جس کو ہمارے بغیر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ہم جو اس (سچائی) کے لیے خدا کے منتخب کردہ اور اس کے محافظ ہیں۔

5 ہمارے برسرِ اقتدار آتے ہی ہمارے شعلہ بیان مقرر الجھے ہوئے بڑے مسائل کو جنھوں نے انسانیت کو تہہ و بالا کر رکھا ہے، ہمارے نافع اقتدار کے سبب ختم کر دیں گے۔

6 اس وقت کسی کے لیے بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے گی کہ یہ ہمارے قبل از وقت سوچے سمجھے منصوبے کی تکمیل ہے جسے ہم نے ڈرامائی انداز میں اس کے منطقی انجام کو پہنچایا ہے۔

وثیقہ 14

1 اقتدار میں آنے کے بعد ہمارے لیے یہ بات ناقابل قبول ہوگی کہ ہمارے مذہب وعقیدہ کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب وعقیدہ ہمارا مدمقابل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے منتخب چہیتے ہونے کے ناطے دنیا کی دوسری اقوام کی تقدیر ہمارے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ پس ہمیں لازماً دوسرے عقائد کو اپنے نظریات کی رو میں بہا لے جانا ہے۔ اس کے نتیجے میں اگر کچھ بے دین پیدا ہو جائیں جیسا کہ آج بھی ہم اپنے گرد وپیش دیکھ رہے ہیں تو وہ بھی اس عارضی دور کے سبب ہمیں نظریاتی نقصان نہ پہنچا سکیں گے بلکہ عملاً ہمارے ''موسوی دین'' سے متاثر ہونے والی نسلوں کے لیے یہ تنبیہہ ہوگی جس نے اپنے مضبوط ومؤثر نظام حیات کے طور دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ہم اس کو زوردار طریقے سے باطنی علم کے طور پر متعارف کروائیں گے کہ یہ ہمارے تعلیمی نظام کی بنیاد ہے، پھر ہم ہر مناسب وقت پر اس نافع اور خوشحال دور کے سابقہ ادوار سے موازنہ پر مشتمل مضامین شائع کروائیں گے۔ امن وآشتی کی برکات، گرچہ کہ یہ امن وآشتی صدیوں کے احتجاج کے ساتھ بہ جبر لائی گئی ہیں، ہمارے اشارہ ابرو پر اس کی قدر وقیمت میں اضافہ کرے گی۔ غیر یہود کی غلطیوں کو ہم بڑھا چڑھا کر عوام کے سامنے لائیں گے کہ وہ اس دور کے حقوق کی نسبت اب زندگی زیادہ پُرعافیت محسوس کریں، ماضی کے جس دور میں انسانیت کو بھنبھوڑ ڈالا گیا تھا، بقائے انسانی کے تمام تر تقاضوں کو پامال کر دیا گیا تھا اور جن سے بدمعاش پلتے تھے جو نہیں جانتے تھے کہ وہ کر کیا رہے ہیں! تاوقتیکہ غیر یہود کی حکومتوں کی اکھاڑ پچھاڑ ہو جس کے لیے ان کے عوام کی انگیخت کا سبب ہم ہی تھے کہ ہم ان کے ریاستی نظام کو کم تر ثابت کرتے تھے۔ ان حالات میں اب یہ غیر یہود ہماری حکمرانی میں ہی عافیت محسوس کریں گے اور دوبارہ ماضی کی پریشانیوں کی طرف رُخ کرنے کا تصور بھی

ان کے ہاں نہ ہوگا۔

2 مذکورہ طریقہ کار کے ساتھ ساتھ ہم غیر یہودی حکمرانوں کی تاریخی غلطیاں بھی عوام الناس کے سامنے لائیں گے جن کے سبب انسانیت نے صدیوں اذیتیں برداشت کیں۔ یہ منصوبے فی الواقع خام خیالی اور ناقص فہم وفراست کا نتیجہ تھے کہ انہیں سماجی بھلائی کی احمقانہ سکیمیں کہتے ہوئے زیر عمل لایا گیا تھا اور کبھی کسی نے اس طرف توجہ نہ دی کہ ان سکیموں نے عالمگیر سطح پر بدنتائج کو ہی جنم دیا ہے جو عملاً انسانیت کی طلب تھی۔

3 ہماری طرف سے پیش کیے جانے والے اصول وقواعد کے مؤثر ترین ہونے کا انحصار اس طریقہ کار پر ہوگا کہ ہم انہیں اس تشریح وتوضیح کے ساتھ عوام کے سامنے رکھیں گے کہ ماضی کے فرسودہ نظام کے مقابلے میں یہ کہیں بہتر، شاندار اور استحکام کی ضمانت ہیں۔

4 ہمارے دانشور غیر یہود کے مذاہب اور عقائد کی کمزوریاں بیان کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں گے کہ وہ اپنے مذہب کی تہہ میں چھپے حقائق اور اسرار ورموز کو کبھی زیر بحث نہیں لائیں گے اور جو ہم کبھی کسی طرح بھی سامنے لانا نہیں چاہتے۔

5 ترقی پذیر اور ترقی یافتہ کہلوانے والے ممالک میں ہم نے انتہائی واہیات، بے معنی اور گندہ لٹریچر پھیلایا ہے۔ اقتدار میں آنے کے تھوڑا عرصہ بعد تک ہم یہ سب بے ہودگی اسی انداز میں برداشت کریں گے کہ یہ روشن لوگوں کو اپنے آپ میں اس وقت مگن رکھے گی جب ہم اپنا منشور عوام کے سامنے لا رہے ہوں گے۔ اس وقت غیر یہود میں سے ہمارے خرید کردہ منتخب دانشور موقع کی مناسبت سے تقریریں، یادداشتیں اور مضامین تیار کریں گے جن سے غیر یہود کے اذہان و قلوب پر ہم کنٹرول حاصل کریں گے۔ یوں وہ اطمینان سے ہماری متعین کردہ راہوں پر گامزن ہو جائیں گے۔

وثیقہ 15

1 سینہ دھرتی پر موجود غیر یہود حکومتوں میں ایک ایسی ترتیب دی گئی بغاوت کے نتیجے میں، جس میں شاید ایک صدی بھی لگ جائے، جب ہم اپنا اقتدار اعلیٰ عالمی سطح پر قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے اور لوگوں کو اپنی حکومتوں کے کھوکھلا پن کا ثبوت مل چکا ہوگا، تو ہم اپنے مسلمہ دشمنوں کو بڑی بے دردی اور بے رحمی سے قتل کر دیں گے اور اپنی خفیہ تنظیموں کے ذریعے ہر دوسرے غیر یہودی ادارے یا تنظیم کا خاتمہ کریں گے۔ آج جو تنظیمیں زیر زمین رہ کر کام کر رہی ہیں اور ہر حال میں ہمارے علم میں ہیں کہ وہ کسی نہ کسی پہلو ہمارے مقاصد کی تکمیل بھی کر رہی ہیں وہ بھی اپنی موت کو مؤخر نہ کر سکیں گی، انہیں یورپ کے دور دراز مقامات میں (دیس نکالا دے دیا) جلاوطن کر دیا جائے گا۔ ہماری فری میسن تحریک اور اس کی ذیلی تنظیموں میں غیر یہود ممبران بھی اسی بے رحمی سے ختم کر دیئے جائیں گے، یہ اس لیے کہ وہ بھی بہت حد تک ہمارے بعض رازوں سے واقف ہیں۔ ان میں سے کچھ کو مصلحتاً زندہ رکھا بھی جائے گا تو ان کے سروں پر ہر لمحہ جلاوطنی کے خوف کی تلوار لٹکتی رہے گی۔ ہم ایسا قانون نافذ کریں گے جس کی رُو سے تمام خفیہ زیر زمین تنظیموں کے ممبران کو یورپ سے جلاوطن ہونا پڑے گا کیونکہ یورپ کو ہم نے اپنے اقتدار اعلیٰ میں مرکزی جگہ دے رکھی ہے، یہ ہمارا صدر مقام ہوگا۔

2 ہماری حکومت جو قراردادیں پاس کرے گی وہ ہر لحاظ سے حرف آخر ہوں گی اور

ان کے خلاف کوئی بات نہ سنی جائے گی۔

3 غیر یہود معاشروں میں جہاں ہم نے طے شدہ پروگرام کے مطابق بے اطمینانی، انتشار فکری اور مذہب سے بے زاری و بغاوت کے بیج بوئے ہیں، وہاں اپنے اقتدار اعلیٰ کے استحکام کی خاطر انتہائی بے رحم اور سفاکانہ اقدامات ناگزیر ہوں گے کہ عوام کے دلوں پر ہماری دھاک بیٹھ جائے اور وہ یہ سب کچھ مستقبل میں بہتری کی امید پر سہہ جائیں گے (برداشت کرلیں گے)۔ بھلائی کے حصول کی خاطر، خواہ اس کے لیے کوئی بھی قربانی دینی پڑے، ہر حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنی بقا کی ضمانت وشہادت کے لئے اقدامات کرے۔ استحکام اقتدار کی سب سے بڑی ضمانت سفاکانہ طاقت کا مظاہرہ ہے اور یہی بے رحمی و بے لچک کارروائی عوام کے دلوں میں دہشت پیدا کرتی ہے جسے وہ مجذوبانہ انداز میں قہر خداوندی سمجھ کر برداشت کر لیتے ہیں اور اقتدار کے قدموں میں جھک جاتے ہیں۔ روسی حکومت نے بھی ماضی قریب میں ایسے ہی طرز عمل کا مظاہرہ کیا تھا، جو پاپائیت کے بعد دنیا میں اس وقت ہمارا واحد دشمن تھا۔ اٹلی کے سُلا کی مثال آپ کے سامنے ہے جس نے انتہائی بربریت سے ملک میں خون ریزی کی تھی اور کوئی اس کے منہ لگنے کو تیار نہ تھا بلکہ لوگ اس کی قوت کو پوجتے تھے۔ یوں جب وہ اٹلی میں داخل ہوا تو جم غفیر اس کے آگے پیچھے تھا جیسے وہ نجات دہندہ ہو۔ اس کی وحشیانہ قوت کے سحر سے لوگ مسحور ہوتے تھے۔

زیر زمین خفیہ تنظیمیں

4 جب تک ہم اپنے مقاصد حاصل نہیں کر لیتے یا اقتدار ہمارا مقدر نہیں بنتا ہم (اپنی مذکورہ صدر منصوبہ بندی کے) برعکس طرز عمل کا مظاہرہ کریں گے۔ روئے

زمین کی حکومتوں میں ہم اپنی فری میسن تحریک کی شاخیں پھیلائیں گے اور ان تنظیموں میں عوام کے اندر مقبولیت رکھنے والے یا مقبولیت پا لینے کے اہل افراد کو شامل کریں گے کیونکہ ہماری یہ فری میسن اجتماع گاہیں (لاجز) فی الواقع جاسوسی کے اڈے اور معاشرے میں اثر ونفوذ کے حصول کے ذرائع ہوں گے۔ ان تمام فری میسن اجتماع گاہوں کو ہم ایک مرکزی نظم کے تحت کنٹرول کریں گے جس کی صرف ہمیں خبر ہوگی یعنی ہمارے بڑے دانشوروں کو اور ہر دوسرا اس سے بے خبر ہوگا۔ ان فری میسن لاجز میں ہمارے خصوصی نمائندے شامل رہیں گے جو انتظامیہ اور لاج کے درمیان پردہ کا کردار نبھائیں گے اور جو ہر لاج کو راہنما اصول اور ضروری کارروائی کی ہدایات جاری کریں گے۔ ان فری میسن لاجز کو ایک ''ڈوری کے ذریعے'' مربوط باندھ دیا جائے گا۔ اس حلقہ میں معاشرہ کے انقلابی اور حریت پسند عناصر کھنچے چلے آئیں گے۔ انتہائی خفیہ سیاسی منصوبے اسی روز ہمارے ہاتھوں میں ہوں گے جس روز وہ اذہان اور قلم وقرطاس میں جگہ پائیں گے۔ ہمارے ان فری میسن لاجز میں کم وبیش سبھی قومی اور بین الاقوامی مؤثر پولیس افسران شامل ہوں گے کہ یہ ہمارے بہترین معاون و مددگار بن کر ہمارے راستے کے کانٹے چنتے ہیں اور مزید یہ کہ ہمارے دشمنوں اور ہمارے درمیان پردہ کا کام بھی کرتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر پُرامن ماحول میں بے چینی اور انتشار بھی اسی کے ذریعے پیدا کیا جاسکتا ہے۔

5 عوام الناس میں سے وہ طبقہ جو انتہائی خوش دلی کے ساتھ زیرزمین کام کرنے

والی خفیہ تنظیموں میں شمولیت اختیار کرتا ہے، چال باز اور موقع پرست ہوتا ہے یا انتہائی فہم وفراست والا کہ اسے اپنے ڈھب پر لانے میں ہمیں کوئی زحمت نہیں ہوتی۔ اگر کسی جگہ فتنہ وفساد کی صورت بنتی ہے تو ہمیں اپنے مقاصد کے لیے اسے مزید ہوا دینا ہوگی تا کہ ان کی مربوط یکجہتی غیر مربوط ہو جائے۔ اگر کہیں کوئی منصوبہ سازی ہو رہی ہے تو اس منصوبہ میں اہم کردار ادا کرنے والا کوئی ہمارا مخصوص اور قابل اعتماد بندہ ہونا چاہیے۔ فطری بات ہے کہ فری میسن کے علاوہ اور کون حق رکھتا ہے کہ وہ اہم معاملات کو اپنے ہاتھ میں رکھے کیونکہ صرف ہم جانتے ہیں کہ معاملات کو کیا شکل دینی ہے اور کس انجام تک لے جانا ہے، جس کا غیر یہود کو قطعاً شعور نہیں ہے اور نہ ہی فوری طور پر مرتب ہونے والے اثرات سے وہ آگاہ ہیں۔ غیر یہود تو بس اپنے خیالات کی دنیا میں عارضی سکون وراحت کے متلاشی پائے جاتے ہیں اور انہوں نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ ایسے خیالات اور ایسے تمام معاملات کے محرک ہم ہیں۔

شرفا احمق ہیں

6 فری میسن لاجوں میں داخل ہونے والے غیر یہود بڑے تجسس کے ساتھ اندر قدم رکھتے ہیں، اس آرزو کے ساتھ کہ بعض مفادات ان کا مقدر بنیں گے یا عوام میں وہ بڑے سمجھے جائیں گے۔ ان میں سے بیشتر اپنے اوٹ پٹانگ خیالات کے اظہار کے لیے پلیٹ فارم کی تلاش میں یہاں آ نکلتے ہیں یا وہ دنیوی معیار کے سراب کے پیچھے بھاگنے والے ہوتے ہیں اور یہ جنس ہمارے ہاں وافر ملتی ہے۔ ان خواہشات کے حوالے سے ہم انہیں خود فریبی میں مبتلا رکھتے ہیں اور

بتدریج وہ ہمارے پیدا کردہ ماحول میں رچ بس جاتے ہیں مگر بدستور اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان کی سوچیں ان کی اپنی ہیں جو عملاً ان کی نہیں ہوتیں۔ غیر یہود کس آسانی کے ساتھ بے وقوف بنتے ہیں، آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان کی خود فریبی انہیں اس نوبت تک لاتی ہے۔ معمولی سی عدم توجہی کو ناکامی سمجھ کر وہ بہت جلد دل برداشتہ بھی ہو جاتے ہیں اور توجہ حاصل کرنے کی خاطر جسے وہ کامیابی سمجھتے ہیں، ہمارے غیر مشروط غلام بن جاتے ہیں اور ایسے حالات میں ان سے جو قربانی طلب کی جائے، بے چوں و چرا اس کے لیے تیار پائے جاتے ہیں اور اپنے اہم منصوبوں تک کو ترک کرنے پر ہمہ وقت مستعد دیکھے جاتے ہیں جو ہماری خواہشات کی تکمیل کا دوسرا نام ہے کہ ہم ان سے جو کام چاہیں، کروالیں۔ یہ شیر دراصل بھیڑیں ہیں، قطعاً احمق۔ ہم نے ان لوگوں کو فرد کے قومیت میں جذب ہونے کے چکر میں ڈال دیا ہے اور وہ بلا سوچے سمجھے کہ فرد کو جماعت کے مقابلے میں کم تر سمجھنا بھی قانون فطرت کے خلاف ہے، اپنی لگن میں مگن ہیں۔ نہیں جانتے کہ ہر چیز اپنی تخلیق کے اعتبار سے اپنا الگ تشخص رکھتی ہے اور یوں ہر چیز، ہر شخص کی اپنی انفرادیت مسلمہ ہے۔

7 کیا غیر یہود کے مقابلے میں ہماری ذہنی برتری کا یہ عملی ثبوت نہ ہوگا کہ ہماری تدبیریں انہیں عملاً عمیق کھڈ میں لے جائیں۔ یہی کچھ ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔

8 عہد قدیم میں ہمارے بڑے کس قدر ذہین و فطین تھے اور انہوں نے کس قدر دُور بینی کے ثبوت فراہم کیے جب انہوں نے یہ کہا کہ حصول مقصد کے لیے ہر

طرح کے ذرائع استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے، خواہ اس کے لیے کتنی ہی (غیر یہود کی) جانوں کا نذرانہ کیوں نہ دینا پڑے۔ اگرچہ حصول مقصد کی خاطر ہم نے بھی بہت قربانیاں دی ہیں مگر غیر یہود بھی تو مویشیوں کی طرح بے شمار کٹے ہیں، جس کی وہ کبھی توقع نہ کرتے تھے۔ گنتی کے چند ہمارے لوگوں کی قربانی نے ہماری ملی بقا کو دوام بخشا ہے۔

9 ہر ذی روح کے لیے موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہمارے راستے میں رکاوٹ بننے والوں کو اس اٹل حقیقت کے قریب تر لے جایا جائے۔ فری میسن سرگرمیوں کو ہمارے بغیر کوئی نہیں جان سکتا، یہاں تک کہ وہ بھی جنہیں ہم موت کی وادی تک راہنمائی دیتے ہیں یعنی جن کی زندگیوں کا ہم خاتمہ کرتے ہیں۔ آخر وقت تک وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کی موت طبعی ہے یعنی موت کا سبب بیماری ہے۔ اس حقیقت سے آگاہ ہونے والے فری میسن ممبران بھی احتجاج کی ہمت نہیں رکھتے۔ اس طریقہ کار اور ننگی جارحیت کے سبب ہم نے اپنی صفوں میں شامل ممبران کے متوقع احتجاج کی کمر توڑ دی ہے۔ غیر یہود کو آزادی کا سبق سکھانے کے ساتھ ہم اپنے ایجنٹوں اور اپنے آدمیوں کو غیر مشروط بندہ بے دام وغلام دیکھنا چاہتے ہیں۔

10 ہمارے اثر ورسوخ کے سبب غیر یہود کے آئین وقوانین بے اثر بن کر رہ جاتے ہیں کہ اس دور میں ہماری طرف سے قانون کی آزاد تعبیر وتشریح نے اسے بے وقار کر دیا ہے۔ بنیادی اور اہم نوعیت کے مقدمات میں جج وہی فیصلے لکھتے ہیں جو ہم انہیں لکھواتے ہیں۔ وہ معاملات کو اسی چشمے سے دیکھتے ہیں جو انہیں ہم پہناتے ہیں۔ ان کی انتظامیہ ہمارے اشاروں پر ناچتی ہے اگرچہ ہم ان کے لیے نادیدہ ہیں اور نہ بظاہر ہمارے مابین اشتراک عمل ہے۔ یہ کام ہم اخبارات

یا دیگر ذرائع سے کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ غیر یہود کے سینئر اور اعلیٰ سرکاری عہدیدار بھی ہمارے مشورے مانتے ہیں۔ غیر یہود دماغی صلاحیتوں کے اعتبار سے خالص حیوان ہیں کہ یہ کوئی درست تجزیہ کرنے یا کسی مشاہدے سے نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت سے عاری ہیں یا حالات و واقعات سے پیشگی نتائج نکالنے میں بھی کورے ہیں۔

11 غیر یہود کے مقابلے میں ہماری صلاحیتوں اور قوتِ فکر کا یہی فرق یہ ثابت کرتا ہے کہ ہم سینہ دھرتی پر ساری انسانیت میں سے منتخب کیے گئے لوگ ہیں۔ غیر یہود جنگلیوں کے مقابلے میں آنکھیں ضرور رکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں ہیں، یوں ماسوائے مادی اشیاء کے کوئی اختراع ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ قدرت نے ہمیں عالمی راہنمائی کا منصب سونپ دیا ہے۔

ہم غیر مشروط اطاعت کے طالب ہیں

12 جونہی اقتدار ہمارا مقدر بنے گا اور عطا کنندہ کی عنایات سے متمتع ہونے کی صورت پیدا ہوگی، ہم نئے سرے سے تمام قوانین بنائیں گے۔ ہمارے قوانین مختصر ہوں گے، سادہ مگر مستحکم ہوں گے جن کے لیے تشریح و توضیح کی حاجت نہ ہوگی اور ہر کوئی انہیں سمجھنے کا اہل ہوگا۔ اس صورتحال میں بنیادی تقاضا صرف یہی ہوگا کہ ان انتہائی عظمت والے قوانین کی بے چوں و چرا تعمیل کی جائے جس کے سبب برائی کا وجود ختم ہو جائے گا کہ حکومت کا ہر کارندہ اقتدار کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ اختیارات کے ناجائز استعمال کی سزا اس قدر شدید ہوگی کہ کوئی شخص اس کا تجربہ کرنے پر کبھی آمادہ نہ ہوگا۔ عمدہ انتظامی کارکردگی کے لیے ہر سطح پر نگرانی کا مؤثر نظام قائم ہوگا جس کے سبب کہیں بھی کوئی کام غلط نہ کیا جاسکے گا کہ ایسا کرنے کی سزا بہت کڑی ہوگی۔

13 اخفائے جرم ہو یا انتظامیہ کی باہم چشم پوشی، دی جانے والی پہلی مثالی سزا سے یہ ٹھیک ہو جائے گی۔ ہمیں ملنے والے باوقار اقتدار کا یہ تقاضا ہے کہ ہم چھوٹے جرائم پر بھی عبرت ناک سزائیں دیں کہ یہ ہمارے وقار کی ضمانت ثابت ہوں گی۔ متاثرین، گو ان کی سزائیں ان کے جرائم سے بڑھ ہی کیوں نہ جائیں، اپنے آپ کو آئین وقانون کی زد میں آ کر مارے جانے والے شہید ہی سمجھیں گے کہ جیسے وہ انتظامیہ سے مقابلے میں جان ہار گئے ہوں، کیونکہ ملکی قوانین کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ حکمران قومی شاہراہ سے ہٹ کر پگ ڈنڈیوں پر چلیں۔ مثلاً اگر ہمارے ججوں پر کسی وقت ہمدردی وانصاف ورحم دلی کا دورہ پڑے تو ہماری مذکورہ کارروائی کے سبب انہیں احساس ہو جائے گا کہ وہ انصاف کا گلا گھونٹ رہے ہیں جس کی وجہ سے ہر قسم کی سستی وکاہلی کو دُور کرنے کے لیے اذیت ناک سزا دینا ضروری ہے نہ کہ ججوں کی روحانی صلاحیتوں یا ہمدردی وغیرہ کا اظہار کرنا کہ ایسا اظہار فرد کی زندگی میں ہی جچتا ہے۔ اجتماعی زندگی میں اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔

14 ہماری عدلیہ میں پچپن سال سے زائد عمر کا کوئی جج کام نہ کرے گا کہ بوڑھے جج اپنے ماضی کے لگے بندھے خیالات پر سختی سے عمل کرنے والے ہوتے ہیں اور نئے خیالات تسلیم کرنا ان کے لئے سہل نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اس بنیاد پر ہم مرضی سے سٹاف تبدیل کر سکیں گے اور یہ نیا سٹاف اپنی ملازمت کے استحکام کی خاطر ہمارا مطیع فرمان رہے گا۔ یوں سمجھیے کہ ان ججوں میں سے ہم وہ لوگ منتخب کریں گے جو ہماری راہنمائی میں اپنا فرض منصبی یہ سمجھیں گے کہ ان کا کام لوگوں کو سزا دینا اور قانون نافذ کرنا ہے، ریاستی تعلیمی سکیم کو داؤ پر لگا کر حریت پسندی کے خواب دیکھنا نہیں ہے جو آج کل غیر یہود کا معمول ہے۔ ججوں کے اس ادل بدل کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اس شعبہ کے لوگ اپنے اندر باہم اجتماعیت پیدا نہ کر

سکیں گے اور یوں صرف اقتدار کے وفادار رہیں گے کہ ان کے مستقبل کا انحصار اسی اطاعت پر ہوگا۔ نوجوان نسل کے ججوں کو اختیارات کے بعض ان غلط پہلوؤں پر بھی تیار کریں گے جو غیر یہود کو نظر انداز کرتے ہوئے ہمارے مفادات کے تحفظ کے لیے ممد و مددگار ہوں گے۔

15 غیر یہود کے جج آج کل ہر قسم کے جرائم میں ملوث پائے جاتے ہیں کہ انہیں اپنی حیثیت کا مکمل ادراک نہیں ہے کیونکہ ان کی حکومتیں ان کی تعیناتی کے وقت ان میں شعور بیدار کرنے اور ان کے منصب کے تقاضوں کا مکمل احاطہ کرنے سے قاصر رہتی ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے حیوان اپنے بچوں کو چراگاہوں میں کھلا چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ دنیاوی مفادات کے چکر میں پڑے رہیں اور منصب کی ذمہ داریاں ان سے اوجھل رہیں۔ یہی سبب ہے کہ غیر یہود کی حکومتیں اپنی ہی افسر شاہی کے ہاتھوں تباہی و بربادی سے دوچار ہوتی ہیں۔

16 آیئے مذکورہ بیان کردہ غلط کاریوں کے نتائج سے اپنے اقتدار کے استحکام کے لیے سبق سیکھیں۔

17 آزادی یا آزادی پسندی کا ہم اپنی حکومت کے ہر اہم شعبے سے نام و نشان مٹا دیں گے۔ اہم حکومتی عہدے ہم صرف اپنے تربیت کردہ افراد کو دیں گے۔ ممکن ہے آپ کے ذہن میں الجھن پیدا ہو کہ یوں پرانے لوگوں کو فارغ کرنے سے حکومتی خزانے پر بڑا بوجھ آئے گا مگر میں اس کا یہ جواب دوں گا کہ اول تو فارغ کیے جانے والوں کو پرائیویٹ ملازمتیں دی جائیں گی اور ثانیاً یہ بھی کہ تمام تر مال و دولت پر تو صرف ہمارا قبضہ ہوگا لہٰذا ہمیں فکر مند ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے!

ہم سنگدل ہیں

18 ہمارے تمام فیصلوں میں قطعیت ہوگی، یہ حتمی ہوں گے اور ہمہ جہت ہوں گے

لہٰذا ہر جگہ احترام کی نظر سے دیکھے جائیں گے۔ ان پر بے چوں و چرا عمل بھی کیا جائے گا۔ ہر قسم کی کانا پھوسی ختم ہو جائے گی کہ عملاً ایسے رویوں پر عبرت ناک سزائیں دی جائیں گی۔

19 ہم تنسیخِ قوانین کے حق کو اپنی جانب موڑ کر ہر دوسرے کا یہ حق سلب کر لیں گے کہ یہ صرف ہمارے اقتدار کو ہی زیب دے گا۔ ہم عوام الناس میں یہ تاثر پھیلتا نہیں دیکھنا چاہتے کہ ہمارے جج غلط فیصلہ بھی کر سکتے ہیں۔ کسی لمحے ایسی صورت پیدا ہو جائے تو ہم خود ان فیصلوں میں مناسب تبدیلی کر لیں گے اور متعلقہ جج کو عبرت ناک سزا دے کر دوسروں کے لیے مثال بنا دیں گے کہ پھر کوئی ایسی غلطی کی جرأت نہ کر سکے۔ میں ایک بار پھر اپنی بات دہراؤں گا کہ ہمیں ہر لمحہ اپنی انتظامی مشینری کی کارکردگی پر نظر رکھنا ہوگی، اس سے عوام خوش رہیں گے۔ عوام کا یہ حق مان لینے میں آخر حرج ہی کیا ہے کہ اچھی حکومت میں افسران بھی اچھے ہونے چاہئیں۔

20 بظاہر ہماری حکمرانی غریبوں اور یتیموں کا سہارا ہو گی جسے لوگ شفیق و مہربان سمجھیں گے کہ یہ ہماری ضروریات کا خیال رکھنے والے لوگ ہیں اور یوں یہ لوگ عملاً باور کر لیں گے کہ اس حکومت کی حفاظت کے بغیر پُرسکون اور خوشحال زندگی مشکل ہے تو پھر یہ تہہ دل سے ہمارے اقتدار کو قبول کر لیں گے بالخصوص جب انہیں یہ معلوم ہو گا کہ ہمارے حکمران ہی ہیں جو افسر شاہی سے کام لیتے ہیں۔ وہ خوش ہوں گے کہ بتدریج اب ان کی زندگیوں میں نظم و ضبط آ رہا ہے جیسے اچھے والدین اپنے بچوں میں پیدا کرتے ہیں۔ ویسے بھی یہودی اقتدار کے اسرار و رموز کے بارے میں صدیوں سے ہر کسی کو واضح طور پر کچھ معلوم نہیں ہے۔

21 جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ میں اپنے اقتدار کی بنیاد حق و انصاف پر رکھتا ہوں۔ فرائض کی بجا آوری پر حکومت کا ہر کسی کو مجبور کرنا اس کا حق ہے، جیسے خاندان کے مفاد میں باپ اپنے اہل خانہ سے سب کچھ منواتا ہے۔ طاقتور کا حق ہے کہ وہ زیردستوں سے فطرت کے دیئے ہوئے حق کو تسلیم کرائے اور اگر کسی وقت یہ اطاعت دیکھنے میں نہیں آتی تو یہ ماحول و کردار کا المیہ ہے۔ یوں ہم خیر و بھلائی کی خاطر اپنی قوت کے مظاہر سامنے لاتے ہیں۔

22 قانون سے بغاوت کرنے والوں کو فی الفور سخت سزا سہنا ہوگی کہ یہ بقیہ لوگوں کے لیے عبرت کا ذریعہ ہے۔

23 یہودی بادشاہ سر پر اقتدار کا تاج سجاتے ہی عالمی سطح کا قابل احترام پروہت اور حاکم بن جائے گا اور اس منزل تک پہنچنے کے لیے بہ امر مجبوری اس نے جتنے افراد کو بھی اپنے جور و ستم کی بھینٹ چڑھایا ہوگا وہ بہر حال اس تعداد کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہے جو غیر یہود حکمرانوں کی شان و شوکت کے لیے ان کی چیرہ دستیوں کا شکار ہوئی تھی۔

24 یہودی اقتدارِ اعلیٰ کا وارث اپنی رعایا کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھے گا اور تختِ شاہی سے جاری ہونے والے احکامات شاہی تقریروں کے رُوپ میں ہوں گے جو آناً فاناً دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل جائیں گے۔

وثیقہ 16

1 اپنی اجتماعیت کے مقابلے میں آنے والی ہر اجتماعیت کو ختم کردیں گے جس کا پہلا ہدف یونیورسٹیاں ہوں گی کہ ان کے موجودہ ڈھانچے ختم کر کے ان کی اپنے مقاصد سے ہم آہنگ تشکیل نو کریں گے۔ ان جامعات کے پروفیسروں اور دوسرے سٹاف کو اپنے خفیہ مقاصد اور طریقہ ہائے کار کی تربیت سے اپنے ڈھب پر لایا جائے گا کہ وہ اپنی مرضی ومنشا سے یکسر دستبردار ہوں گے۔ خصوصی احتیاط کے ساتھ ان کا تقرر ہوگا اور وہ اقتدار کے مطیع فرمان بن کر حکومت کے رحم وکرم پر زندگی گزارنے پر مجبور ہوں گے۔

2 ہم جامعات کے نصابِ تعلیم سے ریاستی قانون وریاستی سیاست کے ابواب ختم کر کے انہیں اپنی پسند کے صرف چند درجن منتخب لوگوں کے لیے مخصوص کردیں گے جو عوام کے انبوہ کثیر میں اپنی نکھری صلاحیتوں کے سبب نمایاں ہوں گے۔ ہم اپنی جامعات میں بچگانہ ذہن پیدا نہیں ہونے دیں گے جو ملکی دستور کے متعلق ناپختہ اور مضحکہ خیز منصوبے رکھتے ہوں اور مزید یہ کہ وہ اپنے آپ کو ایسے سیاسی سوالات ومسائل میں الجھائے رکھے جو اس کے آباء واجداد کے ذہن رسا میں کبھی نہ آئے تھے۔

3 بہت سے لوگوں کی بھیڑ کو بلا کسی منصوبہ بندی الل ٹپ سیاسی معاملات کی تعلیم دینے کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کا ڈھانچہ ہی تباہ کردیا جائے کہ عموماً لوگوں کی کثرت دن میں خواب دیکھنے والوں کی ہوتی ہے۔ اسی بنیاد پر آپ اپنی اور غیر یہود کی تعلیمی کارکردگی کا موازنہ کر کے دیکھ لیں۔ ہمیں غیر یہود کے نظام تعلیم کو وہ جہت دینی ہے جو ان کے انتظامی ڈھانچے کے تمام کل پرزے ڈھیلے کر

دے مگر جب ہم اقتدار میں آئیں گے تو اس نظام تعلیم سے وہ سب کچھ خارج کردیں گے جو ہم نے غیر یہود کی تباہی کے لیے انہیں دیا تھا تاکہ اب تعلیم ایسے بچوں کی تربیت کرے جو ہمارے قوانین سے محبت کرنے والے فرماں بردار ہوں اور پُرسکون، پُرامید ترقی کی راہ کے راہی ہوں۔

ہم تاریخ بدل ڈالیں گے

4 قدیم ادب و تاریخ کی تعلیم کو ختم کر کے ہم مستقبل سے متعلقہ عنوانات پر تعلیم کو رائج کریں گے کہ ماضی کی تاریخ ہمیں راہنمائی نہیں دیتی، چونکہ یہ اچھے بُرے غلط سلط واقعات کا مجموعہ ہے۔ ماضی کی تاریخ سے من پسند عنوانات و واقعات کو ہم اپنی ضرورت کے اعتبار سے نصاب کا حصہ بنائیں گے جو غیر یہود حکومتوں کی خامیوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوں گے۔ غیر یہود کے خلاف نفرت کے تسلسل کو برقرار رکھنے والے ایسے عنوانات و سوالات پر مشتمل نظام تعلیم پر ہماری توجہ رہے گی جو ہر پیشے اور ہر شعبہ کی الگ ضرورت کے نقطہ نظر سے ہو گا۔ بہر حال ہمارا نظام تعلیم یکسانیت اور سب کے لیے ایک ہی جیسی تعلیم کے تصور پر مشتمل نہ ہو گا۔ یہ امور ہمارے لیے ہر لحاظ سے قابل توجہ رہنے چاہئیں۔

5 عملی زندگی میں متعلقہ شعبہ جات کی نوعیت اور مطابقت کو سامنے رکھ کر انہی تک تعلیمی نظام کو محدود کر دینا نافع ہے۔ ہر دور میں خاص صلاحیتوں کے حامل لوگ اپنا الگ راستہ بناتے رہے ہیں اور بناتے رہیں گے مگر محض ان گنتی کے لوگوں کی خاطر ناقص نظام تعلیم کے سبب لائق لوگوں پر نالائقوں کی برتری کے مواقع پیدا کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے اور آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ غیر یہود کے حوالے سے اس کے کیا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

6 اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ حکمران لوگوں کے قلب و ذہن پر حکمرانی کرتا

ہے، اس کے روزمرہ کے معمولات اور کارکردگی کا تعلیمی اداروں، بازاروں، منڈیوں اور ہر دوسرے پبلک مقام پر انہیں بھلائی کے کام ثابت کرتے ہوئے ان کا ڈھنڈورا پیٹا جائے۔

7 درس وتدریس کے شعبہ میں ہم ہر آزادی کا گلا گھونٹ دیں گے۔کلبوں کے انداز میں ہر عمر کے طلبہ اپنے والدین کے ساتھ درس گاہوں میں آسکیں گے۔چھٹی کے ان دنوں میں اساتذہ اور مختلف موضوعات پر مختلف لوگ لیکچر دیا کریں گے۔ مثلاً انسانی تعلقات، قوانین، پیدائشی انسانی کمزوریاں اور نت نئے بدلتے نظریات جن سے ابھی دنیا واقف نہیں ہوئی۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بتدریج یہ عوام کو ہمارے عقائد سے قریب تر لے آئیں گے۔آج اور آنے والے کل کے لیے بیان کردہ لائحہ عمل کے بعد میں آپ کے سامنے ان نظریات کے اصول بیان کرتا ہوں۔

8 صدیوں کے تجربے کو ایک جملے میں بیان کروں تو کہہ سکتا ہوں کہ لوگ مخصوص نظریات میں ڈھلے زندگی گزارتے ہیں اور بالعموم انہی کو سینے سے لگائے رکھتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ایسے تمام نظریات تعلیم سے جنم لیتے ہیں، ذہن نشین کرائے جاتے ہیں مگر ہر مرحلہ میں طریقہ کار یکساں نہیں ہوتا۔اپنے پروگرام کے مطابق، اپنے مفادات کی خاطر ہمیں ہر قسم کی فکری آزادی کو ختم کرنا ہے۔یہ کام ماضی میں ہم نے اپنے افکار مضامین کے ذریعے پھیلا کر کیا بھی ہے کہ یہ حصول مقصد کا ایک جزو ہے جس سے غیر یہود کو وحشی غلام، بے شعور اور احمق قوم میں بدل دینا ہے جو ہمیشہ سے ہر کام اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھنے کے متمنی پائے جاتے ہیں۔فرانس میں ہمارے ایک ایجنٹ نے امراء کے بچوں کو اسی نئے طرز تعلیم میں لگا رکھا ہے جو وہاں مقبول بھی ہے۔

وثیقہ 17

1 پیشہ وکالت انسان کو سنگدل، سرد مہر، ضدی اور بے اصول بنا دیتا ہے جو ہر بات کو انسانی ہمدردی یا داعیات کی روشنی میں نہیں صرف قانون کی نظر سے دیکھتا ہے۔ وکیل صرف موکل کی صفائی کے لیے ہر چیز کو دیکھتا ہے، اسے عوامی مفاد و بہتری سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ وہ ہر قیمت پر اپنے موکل کا دفاع کرتا ہے اور اس طرح وہ ہمہ وقت عدل و انصاف کے حقیقی تقاضوں کو نیچا دکھانے میں مصروف دیکھا جاتا ہے۔ بدیں وجہ ہم اس پیشے کو بہت محدود کر دیں گے جس کے سبب یہ انتظامیہ کی ملازمت بن جائے گا۔ ججوں کی طرح وکلاء کو بھی فریقین تنازعہ سے براہ راست گفتگو سے محروم کر دیا جائے گا۔ انہیں مقدمات عدالت کی وساطت سے ملیں گے، جن کا مطالعہ سرکاری رپورٹ کی طرح وہ عدالت کی مدد کے نقطہ نظر سے کریں گے تاکہ عدالت میں پیش کیے گئے فریقین کا سامنے آئے حقائق کی بنیاد پر دفاع کریں جس کے عوض انہیں کام کی نوعیت کے حساب سے اعزازیہ دیا جائے گا جو مقدمے کی فیس نہ ہوگی۔ یوں وہ محض قانونی رپورٹر کی حیثیت کے مالک رہ جائیں گے۔ اس کے سبب یہ پیشہ محدود ہو کر رہ جائے گا۔ اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ عدالتوں کا بوجھ کم ہونے کے ساتھ ساتھ وکالت صرف قانونی نکات تک محدود رہ جائے گی اور غلط کو درست بنانے کا انداز و رجحان ختم ہو جائے گا جس کے باعث وکلا سودے بازی کرتے تھے اور زیادہ بولی لگانے والے موکل مقدمہ جیت لیتے تھے۔

ہم پاپائیت یا مولویت کو برباد کر دیں گے

2 طویل عرصہ سے ہم نے یہ محنت کی ہے کہ غیر یہود میں پاپائیت / مولویت کو بے

وقار بنا دیں اور سینہ دھرتی پر ان کے مشن کو تباہ و برباد کر دیں جو ہمارے راستے کے سنگ گراں سے کم نہیں ہے۔ دن بدن پاپائیت کی قدر و منزلت کم ہو رہی ہے۔ آزادی ضمیر کے نعرے کی طرف ہم نے عوام کو دھکیل کر پاپائیت کو برباد کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ رہا مسئلہ دوسرے ادیانِ عالم کا تو ہمیں مقابلتاً کم مزاحمت کا سامنا ہو گا۔ ہم پاپائیت، مولویت کو بند گلی تک محدود کر دیں گے کہ ماضی کے مقابلے میں یہ رجعت کی طرف مائل بہ سفر ہوں گے۔

3 جونہی پاپائیت یا مولویت کو برباد کرنے کا طے شدہ لمحہ آ جائے گا، ایک نادیدہ ہاتھ ہر قوم کی طرف بڑھ کر اسے ہمارے قدموں میں دھکیل دے گا۔ جب اقوام وملل اس کام پر تل جائیں گی تو ہم محافظ کے رُوپ میں بظاہر قتل و غارت گری روکنے کے لیے میدان میں سامنے آئیں گے۔ یوں ہم ان کے لیے جزو بدن بن جائیں گے اور اس وقت کیفیت و نوعیت یہی ہو گی تا آنکہ ہم ان کے جسم و جان سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیں گے اور ان کی قوت دم توڑ جائے گی۔

4 صہونیت کا بادشاہ ہی عالمی سطح پر سب سے بڑا مذہبی راہنما ہو گا یعنی بین الاقوامی چرچ کا مقدس پوپ۔

5 اس درمیانی مدت کے دوران جب ہم غیر یہود کو عالمی مذاہب سے روشناس کرتے اپنے مذہب و عقیدہ کی تعلیم دے رہے ہوں گے، ہم دوسرے کسی مذہب پر ناقدانہ انگلی نہ اٹھائیں گے ہاں البتہ یہ کام ہم وقتاً فوقتاً ان پر تنقید کے تیر برسا کر کریں گے، ایسی تنقید جس کا مقصد ان کی صفوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنا ہے۔

6 اس وقت عمومی طور پر ہمارے دور کا پرنٹ میڈیا (پریس) غیر یہود کے مذاہب اور حکومتی معاملات پر تیز و تند تنقید کر رہا ہو گا اور ہر حال میں مقصد مذہب سے

لوگوں کو متنفر کرنا ہوگا۔ یقینی بات ہے کہ یہ کام ہمارے ذہین وفطین لوگ ہی کر سکیں گے۔

7 ہماری حکمرانی کا انداز ہنود کے وشنو دیوتا کے ایک صد ہاتھوں کا سا ہوگا کہ ہمارے ہر ہاتھ میں سماجی و معاشرتی زندگی کی طنابیں ہوں گی جس کے سبب ہم سرکاری مشینری کے بغیر بھی ہر چیز پر نظر رکھ سکیں گے جبکہ غیر یہود حکومتوں کے لیے ہم نے پولیس کی مدد سے بھی حقائق تک پہنچنا مشکل بنا دیا ہے۔ ہمارے طے کردہ نظام میں تو آبادی کا ایک تہائی دوسرے دو تہائی کی نگرانی کر رہا ہوگا اور ہمارے اقتدار کے لیے یہ خدمات رضا کارانہ ہوں گی اور ہمارا کوئی مخبر یا جاسوس اسے ذلیل کام نہ سمجھے گا بلکہ یہ کام اس کے لیے قابل فخر سمجھا جائے گا۔ بے بنیاد الزامات پر عبرت ناک سزائیں سنائی جائیں گی تا کہ اس دیئے گئے کام یا حق کے پردے میں کوئی غلط کار مفاد نہ اٹھا سکے۔

8 ہم اپنے مخبر معاشرہ کے اعلیٰ اور ادنیٰ طبقوں سے منتخب کریں گے مثلاً انتظامیہ جس کا زیادہ وقت گپ شپ میں گزرتا ہے، مدیرانِ اخبارات وجرائد، ناشران، مالکان پریس، کتب فروشان، دفتری بابو، سیلز مین، محنت کش، اردلی قسم کے لوگوں میں سے۔ مخبروں کا یہ طبقہ ایسا ہوگا جس کے نہ حقوق ہوں گے اور نہ ہی اختیارات کہ اپنی مرضی سے کسی پر ہاتھ ڈال سکیں، یعنی بے اختیار پولیس سروس۔ ان کی رپورٹوں کی جانچ پڑتال کر کے قانون کے مطابق ہاتھ ڈالنے والا شعبہ صرف پولیس ہوگی۔ گرفتاری کا عمل شہری پولیس کے ہاتھوں مکمل ہوگا۔ دیکھی سنی باتوں سے حکومتی اداروں کو باخبر نہ رکھنے والے لوگوں کی نشاندہی ہونے پر سزا ان کا مقدر ہوگی۔

9 آج جب ہمارے اپنے یہودی بھائی اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنی صفوں کے

اندر گھسے حکومتی باغی افراد یا بے دین ہونے والے لوگوں کے متعلق متعلقہ حکومتی اداروں کو بروقت مطلع کریں بعینہٖ ہمارے اقتدار اعلیٰ کے دور میں ہمارے عوام کا یہ فرض ہو گا کہ وہ سرکار کی طرف سے عائد اس ذمہ داری (مخبری) کو بطریق احسن نبھائیں۔

10 مخبروں کی ایسی جماعت کی بدولت اقتدار وقوت، رشوت خوری بلکہ ہر دوسری برائی جو ہمارے پالتو پروردگان نے غیر یہود کی سرشت کا حصہ بنا دی ہے، مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ موجودہ دور کی حکومتوں کے نظم ونسق کی موجودگی میں ہمارے لیے ایسی برائیاں پیدا کرنے کے اقدامات یقیناً مشکل ہیں۔ تاہم مجوزہ اقدامات میں مؤثر کردار صرف ہٹ دھرمی اور اقتدار کا ناجائز استعمال اور ضمیر فروشی ہے اور حصول مقصد کے لیے ہمیں انتشار وافتراق پیدا کرنے والے ضمیر فروش ایجنٹ درکار ہوں گے۔

وثیقہ 18

1 اقتدار و وقار کے لئے یقیناً شرم ناک ہے، مگر اس کے باوجود جب خفیہ تحفظ کے لیے بعض اقدامات ناگزیر ہو جائیں تو ہم شعلہ بیان مقررین کو سامنے لا کر دکھاوے کی بے چینی اور اس کے نتیجے میں کشت و خون کا اہتمام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں لوگ ان مقررین کے گرد جمع ہو جائیں گے جن سے انہیں ہم آہنگی محسوس ہوتی ہے۔ یوں ہمیں غیر یہود کی پولیس کے ذریعے ان کی مستقل نگرانی یا حفاظت کا بہانہ مل جائے گا۔

2 چونکہ سازشی عناصر کی اکثریت ایسے کاموں کے لیے مستعد پائی جاتی ہے لہٰذا جب تک اس کی اصلیت سامنے نہ آ جائے ہم اس پر ہاتھ نہیں ڈالیں گے، البتہ نگرانی ضرور شروع کر دیں گے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جو حکومتیں آئے دن اپنے خلاف سازشیں پکڑنے میں مصروف رہتی ہیں وہ بے وقار بن جاتی ہیں۔ یوں حکومت کی کمزوری اور بے انصافی کا ظاہر ہونا فطری سا بن جاتا ہے۔ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ہم نے غیر یہود کے حکمرانوں پر کئی مرتبہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے قاتلانہ حملے کروائے کہ وہ بے وقار ٹھہری۔ یہ ایجنٹ دراصل ہمارے گلے میں بھیڑیں ہیں جنہیں آزادی کے نعروں کے سراب میں ہر جرم پر آمادہ کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ آزادی کے ان نعروں کو سیاسی رنگ دے دیا جائے۔ گویم حکمران ہمارے سامنے مجبور ہیں کہ وہ اپنے تحفظ کے اقدامات کو عوام کے سامنے لے آئیں جس کا دوسرا نام ان کا کمزوری کا اعتراف ہے۔ آخر کار ہماری تدبیروں سے ان کا اقتدار تہس نہس ہو جائے گا۔

3 ہمارے حکمرانوں کی حفاظت کے انتظامات بظاہر انتہائی معمولی ہوں گے جس

سے یہ تاثر دینا مقصود ہوگا کہ ان کے خلاف کسی قسم کی بغاوت کا کوئی امکان نہیں ہے۔ عوام ان سے محبت کرتے ہیں، اس لیے انہیں کسی سے ڈرنے چھپنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

4 غیر یہود کی طرح بفرضِ محال اگر ہم یہ تسلیم کرلیں تو بادی النظر میں ہم خود اپنی موت کے پروانے پر دستخط کریں گے اور جلد یا بدیر اس کے خاندان کی موت کا سبب بنیں گے۔

خوف کے سائے میں حکمرانی

5 ہمارا حکمران بظاہر سختی سے نافذ کیے جانے والے قوانین کے ذریعے اپنے خاندانی مفادات کے بجائے مفادِ عامہ میں کام کرے گا۔ لہٰذا رعایا خود بخود اس کا احترام اور اس کی حفاظت کرے گی کہ اس حکمران کی زندگی ان کی بقا و خوشحالی کی ضمانت ہوگی۔

6 بہت زیادہ حفاظتی اقدامات کا شور فی الواقع حکومت کی کمزوری کا مظہر ہے نا کہ اس کی طاقت کا مظہر ہے۔

7 بادی النظر میں ہمارا حکمران عوام میں گھرا ہوگا، ہر لمحہ اس کے اردگرد متجسس مرد اور عورتیں ہوں گی جو حکمران کے آگے پیچھے چلیں گے اور تاثر یہ دیا جائے گا کہ یہ بھیڑ اتفاقاً وہاں جمع ہوگئی ہے حالانکہ وہ سرکاری انتظام کے تحت آئے ہوں گے۔ اس انتظام کے سبب دوسرے لوگ حکمران سے دُور رہیں گے کہ یہ نظم و ضبط کے تقاضوں کی ضرورت ہے۔ یوں لوگوں میں نظم و ضبط کا رواج ہوگا۔ ایسی کھلی کچہری میں اگر کوئی سائل یا فریادی اپنی عرضداشت حکمران کو پیش کرنا چاہے تو لوگ اسے سائل سے لے کر بادشاہ تک پہنچا دیں گے اور سائل خود دیکھ لے گا۔ عوام سمجھیں گے کہ حالات بادشاہ

کے قبضہ میں ہیں۔ اقتدار کے عوامی ہونے کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ لوگ خود کہہ سکیں کہ کاش بادشاہ کو اس بات کا علم ہوتا یا بادشاہ ہماری فلاں فریاد خود سنے۔

8 جب اقتدار کے بچاؤ کے لیے خفیہ حفاظتی اقدامات کیے جائیں تو یہ تنظیمی قوت کی کمزوری پر دلالت کرتے ہیں اور اقتدار بے وقعت و بے وقار ہو جاتا ہے۔ ہر شخص اپنی جگہ جری سمجھا جاتا ہے مگر قوی ہونے کا یہی احساس موقع ملنے پر باغی ذہن کو اقتدار پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ غیر یہود کو ہمیشہ ہم نے انوکھا سبق دیا ہے اور اسی سے ہم پر یہ انکشاف ہوا ہے کہ غیر یہود نے کن اقدامات سے ایسا مقام پالیا ہے۔

9 مجرمان کو ابتدائی طور پر ملنے والی معقول نشاندہی پر گرفتار کرلیا جائے گا۔ ہم کسی کو محض اس بنیاد پر بچ نکلنے کا موقع نہیں دینا چاہتے کہ وہ سیاسی غلطی کا مرتکب تھا۔ مجرم پر ہاتھ ڈالتے وقت ہم قطعاً بے رحم ہوں گے۔ اگر جرائم کی نوعیت معمولی بھی ہوئی تو ہم سزائیں نرمی نہیں کریں گے، خصوصاً ان کے لیے جنہوں نے ایسے معاملات میں دخل دیا جن کو صرف حکومت ہی سمجھ سکتی ہے۔ یہی عملاً حقیقی طرز عمل ہے جسے ہر حکومت نہیں سمجھ سکتی۔

وثیقہ 19

1 سیاست دانوں کو اور سیاسی نظام کو غیر ذمہ دارانہ حرکت سے روک دیا جائے اور اس کے بجائے قانونی چارہ جوئی اور اپیل کے حق کی اگر حوصلہ افزائی کی جائے جس کے سبب حکومت کو لوگوں کے حالات زندگی بہتر بنانے کی تجاویز سامنے آئیں تو اس عمل سے عوام الناس کی کمزوریاں، ان کے حقیقی مسائل، ان کے تصورات کی جھلک حکمرانوں کے سامنے آتی رہتی ہے۔ پھر عوام کی شکایات کا ازالہ بھی ہوگا اور ذہانت سے ضروری امور کی تردید بھی جس سے فیصلے صادر کرنے والوں پر ان کی تنگ نظری خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔

2 غیر ذمہ دار اور بے لگام مقرروں کی مثال ان کتوں کی سی ہے جو ہاتھیوں پر بھونکیں مگر بگاڑ کچھ نہ سکیں۔ اسی طرح اقتدار جو ہر سطح پر منظّم ہو مگر پولیس کی گرفت کی بنیاد پر نہیں بلکہ عوامی تائید کی قوت سے، بھی ایسا ہی ہے کہ ایک پلا اپنی حیثیت سے بے بہرہ ہاتھی پر جھپٹے۔ دونوں باتوں کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتا اور پلا تو غیر یہود ہیں جبکہ ہاتھی یہودی اقتدار ہے جسے دیکھتے ہی یہ دم ہلانا شروع کر دیں گے۔

3 سیاسی غنڈہ گردی کی دھونس کے ہیروز کو تباہ کرنے کے لیے ہم انہیں چوری، قتل یا دیگر قبیح قسم کے جرائم میں ملوث مجرموں کی طرز پر مقدمات کا سامنا کرنے پر مجبور کر دیں گے۔ یوں سیاسی اور اخلاقی جرائم باہم گڈمڈ ہو جائیں گے، عوام سیاسی جرائم سے متنفر ہوں گے۔

4 ہم نے مقدور بھر اس امر کی کوشش کی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس میں ہم کامیاب بھی ہوئے ہیں کہ غیر یہود اس حقیقت کو کبھی نہ جان سکیں کہ ان کے بے

لگام مقررین کو ہم نے کیسے لگام دی ہے۔ہم نے پریس، تقاریر اور بڑی عیاری سے مرتب کردہ تاریخ کو نصاب کا جزو بنا کر اسے شہادت کا نام دیا ہے اور غیر یہود کی اکثریت نے اسے فلاح کے نام پر قبول کیا ہے۔یوں غیر یہود میں آزادی پسندوں کے نام پر پیدا گروہ ہمارے لیے قربانی کے بکروں کی صورت ہماری امدادی فوج بنے گی۔

وثیقہ 20

1 آج ہم اپنے مالیاتی پروگرام کو زیر بحث لائیں گے جسے انتہائی مشکل ہونے کے ناتے ہم نے مؤخر کر رکھا تھا کہ دراصل یہی امر ہمارے تمام منصوبوں کی جان ہے۔ بات شروع کرنے سے پہلے یہ بتا دوں کہ میں نے آغاز میں اشارتاً اس پروگرام کا ذکر کیا تھا جب میں نے یہ کہا تھا کہ ہماری تمام سرگرمیوں کا محور اعداد و شمار ہیں۔

2 ہمیں جونہی اقتدار پر غلبہ حاصل ہو گا، ہماری مطلق العنان حکومت اپنے تحفظ کے اصول کے تحت عوام الناس پر بھاری ٹیکسوں کا بوجھ ڈالنے سے احتراز کرے گی جبکہ اپنی جگہ یہ بھی ایک بدیہی حقیقت ہے کہ نظام حکومت مالی وسائل کا ہمیشہ سے متقاضی ہے لہٰذا حکومت دانش مندی اور توازن سے مالی وسائل عوام سے حاصل کرے گی۔

3 ہمارے اقتدار میں ہمارا بادشاہ افسانوی انداز میں یہ باور کرے گا کہ اب سب کچھ اسی کی ملکیت ہے جسے آسانی سے حقیقت کا رُوپ دیا جا سکتا ہے، لہٰذا محاصل کے حصول کے نقطہ نظر سے بادشاہ عوامی سرمایہ بحق سرکار ضبط کر سکے گا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جائیداد پر ترقیاتی ٹیکس لگانے ناگزیر ہوں گے جس کے سبب عوام ہر قسم کے دوسرے ٹیکس سے محفوظ رہیں گے۔ مالدار طبقہ کو دانش مندی سے، اپنی ضرورت سے زائد رقوم کو سرکاری خزانے میں دینا ہو گا کیونکہ اس کے بدلے حکومت انہیں باقی ماندہ سرمایہ کے تحفظ اور اس بقیہ سرمایہ سے دیانتدارانہ فائدہ حاصل کرنے کی ضمانت فراہم کرے گی۔ یوں جائیداد پر سرکاری قبضہ سے چوری کا نام ونشان نہ رہے گا۔

4 اس طرح کی سماجی اصلاحات کے لیے اب وقت ہو چکا ہے اور ان کا آغاز سرآوردہ طبقہ سے ہونا چاہیے۔ یہ بھی دراصل امن عامہ کے لیے ایک طرح کی ضمانت ہے۔

ہم سرمایہ کو برباد کر دیں گے

5 غریب طبقہ پر ٹیکسوں کا نفاذ عملاً انقلاب کا بیج بونے کے مترادف ہے جو یقیناً حکومت کے لیے تباہی کا موجب بنتا ہے کہ وہ بڑے سرمایہ داروں کو نظر انداز کر کے کمزوروں کے منہ سے لقمہ چھیننے میں مستعدی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ سرمایہ داروں پر ٹیکس کا نفاذ انفرادی سطح کے ارتکاز زر کو روکتا ہے، جس میں آج گردوپیش لوگ ملوث ہیں اور جسے ہم نے غیر یہود حکومتوں کو کمزور کرنے کے لیے جوابی ہتھیار کا درجہ دے رکھا ہے۔

6 ٹیکس بڑھانے کے لیے شرح کا استعمال، موجودہ دور میں لگائے جانے والے پراپرٹی ٹیکسوں کی نسبت، زیادہ وسائل دیتا ہے۔ ہمارے نقطہ نظر سے ٹیکسوں کا موجودہ نظام غیر یہود میں بے اطمینانی پیدا کرنے کے لیے مؤثر ہتھیار ہے۔

7 ہمارے بادشاہ کی قوت جس کے سہارے وہ راج کرے گا، معاشی اونچ نیچ کا خاتمہ اور امن کی ضمانت ہوگا۔ اس کام کی تکمیل کا تقاضا ہے کہ سرمایہ دار اپنے سرمایہ میں سے کچھ کا ایثار کریں تاکہ ملکی نظام بطریق احسن کام کرتا رہے کیونکہ ریاستی ذمہ داریاں نبھانے کا حق انہی کی طرف سے زیادہ ہے جن کے پاس دولت زیادہ ہے۔

8 ہمارے اس اقدام سے غریب کی امیر کے لیے نفرت ختم ہو جائے گی کہ وہ یوں حکومت کے مددگار کے طور پر جانے جائیں گے اور عوام کے لیے امن وخوشحالی کے حواریوں کے طور پر دیکھے جائیں گے۔ برملا کہا جائے گا کہ یہ امراء ہیں جن

کے توسط سے ہمیں سب کچھ مل رہا ہے۔

9 ادائیگیاں کرنے والے تعلیم یافتہ لوگوں میں ادائیگیوں کے سبب پیدا ہونے والی دل برداشتگی کے اثرات ختم کرنے کی خاطر ہم انہیں ان کی رقوم کے استعمال سے مکمل آگاہی دیں گے، ماسوائے بادشاہ کے صوابدیدی اخراجات پر اٹھنے والی رقوم کے جو مختلف تنظیمی اداروں کی ضرورت کے مطابق ہوگی۔

10 ہمارے حکمران کی کوئی جائیداد نہ ہوگی کہ تمام ریاست ہی اس کی جائیداد ہے۔ ذاتی جائیداد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کہنے اور کرنے میں تضاد ہے اور بادشاہ کا کسی کاروبار میں ملوث ہونا عوام کو انگلیاں اٹھانے کا موقع دینا ہے۔

11 حکمران کے رشتہ داروں کو ماسوائے اس کے خاندان کے جو اسی کے گھر میں رہتا ہے، عوام کی طرح ملازمتیں اور کاروبار کرنا ہے کیونکہ قرابت داری کا مطلب سرکاری آمدنی پر عیاشی کرنا یقیناً نہیں ہے۔

12 جائیداد کی خریداری ہو یا روپے کا لین دین اور وراثت کے حصے بخرے وصول کرنا ہو، ہر چیز پر ترقیاتی ٹیکس لگے گا۔ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت کی تاریخ سے ٹیکس نہ دینے کا انکشاف ہونے کی تاریخ تک نہ صرف ٹیکس بلکہ اس پر سود بھی ادا کرنا ہوگا۔ ایسے جائیداد کے انتقالات لازماً ہر ہفتے مقامی دفاتر خزانہ میں پیش کرنا بلکہ ریکارڈ کرانا لازم ہوگا جس میں سابقہ اور نئے مالک کا نام اور پہچان کے القابات، مستقل رہائش کا پتہ وغیرہ یا دیگر تفصیلات کا اندراج ہو گا۔ ان اندراجات میں سے ایک رقم کا تعین بھی کیا جائے گا جس میں روزمرہ ضروریات زندگی کے اخراجات شامل نہیں ہوں گے۔ ٹیکس جائیداد کی مالیت پر مخصوص شرح سے وصول کیا جائے گا۔

13 آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے اس طریقہ کار سے ہمیں غیر یہود حکومتوں

کے مقابلے میں کس قدر زیادہ آمدن ہوگی۔

ہم ذہنی تناؤ کا سبب بنتے ہیں

14 اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ سرکاری خزانے میں ایک مخصوص متعین رقم محفوظ کر لینے کے بعد بقیہ تمام سرمایہ گردش میں رہے کیونکہ سرمایہ تو ہے ہی گردش میں رہنے کے لیے جس سے ریاستی کاروبار چلایا جاتا ہے اور جس کے سبب کارکن باہم مربوط رہتے ہیں۔ اگر یہ گردش رک جائے تو تمام ریاستی امور اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ سرمایہ کا ایک حصہ مختص کیا جائے گا صرف ان لوگوں کے لیے جو ایجادات اور اختراعات کریں گے یا پیداواری صلاحیتیں بڑھائیں گے۔

15 متعین حدود، جن کا تعین انتہائی غور و فکر سے کیا جائے گا، سے زائد روپیہ خزانے میں نہیں رکھا جائے گا بلکہ اسے گردش میں ڈالا جائے گا کہ درحقیقت یہ روپیہ ریاستی مشینری کے لیے تیل ہے اور جس مشین میں تیل نہ ہو وہ چل نہیں سکتی اور جب مشین نہ چلے گی تو مطلوبہ کام نہ ہو پائیں گے۔

16 سودی تمسکات (وثیقوں) نے، جو کرنسی سکوں اور نوٹوں کے بدلے زیرِ گردش ہیں، یہ رکاوٹ یا ٹھہراؤ پیدا کر رکھا ہے جس کے نتائج سے ہر کوئی آگاہ ہے۔

17 حکومتی سطح پر ایک ایسی عدالت قائم کی جائے گی جو سرکاری مالیاتی آمد و خرچ کے جملہ معاملات پر نہ صرف یہ کہ نظر رکھے گی بلکہ تصفیہ طلب معاملات نمٹانے کی ذمہ دار ہوگی ماسوائے جاریہ مدت کے، جس کے حسابات ابھی مکمل طور پر مدون ہی نہیں ہوئے یا گزشتہ مدت کا حساب جو تا حال عدالت میں موصول نہیں ہوا۔ یہ اس لیے کہ حکمران جب چاہے حسابات سے مکمل آگاہی حاصل کر سکے۔

18 (ان حالات میں) سلطنت میں مال و دولت کی حرص و ہوس اور لوٹ کھسوٹ

سے بے نیاز فرد صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور یہ فردِ واحد ریاست کا حکمران ہے کہ اس کا سرکاری مالیات کے آمد و خرچ کا محاسبہ اس کے لیے یہ سب کچھ ناممکن بنا دے گا۔

19 قیمتی وقت کے ضیاع کو روکنے کی خاطر، حکمران محض تکلفاً ترتیب دی جانے والی تقریبات میں شمولیت سے پرہیز کرے گا۔ اس قیمتی وقت سے وہ ریاستی امور کو بطریق احسن چلانے کی خاطر معیاری منصوبہ بندی کے لیے غور و فکر کی مہلت پائے گا۔ یوں بے کار لوگوں میں بیٹھنے، ان کی باتیں سننے سے بچا رہے گا کہ ایسے لوگ اقتدار کے گرد مفادات کے کھونٹے سے بندھے، محض ابن الوقت ہوتے ہیں جو اجتماعی مفادات پر ہر لمحہ ذاتی مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔

20 روپے کی گردش روک کر غیر یہود میں اقتصادی و معاشی بحران کو جنم دینے والے ہم ہیں۔ ہم نے حکومتوں کے گردش میں کثیر المقدار سرمایہ کو منجمد کر دیا ہے جس کے سبب وہ قرض لینے پر مجبور ہوئیں اور یوں قرضوں پر ادا کیے جانے والے سود نے ان کی کمر توڑ دی اور وہ اس قرض کے غلام بن گئے۔ ایرے غیرے چھوٹے مالکان کے ہاتھوں میں صنعت کے ارتکاز نے لوگوں کے کس بل نکال دیئے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ حکومتوں کے بھی۔

21 موجودہ دور کا اجرتی نظام فی کس ضروریات کا متحمل نہیں ہے اور محنت کشوں کی تمام تر ضرورتیں اس سے پوری نہیں ہو پاتیں۔ چاہیے تو یہ کہ اُجرت فی کس حقیقی ضروریات کے مطابق ہو یعنی آبادی یا افرادِ خانہ کے حساب سے اور ہر پیدا ہونے والے بچے کو صارف سمجھا جانا چاہیے۔ یہ (مالیاتی / اُجرتی) نظر ثانی گلوبل خاندان کا مشترکہ مسئلہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

22 آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ جن حکومتوں نے بھی سونے کو معیارِ زر / زرِ محفوظ قرار دیا،

یہ زر کی مطلوبہ حکومتی مانگ پوری کرنے میں ناکام رہا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے (شاطرانہ چالوں اور گہری منصوبہ بندی سے) سونے کی گردش کا رُخ پھیر کر اسے محدود کر دیا۔

غیر یہود کی شرفاء حکومتوں کا دیوالیہ پن

23 جس معیار کو ہم متعارف کرائیں گے، وہ محنت کش کی قوتِ کار ہے خواہ یہ حساب کے لیے کاغذی ہو یا لکڑی پر کندہ۔ ہم فی کس ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اُجرتوں کا تعین کریں گے۔ اس حساب کتاب میں پیدائش سے اضافے اور موت سے کٹوتی تک شامل ہوگی۔

24 حساب ہر محکمہ اور ہر شعبہ اپنے اپنے دائرہ کار میں مرتب کرے گا۔

25 کسی بھی ممکنہ تاخیر کے ازالے کے لیے حکمران ادائیگیوں کے اجرا کی خاطر واضح اور بروقت متعین احکامات جاری کرے گا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ کوئی محکمہ اپنے مفادات کے لیے دوسرے محکمہ کا استحصال نہ کر سکے گا نہ کسی کی طرف داری ممکن ہوگی۔

26 مذکورہ اقدامات کے ساتھ ساتھ آمد و خرچ کے تخمینے (بجٹ) بھی تیار ہوتے رہیں گے اور ان میں کسی سطح پر بھی بُعد نہ ہوگا۔

27 غیر یہود کے مالیاتی اداروں اور ان کے زعماء کے ہاں ہم جو اصلاحات کریں گے وہ ایسی شوگر کوٹڈ ہوں گی کہ نہ تو انہیں چونکائیں گی اور نہ ہی انہیں نتائج کا احساس ہوگا۔ غیر یہود نے اپنی حماقتوں سے اپنے مالیاتی امور کو جس طرح الجھا لیا ہے اور اب بند گلی میں کھڑے ہیں، ہم انہیں اصلاحات کے نام پر یہ راہ سجھائیں گے۔ پہلی چیز جسے ہم ترجیحا کریں گے یہ ہے کہ غیر یہود کو کہیں گے کہ ایک ہی بار سال بھر کا بجٹ بنانا مشکلات کو انگیخت کرنا ہے جس کے سبب یہ سال

بہ سال بڑھتا رہتا ہے کیونکہ بالعموم یہ چھ ماہ سے زیادہ نہیں چلتا اور پھر بقیہ ضروریات کے لیے ایک الگ منی بجٹ کی ضرورت پڑتی ہے جو تین ماہ میں ختم ہو کر پھر نئے اضافی بجٹ کا تقاضا کرتا ہے۔ انجام کار یہ سب کچھ بجٹ کے نام پر دھبہ بن جاتا ہے۔ آئندہ سال کا بجٹ بناتے وقت چونکہ گزشتہ سال کے اخراجات سامنے رکھے جاتے ہیں، لامحالہ اس طرح کم وبیش 50 فیصد زائد اخراجات بجٹ میں شامل ہو جاتے ہیں اور یوں دس سال میں بجٹ کم وبیش 3 گنا زیادہ بن جاتا ہے۔ بھلا ہو غیر یہود حکمرانوں کا کہ ان کے انہی طور طریقوں اور بے احتیاطی نے ہمارے لیے کام سہل کیا جس کے سبب ان کے خزانے خالی ہیں۔ قرضوں کی مدت بڑھتے رہنے سے غیر یہود ریاستیں کنگال ہو گئی ہیں۔

28 آپ اس بات کو بھی بخوبی سمجھتے ہیں کہ جو مالیاتی طریقے ہم غیر یہود کے لیے وضع کرتے ہیں وہ کبھی بھی ہمارے لیے کارآمد ثابت نہیں ہو سکتے کہ ہم ان پر عمل کریں۔

29 قرض کسی بھی قسم کا ہو، حکومت کی کمزوری کا مظہر ہے اور حکومت کی حقیقی طلب کی نشاندہی اس سے ثابت ہوتی ہے اور یہ قرض حکمرانوں کے سروں پر لٹکتی تلوار ہیں جس کے سبب نہ صرف یہ کہ وہ اپنے عوام سے ٹیکس لینے پر مجبور ہوتے ہیں بلکہ ہمارے بنکاروں کے سامنے بھیک مانگنے پر بھی۔ قرض فی الواقع ایسی جونکیں ہیں جو اتارے حکومتی جسم سے نہ اتریں خصوصاً غیر یہود حکمرانوں کو کبھی ان قرضوں سے نجات نہیں ملتی کیونکہ وہ اپنی مجبوریوں کے سبب مسلسل اس میں اضافہ کرتے رہتے ہیں اور یوں نچڑے خون والے جسم کی طرح ختم ہو جاتے ہیں۔

سودی ظلم و جور

30 قرض بالخصوص غیر ملکی قرض کی حقیقت ہے کیا؟ قرض فی الاصل ایک ایسی گارنٹی کا نام ہے جو رقم کے ساتھ سود کی ادائیگی کے لیے لکھی جاتی ہے۔ مثلاً اگر 5 فیصد شرح سود طے ہو تو قرض لینے والا حکمران 20 برس بعد قرض کی اصل رقم کے برابر سود ادا کرے گا۔ 40 سال بعد اسے اور دگنا کر لیجیے اور 60 سال ہوں تو تین گنا اور مزے کی بات یہ کہ اصل زر پھر بھی ادا نہیں ہو پاتا۔

31 مذکورہ پیرا میں بیان کردہ مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بیرونی سرمایہ کاروں کے مطالبات زر کی تکمیل اور سود کی بچت کے لیے حکومتیں اپنے عوام کو نچوڑ کر ٹیکسوں کے ذریعے ان خارجی سرمایہ کاروں کے مطالبات زر کی تکمیل چاہتی ہیں اور اس سبب ان کے اپنے تعمیری اخراجات بھی مجبوراً رکے رہتے ہیں۔

32 غیر یہود کے ہاں جب تک معاملہ مقامی داخلی قرضوں تک محدود تھا تو بات یوں تھی کہ مال غریب کی جیب سے امراء کی جیبوں میں منتقل ہوتا تھا مگر جب ہم نے اپنے زر خرید ایجنٹوں کے ذریعے غیر ملکی خارجی قرضوں کی چاٹ لگائی تو غیر یہود کے تمام تر سرمایہ نے ہماری تجوریوں کی راہ دیکھ لی۔ یوں کہیے کہ یہ خارجی قرضوں پر سود کی صورت میں غیر یہود کا خراج ہے جو وہ ہمیں باقاعدگی سے ادا کرنے پر مجبور ہیں۔

33 غیر یہود حکمرانوں کے بناوٹی معیار معاملات اور نااہل بے تدبیر وزراء اور شعور و احساس ذمہ داری سے عاری افسر شاہی اور ان سب کا اقتصادیات کی ابجد سے ناشناس ہونا، سب پہلو مل کر ان ممالک کو ہمارا مقروض بناتے ہیں اور جب ایک بار سودی جال میں پھنس جاتے ہیں تو پھر نکلنا ان کے لیے ناممکن بن

جاتا ہے۔ مگر ہم اس منزل پر بے دریغ خرچ کر کے آگ اور خون کا دریا پار کرتے ہوئے پہنچتے ہیں۔

34 سرمایہ کی گردش کسی صورت نہ رکے گی کہ ہمارے دورِ اقتدار میں سودی وثائق (تمسکات) کا رواج نہ رہے گا، ماسوائے ہماری آشیرباد سے باقی رہنے والے ایک فی صد صرف ان کے لیے جنہیں سود کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔ یہ سودی تمسکات صنعتی کمپنیوں کو دیئے جائیں گے کہ منافع سے سود کی ادائیگی ان کے لیے سہل ہوگی اور یہ کمپنیاں اپنے قرضوں پر سود وصول نہ کر سکیں گی۔ حکومت عوام سے قرض لی گئی رقوم پر انہیں سود ادا نہیں کرے گی کیونکہ حکومت یہ قرض اخراجات پورے کرنے کے لیے لے گی نہ کہ کاروباری منافع کرنے کے لیے۔

35 ہمارے اقتدار میں صنعتی تمسکات (وثائقِ ضمانت) صنعتکاروں کو خریدنے پڑیں گے مگر وہ اس لحاظ سے انوکھے ہوں گے کہ غیر یہود حکومتیں ایسے تمسکات پر سود (منافع) ادا کرتی ہیں مگر ہم سود ادا نہیں کریں گے بلکہ کہا یہ جائے گا کہ صنعتوں کے لیے مطلوبہ قرض ان تمسکات کی ضمانت پر دیا جائے گا (جس کے لالچ میں سرے سے کوئی سود کا مطالبہ ہی نہ کرے گا بلکہ بخوشی خریدے گا)۔ یوں اس طرح حاصل رقم صنعتوں میں دوبارہ لگا کر ہماری حکومت منافع (سود) کمائے گی۔ اس طرح ارتکازِ زر بھی رُک جائے گا اور مفت کی نفع خوری، کاہلی اور بے کاری بھی ختم ہو جائے گی۔ اگرچہ غیر یہود میں یہ چیزیں ہمارا مطلوب تھیں مگر ہمارے اقتدار میں ان کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

36 غیر یہود نے یہ سوچنے کی کبھی زحمت گوارا ہی نہیں کی کہ وہ جو قرض ہم سے لیتے ہیں اس کی ادائیگی یا اس کا سود ادا کرنے کے لیے بھی ہم ہی سے قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ دراصل یہ ہماری منظم سوچ کا نقطۂ عروج ہے جس سے ہم نے

غیر یہود حیوانوں کو مسخر کر رکھا ہے اور وہ اپنی داخلی بہت سی ضروریات کی تکمیل کے لیے اپنے ہی لوگوں کی جیبیں خالی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

37 یہ ہمارے عیار ذہن کا کمال ہے کہ ہم نے قرضوں کے جال کو ان کے لیے بہت خوشنما بنا کر پیش کیا ہے کہ انہیں ان میں اپنا بھلا نظر آتا ہے، اور ہم ان کے محسن کا درجہ پاتے ہیں۔

38 وقت آنے پر جب ہم غیر یہود حکمرانوں کے حسابات کے گوشوارے سامنے لائیں گے جو ہمارے صدیوں کے تجربات کی روشنی میں مدون و مرتب کیے ہوں گے تو وہ ہر دیکھنے والے کو اس قدر مکمل، مدلل اور شفاف نظر آئیں گے کہ طائرانہ نظر سے ہی ہر کوئی ہماری کاوشوں کا معترف ہو گا۔ یہ حسابات ہمارے خلاف غیر یہود میں پیدا نفرت اور بغض کو ختم کرنے کا سبب ہوں گے کہ ہمارا اقتدار بہر حال ان امور کی اجازت نہیں دیتا۔

39 حساب کتاب رکھنے کا ہمارا نظام اس قدر محفوظ اور مربوط ہو گا کہ صاحب اقتدار سے لے کر انتہائی نچلی سطح تک کا کوئی اہلکار اس میں نقب نہ لگا سکے گا اور نہ ہی مقرر کردہ حدود و قیود سے باہر اپنی مرضی سے خرچ کر سکے گا کہ اسی طریقہ کار میں ان رکاوٹوں کا انتظام موجود ہو گا جو سرمایہ کے جائز تصرفات کے لیے ناگزیر ہیں۔

40 یقینی امر ہے کہ حکمرانی کسی منظم منصوبہ بندی کے بغیر محال ہے۔ غیر متعین راہوں پر الل ٹپ وسائل کے ساتھ سفر تو قارون جیسے مال و زر کے خداؤں کو بھی لے ڈوبتا ہے۔

41 غیر یہود حکمران جو ہمارے مخلصانہ مشوروں کے سبب مختلف نوع کی رنگ رلیوں اور عیاشیوں میں شب و روز غرق رہے، اپنے عوام اور ہمارے درمیان پردہ تھے

(کہ ہم نادیدہ مخلص کبھی سامنے نہ آئے)۔ان کے گرد و پیش خوشامدی اور جی حضوریئے کارداروں کا جمگھٹا رہا جو انہیں مطمئن کرتے رہے کہ مستقبل قریب میں ان کی پالیسیوں کے سبب ملک میں دودھ کی نہریں بہیں گی اور چہار سو خوشحالی آئے گی۔ہم نے سب کے اعمال کے گوشوارے مرتب کیے رکھے کہ جب وقت آئے تو عوام سوال کرسکیں کہ ان حالات میں بچتیں کہاں سے آئیں گی؟ نئے ٹیکسوں کے ذریعے!!

42 ان حالات میں آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ (بظاہر) قابل رشک مگر بے احتیاط صنعتی ترقی کے باوجود ان کی پالیسیوں اوران کے اعمال کے نتیجہ میں کس قدر بھیانک معاشی واقتصادی بحران نے انہیں گھیرلیا۔

وثیقہ 21

1 گزشتہ نشست میں میں نے داخلی قرضوں کے سلسلے میں جو کچھ بیان کیا تھا، اب میں اس کی وضاحت کروں گا۔ بیرونی قرضوں کے ضمن میں اب میں کچھ نہ کہوں گا کہ اس مد میں غیر یہود کی عملی معاونت نے ہمیں ہر پہلوان سے بے نیاز کر دیا ہے اور ہمارے اقتدار میں چونکہ سرے سے خارجی کچھ نہ رہے گا اس لیے اس پر کچھ کہنا ضیاع وقت ہے۔

2 غیر یہود کو، بلا ان کی حقیقی ضرورت، قرضوں کی چاٹ لگا کر، ان کی افسر شاہی میں رشوت خوری عام کر کے، انہیں کاہلی اور نااہلی کے غار میں دھکیل کر ہم نے ان سے دگنا، تین گنا، چار گنا بلکہ اس سے بھی کئی زیادہ گنا مال سمیٹا ہے۔ کیا دوسرے لوگ ہم سے اسی طرح کچھ لے سکتے ہیں؟ لہٰذا میں اپنی بات صرف اپنے اندرونی ملکی قرضوں تک محدود رکھوں گا۔

3 حکومتیں مختلف اندرونی قرضہ جات کا اعلان کر کے سرٹیفکیٹ فروخت کرتی ہیں جن پر کئی فیصد منافع کی ترغیبات سامنے لائی جاتی ہیں۔ فوری خریداروں کو رعایتی نرخ بھی پیش کیے جاتے ہیں اور پھر مصنوعی انداز میں منڈیوں میں ان تمسکات، شیئرز کی قیمتوں میں اضافہ کا رجحان سامنے لایا جاتا ہے تا کہ یہ شیئرز زیادہ سے زیادہ فروخت ہو جائیں، جس سے حکومتیں اپنے مطلوبہ وسائل جلد اکٹھے کر لیتی ہیں بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ اور پھر اعلان ہوتے ہیں کہ دیکھو لوگ حکومت کی اقتصادی پالیسیوں پر کس قدر فریفتہ ہیں۔

4 ہمارے مزاحیہ ڈرامے کا پردہ ہٹتے ہی یہ حقیقت سب کے سامنے آ جائے گی کہ ہمارے قرض سے بوجھ کم نہیں ہوتا بلکہ دن بدن یہ بوجھ بڑھتا ہی ہے۔ یہ سودی

بوجھ کم کرنے کے لیے مزید قرضے لینے پڑتے ہیں جن سے نئے قرض اور نئے سود کا بوجھ مزید بڑھتا ہے اور یوں اصل زر کی ادائیگی تو رہی ایک طرف، صرف سود کی ادائیگی کے لیے عوام کے گاڑھے کی کمائی ٹیکسوں کی زد میں آ جاتی ہے۔ یہ عوامی ٹیکس، قرض اور سود سے بڑھ کر قوم کے لیے اذیت ناک ثابت ہوتے ہیں۔

5 مذکورہ صورتحال کے بعد قرضوں کی ری شیڈیولنگ یعنی تنظیم نو کا مرحلہ آتا ہے جس میں شرائط ادائیگی بھی بدلتی ہیں۔ اس مرحلہ میں، جو بہر طور قرض خواہوں کی مرضی و منشا کے بغیر طے نہیں ہوتا، اصل زر کی وصولی نہ ہونے اور سود کی ادائیگی رکنے سے پیش آتا ہے۔ اس میں جو لوگ نئے تمسکات خریدنا نہیں چاہتے ان کو روپیہ واپس کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ اگر تمسکات خریدنے والے اس تبادلے پر آمادہ نہ ہوں اور اپنی رقوم کی واپسی کا مطالبہ کریں تو حکومت خود اپنے جال میں پھنس جاتی ہے اور یہ ساری رقوم ادا نہ کر سکنے کے سبب دیوالیہ پن کا شکار ہو جاتی ہے۔ غیر یہود حکومتوں کے وہ افراد جو مالیاتی امور سے بہرہ ور ہیں، تبادلے کے نقصانات اور سودی شرح کی کمی کے باوجود نئے تمسکات پر سرمایہ کاری کا خطرہ مول لے لیتے ہیں اور اپنی حکومتوں کو مالی الجھنوں سے نکالتے ہیں کہ وہ لاکھوں کے مقامی قرضوں کے بوجھ سے نکل سکیں۔

6 غیر یہود حکمران غیر ملکی قرضوں کے سلسلے میں اب کوئی چال نہ چل سکیں گے کہ ان پر یہ حقیقت اچھی طرح کھل چکی ہے کہ ہم دیئے گئے قرضوں کی پائی پائی واپس لیں گے۔

7 ہمارا یہ طریقہ کار جس کے نتیجے میں دیوالیہ پن کی کیفیت پیدا ہوگی، غیر یہود حکمرانوں اور ان کے عوام کے درمیان سوچ اور عمل کے بُعد کو سامنے لے آئے گا کہ چہار سو عدم اشتراک دیکھنے میں آئے گا۔

8 میں اس مخصوص نکتہ پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حالات میں تمام ملکی قرضوں کو معرض التوائی قرضے سمجھ کر ان کی ادائیگی کی میعاد میں یکسانیت سی پیدا کر لی جاتی ہے۔ عموماً یہ داخلی قرضے بچت سکیموں یا بنکوں میں رکھی گئی میعادی بچت سکیموں سے تشکیل پاتے ہیں اور اگر یہ یونہی حکومتی دسترس میں رہیں تو حکمران ان رقوم کو بیرونی قرضوں یا ان پر سود کی ادائیگی میں خرچ کر دیتے ہیں اور کھاتہ داران کے لیے اس پیدا شدہ مالیاتی خلا کو پُر کرنے کے لیے اسی طرح کی دوسری ترغیبات سے رقوم حاصل کی جاتی ہیں۔

9 غیر یہود کے سرکاری خزانے اسی چلن پر کام کرتے ہمارے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔

10 عالمی سطح پر اقتدار جونہی ہمارا مقدر بنے گا ہم اس طرز کے تمام مالیاتی مسائل کو طے کر کے نیا نظام تشکیل دیں گے کہ یہ نظام ہمارے مفادات کی ضد ہیں۔ سرمائے کی منڈیاں بند ہو جائیں گی کہ ان منڈیوں میں نرخوں کا اُتار چڑھاؤ ہمیں بے وقار بنائے گا کہ ریٹ کا چڑھنا اس کے گرنے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ قانون کی بنیاد پر ہم معقول ترین نرخوں کا تعین کر دیں گے کہ پھر کوئی کمی بیشی کر ہی نہ سکے۔ ابتداً غیر یہود کے لیے بھی ہمارے ہاں یہی طے تھا۔

11 سرمایہ کی منڈیوں کی جگہ ہم ایسے مستحکم سرکاری ادارے تشکیل دیں گے جو ایک طرف ہماری حکومت کی پالیسی کے مطابق مارکیٹ میں ہر چیز بشمول صنعتی اشیاء کے نرخوں پر نظر رکھیں گے اور مقرر کردہ نرخوں میں استحکام کے ضامن ہوں گے تو دوسری طرف یہ وقت آنے پر حسب ضرورت اگر ایک دن میں پانچ ارب کے صنعتی تمسکات (شیئرز) بھی مارکیٹ میں لانا پڑیں تو لے آئیں۔ یوں تمام صنعتی ادارے ہمارے قدموں میں ہوں گے۔ اس منصوبہ بندی سے ہماری قوت و شوکت میں کس قدر عظیم اضافہ ہوگا، آپ اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

وثیقہ 22

1 غیر یہود کے ساتھ اپنے ماضی، حال اور تیزی سے آتے مستقبل کے تعلقات و معاملات سے متعلق اسرار و رموز پر اب تک میں نے آپ کے سامنے ایک جھلک رکھی ہے مگر ابھی مجھے اس میں کچھ اور اضافہ کرنا ہے۔

2 موجودہ دور کی عظیم ترین قوت سونے کی شکل میں آج ہمارا مقدر ہے اور دو دن میں ہم جس قدر سونا چاہیں اپنے سٹور سے مارکیٹ میں لے آئیں۔

3 یہ بات اب کسی ثبوت کی محتاج نہیں ہے کہ خدا نے اقتدار اعلیٰ ہمارے لیے طے کر دیا ہے۔ ہماری ملکیت میں بے بہا دولت یہ ثابت کرنے کے لیے بھی کافی ہے کہ صدیوں پر محیط ماضی سے حال تک ہم سے جو خباثتیں اور خرابیاں سرزد ہوئی ہیں ان میں فلاح و بہبود کا راز پنہاں تھا اور ہر چیز کو ایک نظم و ضبط کی لڑی میں پرونے کی خاطر تھا۔ ناگزیر تشدد بھی قیام حکومت کی خاطر ہو گا۔ ہم اپنے اقتدار کو بنی نوع انسان کے محسن کے رُوپ میں ثابت کریں گے کہ دھرتی پر قابض مٹھی بھر جاگیرداروں سے لے کر زمین ہم نے عوام کو لوٹائی ہے، شخصی آزادی و احترام انہیں دیا ہے۔ یوم عوام کی زندگیوں میں سُکھ سکون اور خوشحالی دیکھنے کو ملی ہے۔ مگر یہ سب کچھ ہمارے قوانین کے تابع رہ کر ہی ممکن ہو گا۔ اس وقت لوگ یہ جان جائیں گے کہ آزادی بے راہ روی اور بے لگام گزرتی زندگی کا نام نہیں ہے بعینہٖ اس طرح جیسے شخصی قوت و جبروت کے بل بوتے پر کوئی معاشرے میں اقتدار پامال کرنا چاہے یا آزادی کے نام پر زہر آلود تقاریر سے معاشرتی سکون تہہ و بالا کرنا چاہے۔ حقیقی آزادی امن و چین سے زندگی بسر کرتے ہوئے دوسروں کے حقوق کی پاسداری اور اپنے فرائض کے شعور میں پنہاں ہے۔ گرد و پیش رہنے والوں کے معاملات و مسائل پر وہم و گمان کی فضا

بنانا بھی آزادی کے تصور سے کوئی میل نہیں رکھتا۔

4 ہمارا دورِ حکمرانی یقیناً سنہرا دور ہوگا کہ ہم ہمہ جہت قوت کے امین ہوں گے۔ ہم حکومت ہی نہیں کریں گے بلکہ عوام کو راہنمائی بھی دیں گے کیونکہ ہم غیر یہود کے لیڈروں کی طرح پراگندہ خیال نہ ہوں گے جو عوام کے سامنے چیخ چیخ کر بے معنی باتیں دہرانے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ وہ جن باتوں کو اپنے عظیم اصول بنا کر عوام کے سامنے رکھتے تھے ان سے بڑی بے اصولی اور خام خیالی کہیں دیکھنے میں نہ آئی ہوگی۔ اس کے برعکس ہماری حکومت ہر پہلو سے مثالی ہوگی اور عوام حقیقی مسرتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ ہماری زیرزمین منصوبہ بندی کے سبب لوگ قانون کا احترام اور ہماری عظمت سے مصالحت پر آمادہ ہوں گے کہ حقیقی قوت خود مصالحت پر آمادہ نہیں ہوتی، یہاں تک کہ خدا کے ساتھ بھی۔ کوئی اس کے قریب پھٹکنے کی جرأت نہیں کرتا بلکہ اس سے دُور ہی بھاگتا ہے۔

وثیقہ 23

1 چونکہ عوام میں اطاعت کی خصلت جڑ پکڑے گی اس لیے ان کو عاجزی و خاکساری کے درس یاد کرانے کے ساتھ اشیائے تعیش کی پیداوار میں کمی کرنا ہوگی۔ یوں ہم بتدریج ان لوگوں میں جو تعیشات میں مسابقت کے سبب تباہی کے دہانے پر تھے، اخلاق کو ترویج دیں گے۔ ہم چھوٹے پیداواری یونٹوں کی حوصلہ افزائی اور مدد کر کے بڑے صنعتکاروں کے ذاتی سرمایہ کو ڈائنامائیٹ لگائیں گے۔ یوں بتدریج بڑے بڑے کارخانہ داروں کو ختم کرنا مقصود ہے جو عوام کو شعوری یا غیر شعوری طور پر حکومت کے خلاف بھڑکاتے تھے مگر اس سے خود کفیل گھریلو دستکاروں کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا اور وہ سماجی و معاشرتی نظام سے مطمئن رہتے ہیں کہ انہیں بے روزگاری کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔ حکومت اس سبب مضبوط ہوتی ہے۔ بے روزگاری کسی بھی حکومت کو لے بیٹھتی ہے۔ اقتدار ہماری طرف منتقل ہونے تک یہ چیز دم توڑ چکی ہوگی۔ شراب نوشی ہمارے دور اقتدار میں ممنوع و حرام ٹھہرے گی کیونکہ شراب نوشی انسان کو درندہ صفت بناتی ہے۔ ہمارے دور میں یہ قابل سزا جرم ہوگا۔

2 میں اپنے متبعین کو ایک بار پھر تاکید کروں گا کہ لوگ صرف طاقت ور اقتدار کے سامنے بسر و چشم جھکتے ہیں، جو طاقت ان سے ماورا ہو کیونکہ وہ خارجی خطرات کے مقابلے میں اسی کو یقینی سماجی تحفظ سمجھتے ہیں۔ ایک حکمران میں وہ قوت کے کون سے مظاہر دیکھنا چاہتے ہیں؟ وہ حکمران کو قوت و شوکت کا امتزاج دیکھنے کے متمنی ہیں۔

3 موجودہ دور کے غیر یہود حکمرانوں کی جگہ لینے والا صاحب اختیار عالمی حکمران، اقتدار سنبھالتے ہی معاشرے سے شر کی ہر قوت کو تہس نہس کر دے گا۔ اس مقصد

کے حصول کے لیے ناگزیر ہو گا کہ موجودہ سماجی، معاشرتی ڈھانچے سرے سے برباد کر دیئے جائیں خواہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے کتنا ہی خون خرابہ کیوں نہ ہو۔ اس بڑی صفائی کے بعد اپنے ڈھب سے معاشرے ترتیب دینے ہوں گے۔ ہمارے ترتیب دیئے یہ معاشرے اس قدر وفادار ہوں گے کہ ہماری حکومت کے خلاف اٹھنے والے کسی ہاتھ کو کاٹنا ان کے لیے مشکل نہ ہو گا۔

4 خدا کا یہ چہیتا جو اس نے اس لیے چنا ہے کہ محض جبلت کی بنیاد پر نہ کہ دلائل کے سبب، تمام بے شعور اندھی بہری قوتوں کو کچل دے کیونکہ ایسی قوتیں آزادی و حقوق کی آڑ میں جبر و تشدد بلکہ ڈاکہ زنی طرز کے طرز عمل کو روا رکھتی ہیں جس کے سبب ہر طرح کا سماجی، معاشرتی نظام و نسق تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔ دراصل اسی صورت حال نے یہود کی بادشاہت کی راہ ہموار کی ہے۔ برسر اقتدار آنے کے بعد اب بادشاہ کو اپنے راستے کے ایسے تمام کانٹے، تمام پتھر چننے کا حق ہے کہ اس کی منزل کھوٹی نہ ہونے پائے۔

5 اندریں حالات ہم اقوام عالم سے یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور اس کی عظمت کے سامنے جھک جاؤ کہ انسان کی تقدیر بنانے والی مہر اسی ذات کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سمت اُس ذات نے ہمارے بادشاہ کی راہنمائی کی ہے اور شکر ہے اس ذات کا اس نے ہمیں ان تمام غیر یہود قوتوں اور قباحتوں سے چھٹکارا نصیب کیا ہے جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔

وثیقہ 24

1 میں اب اپنی بات کا رُخ سینہ دھرتی پر بادشاہ داؤد کے ورثا کی حکومت کی جڑیں مضبوط کرنے کے طریقہ کار کی طرف پھیرتا ہوں۔

2 عالمی سطح پر قدامت پسندی کی روایات کو قائم دائم رکھنے کے لیے ہمارے نابغہ روزگار بزرگوں نے انسانی فکر و شعور کی جو راہیں متعین کی ہیں، ہمیں ان کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

3 آلِ داؤد میں سے گنتی کے افراد ہوں گے جو یہود حکمرانوں اور ان کے ورثا کا انتخاب کریں گے اور اس انتخاب کی بنیاد آبائی وراثت نہ ہوگی۔ ان حکمرانوں کو رموز ہائے مملکت کے ہر شعبہ کے تمام سربستہ رازوں سے آگاہی دی جائے گی لیکن اس خصوصی اہتمام کے ساتھ کہ کوئی تیسرا ان سے آگاہ نہ ہو پائے۔ یوں عوام پر یہ بات عیاں رہے گی کہ اقتدار کبھی ان کا مقدر نہیں بنتا جن پر حکومتی سربستہ راز آشکار نہ ہوں۔

4 سربستہ رازوں کا اظہار یعنی مذکورہ صدر منصوبوں اور ان پر عمل درآمد کے طریقہ ہائے کار جو صدیوں کے تجربات کا نچوڑ ہیں صرف انہی منتخب لوگوں کو بتائے جائیں گے اور انہی کو سماجی علوم، سیاسی اور معاشی تحریکوں کے مشاہدات سے آگاہ کیا جائے گا اور اٹل قوانین ان کی گھٹی میں ہوں گے، جنہیں انسانی تعلقات متعین کرنے کے لیے قدرت نے خود منتخب اور مقرر کیا ہے۔

5 اقتدار کا دروازہ ورثا پر صرف اسی حالت میں بند کیا جائے گا جب یہ ثابت ہو جائے گا کہ دوران تربیت ان میں کسی نوعیت کی غیر ذمہ داری پائی گئی، نرمی اور رحم دلی کے رویے جو حکومتوں کی تباہی کا سبب بنتے ہیں، ان میں دیکھے گئے۔ ایسے نرم دلی کے رویے اور اقدار کی پاسداری قسم کے نعرے ہر اختیار و اقتدار کے لیے

زہر ہلاہل ہوتے ہیں اور ان کے حامل بادشاہت کے مرتبہ پر فائز ہونے کے کسی طرح بھی اہل نہیں ٹھہرتے۔ شاہی رعب و دبدبہ سے ان کا باہم موازنہ کیا!

6 ہمارے نابغہ روزگار فضلا، اقتدار صرف اسی کے سپرد کریں گے جو اقتدار کے لیے ظلم و جور، تشدد روا رکھنے اور براہ راست احکام جاری کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں گے اور کسی ریاستی معاملے میں کسی طرز کی رورعایت کے قائل نہ ہوں گے۔

7 قوتِ فیصلہ کی کمی کسی حکمران کو کمزور کردے تو وہ حکمرانی کے لیے نااہل قرار پائے گا اور اسے حکومت کسی دوسرے ایسے اہل حکمران کے سپرد کرنا ہوگی جو مذکورہ خوبیوں کا حامل ہوگا۔

8 حکمران کے حال اور مستقبل کے منصوبے عوام کی نظروں سے ہمیشہ اوجھل رہیں گے، یہاں تک کہ اس کے قریبی مصاحبین بھی اندھیرے میں رکھے جائیں گے۔

یہود کا بادشاہ

9 حکمران اور اس کے تین نائب ہی اس بات سے باخبر ہوں گے کہ کل کیا ہوگا۔

10 بااثر حکمران کے سامنے سبھی کو سرِتسلیم خم کرنا ہوگا یہ سمجھتے ہوئے کہ یہی ہستی قسمتوں کے بناؤ بگاڑ پر قادر ہے اور سربستہ رازوں کی امین بھی ہے۔ چونکہ کوئی یہ جان ہی نہ سکے گا کہ بادشاہ کے مستقبل کے منصوبے کیا ہیں اس لیے کسی طرح بھی وہ سدِ راہ نہ بن سکے گا۔

11 اپنی حکمرانی کو کامیابی سے نبھانے کے لیے بہرحال بادشاہ کی ذہنی وسعت اور قابلیت وصلاحیت بنیادی ضرورت ہے۔ لہٰذا تخت نشینی کی شرط یہ ہوگی کہ ہمارے فاضل (مربی) بادشاہ کی ذہانت کا امتحان لے کر اسے حکمران بنائیں گے۔

12 عوام الناس کے دلوں میں جگہ بنانے کے لیے حکمران کو عوامی جگہوں میں جا کر ان سے گھلنا ملنا ہوگا، ان کی شکایتیں سننا ہوں گی۔ اس طرح جن دو قوتوں،

حکومت اور عوام کو ہم نے خوف و دہشت سے الگ الگ کر رکھا تھا اور جو پہلے ضروری تھا اب قریب آ کر باہم محبت واخوت میں ڈھل جائیں گی۔

13 یہ خوف و دہشت غیر یہود کے دور میں ہمارے لیے ضروری تھا کہ اسی کے بل بوتے پر تو ہم ان پر حاوی ہو سکے۔ ان دونوں قوتوں کو علیحدہ علیحدہ ہم نے مسخر کیا تھا۔

14 یہود کا حاکم اعلیٰ اپنے جذبات کا اسیر نہیں ہوگا خصوصاً شہوانی جذبات کا، کسی بھی صورت میں اس کے دل و دماغ پر یہ بہیمانہ جذبات غالب نہیں آنے چاہئیں کیونکہ شہوانیت کا غلبہ ذہنی صلاحیتوں اور قوت فیصلہ میں انتشار پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے، جس کے سبب انسانی فکری و عملی صلاحیتیں جلد ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر حیوانیت اور بربریت غلبہ حاصل کر لیتی ہے اور یہ حکمرانی کی ضد ہے۔

15 آلِ داؤد کی متبرک و مقدس نسل کے وارث، یہود کے حاکم اعلیٰ کو سلطنت کے مفاد میں اپنے ذاتی رجحانات، اپنی خواہشات و جذبات کی قربانی اپنے عوام کے لیے دینا ہوگی۔

16 ہمارے شہنشاہ کا کردار ہمہ پہلو بے داغ اور مثالی ہونا لازم ہے۔

دستخط

(33ویں درجے کی صیہونی نمائندگان)

عالمی صیہونیت

فورڈ موٹر کمپنی کے جریدے ''انڈیپنڈنٹ'' میں 1921ء میں ہنری فورڈ نے ''بین الاقوامی صیہونیت'' پر قسط وار مضامین لکھے، جنہیں بعد ازاں کتابی شکل میں طبع کیا گیا۔ مذکورہ کتاب سے اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

''یہود کے شدت کے ساتھ انکار اور عوام کے لیے معلومات فراہم کرنے والے اداروں کے پاس معلومات کی کمی کے سبب ایک عرصہ تک یہ حقیقت مبہم رہی مگر اب بتدریج حقائق سامنے آ رہے ہیں اور ہرزل کے الفاظ حقیقت کا روپ دھار رہے ہیں کہ:

☆ جب ہم ڈوبتے ہیں، ہم قدامت پسند انقلابی بنتے ہیں...... انقلابی پارٹی کے چھوٹے کارندے۔''

یہ الفاظ انگریزی زبان میں 1896ء میں طبع ہوئے تھے۔

''اب یہ رجحانات دو پہلوؤں پر کارفرما ہیں۔ اولاً تمام دنیا میں غیر یہود کی حکومتوں کے حصے بخرے کرنا اور دوسرا فلسطین میں صیہونی ریاست کا قیام۔ صیہونیوں نے فلسطینی حکومت کے لیے بہت شور مچایا مگر اس کی عملاً حیثیت محض کالونی قائم کرنے کی سی تھی۔ فی الواقع اس دھند کے پیچھے اصل عزائم بے شمار تیل اور معدنی دولت تک رسائی ہے اور عوام کی آنکھوں میں ڈالی اس دھول کی تہہ میں خفیہ سرگرمیاں بھی ہیں۔''

''عالمی صیہونیت...... جو عالمی مالیات اور حکمرانوں کو کنٹرول کرتی ہے، کسی لمحے کسی بھی جگہ جنگ یا امن کے ایام میں باہم اتفاق کر سکتی ہے کہ ہم سرزمین فلسطین کو یہود کے لیے کھول سکتے ہیں اور اس تاثر کو غلط ثابت کر سکتے ہیں کہ ان کا کسی دوسری بات پر اتفاق ہے۔''

پاکستان اور یہودیت

پاکستان کے لیے عالمی یہودی تنظیم کی سوچ ملاحظہ فرمائیے:

''عالمی یہودی تحریک کو اپنے لیے پاکستان کے خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہیے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقا کے لیے سخت خطرہ ہے اور یہ کہ سارا پاکستان عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے، اس طرح عربوں سے ان کی محبت ہمارے لیے عربوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔ لہٰذا عالمی یہودی تنظیم کو پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرنا چاہیے۔''

''بھارت پاکستان کا ہمسایہ ہے جس کی ہندو آبادی پاکستان کے مسلمانوں کی ازلی دشمن ہے جس پر تاریخ گواہ ہے۔ بھارت کے ہندو کی اس مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بھارت کو استعمال کر کے پاکستان کے خلاف کام کا آغاز کرنا چاہیے۔ ہمیں اس دشمنی کی خلیج کو وسیع تر کرتے رہنا چاہیے۔ یوں ہمیں پاکستان پر کاری ضرب لگا کر اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کرنا ہے تاکہ صیہونیت اور یہودیوں کے یہ دشمن ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہوں۔''

اقتباسات تقریر بن گوریان (اسرائیل کا پہلا وزیراعظم) بحوالہ (صیہونیت کا علمبردار برطانوی ہفت روزہ) ''جیوش کرانیکل'' اشاعت 9 اگست 1967ء (عرب اسرائیل جنگ کے بعد پیرس میں منعقدہ تجزیاتی کانفرنس میں خطاب سے ماخوذ)

اسلام اور یہودیت

امریکی نژاد یہودی فوجی ماہر، پروفیسر ہرٹ اپنی رپورٹ کے صفحہ 215 پر لکھتا ہے:

"پاکستان کی فوج اپنے پیغمبر کے لیے بے پناہ محبت رکھتی ہے اور یہی وہ رشتہ ہے جو عربوں کے ساتھ ان کے تعلق کو اٹوٹ بناتا ہے۔ یہی محبت، وسعت طلب عالمی صیہونی تحریک اور مضبوط اسرائیل کے لیے شدید ترین خطرہ ہے۔ لہٰذا یہودیوں کے لیے یہ انتہائی اہم مشن ہے کہ ہر صورت اور ہر حال میں پاکستانی فوج کے دلوں سے ان کے پیغمبر محمد ﷺ کی محبت کو کھرچ دے۔"

یہود اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ:

1 اگر یہودیوں کو اس دنیا میں پھلنا پھولنا ہے تو انسان کے دل و دماغ سے ان کے پیغمبروں کی محبت، ایمانیات اور ان کے رسوم و رواج کی اعلیٰ اقدار کو تہس نہس کرنا ہوگا۔

2 عیسائی مبلغ ہوں یا مسلمان علماء، ہر کسی کی کوئی نہ کوئی قیمت ضرور ہوتی ہے۔ سونے کی چمک کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ ایسے بکاؤ مال سے رابطہ قائم رہنا چاہیے۔

3 اگر عیسائی اور مسلمان علماء کو تبلیغ دین کے نام پر مالی مدد فراہم کی جائے تو وہ اس مدد کی بنیاد پر اپنے کام کو پھیلائیں گے۔ پھر اچانک ہاتھ روک کر انہیں پریشان کیا جا سکتا ہے کہ پھیلے کام کو کیسے ترک کیا جائے۔ لہٰذا اس صورت میں وہ یہودی مقاصد کی تکمیل کی خاطر مشروط مالی امداد بھی قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

4 یہودی مقاصد کی تکمیل اور فوری نتائج حاصل کرنے کی خاطر ایک سیاسی طالع آزما کی تلاش بے حد اہم کام ہے جس کی پشت پر مخصوص پروپیگنڈا بھی ہو۔

5 مذکورہ نمبر 9 کے مطابق سیاسی طالع آزما کو اگر اپنی طرف سے حصول اقتدار کے

لیے امداد کا وعدہ، مؤثر تشہیر، جامع پروگرام اور منصوبہ کے ساتھ ساتھ یہ یقین بھی دلا دیا جائے کہ تمہارے اقتدار میں آنے سے قوم کی تقدیر بدل جائے گی اور تمہارے اقتدار کو اس سبب استحکام مل جائے گا تو وہ ہمارے مقاصد پورے کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گا۔

6 یہودی جہاں بلاواسطہ کامیاب ہونے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہاں وہ بالواسطہ طور پر عوامی مقرر قسم کے لوگوں کو سامنے لاتے ہیں کیونکہ کچھ لوگ پیٹ کے بھوکے ہوتے ہیں تو کچھ شہرت کی بھوک میں بلکتے ہیں۔ شہرت اور دولت کے ایسے بھوکے اگر کبھی بھٹکنے لگیں تو یہودی انہیں غیر مؤثر بنا کر فہرست سے اگلا مہرہ لے آتے ہیں۔ ایسا جو شخص بھی بعد از تلاش بسیار ہتھے چڑھ جاتا ہے، یہودی تنظیم اپنے تمام ذرائع سے اسے عوام میں مقبولیت دلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور یوں اس شخص پر اس کی محسن صیہونیت کی گرفت مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ پھر ایسے شخص کو جب اقتدار سے الگ کرنے یا عوام کی نظروں سے گرائے جانے کی دھمکی دی جاتی ہے تو وہ اس بلیک میل میں یہودی مقاصد کی تکمیل کے لیے ہر کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے خواہ یہ کس قدر شرمناک ہو یا مذہب سے متصادم بھی۔

7 اوپر بیان کردہ فارمولا شاعروں، ادیبوں، اداکاروں، صحافیوں اور دوسرے تعلیم یافتہ طبقوں مثلاً وکلا اور پروفیسر حضرات کے لیے بھی کارگر ہے۔

8 یہود حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دشمن ممالک میں ان کی تمام تر اخلاقی، سماجی، معاشرتی، روحانی اور مذہبی اقدار کو تلپٹ کر دیا جائے۔ سماجی اور معاشرتی برائیوں کو فروغ دیا جائے مثلاً منشیات، فحاشی، رشوت ستانی وغیرہ سے عوام میں حقیقی مسرت کو ''بابر بہ عیش کوش''، امن کو تخریب اور سازش، راحت کو

لالچ اور ہوس سے متعارف کرایا جائے۔

9 یہودی اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ سائنسی طریقوں سے بیماریاں پیدا کی جاسکتی ہیں اور اس مقصد کے لیے ان کے ڈاکٹر اور سائنسدان مصروف پیکار ہیں۔

10 یہودیوں کا اس فلسفے پر ایمان ہے کہ تعمیر سے زیادہ تخریب کے ذریعے دولت حاصل کی جاسکتی ہے۔

11 انسانی فطرت میں برائی کی رغبت کو استعمال کرتے ہوئے یہودی اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہودی عورتوں کے ذریعے مؤثر افراد کو فحاشی میں ملوث کر کے مقاصد حاصل کیے جائیں۔

یہودی طریقہ کار

اپنے مذکورہ منصوبوں پر عمل درآمد کی خاطر یہودیوں نے تقسیم کار کے لیے اپنی افرادی قوت کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے:

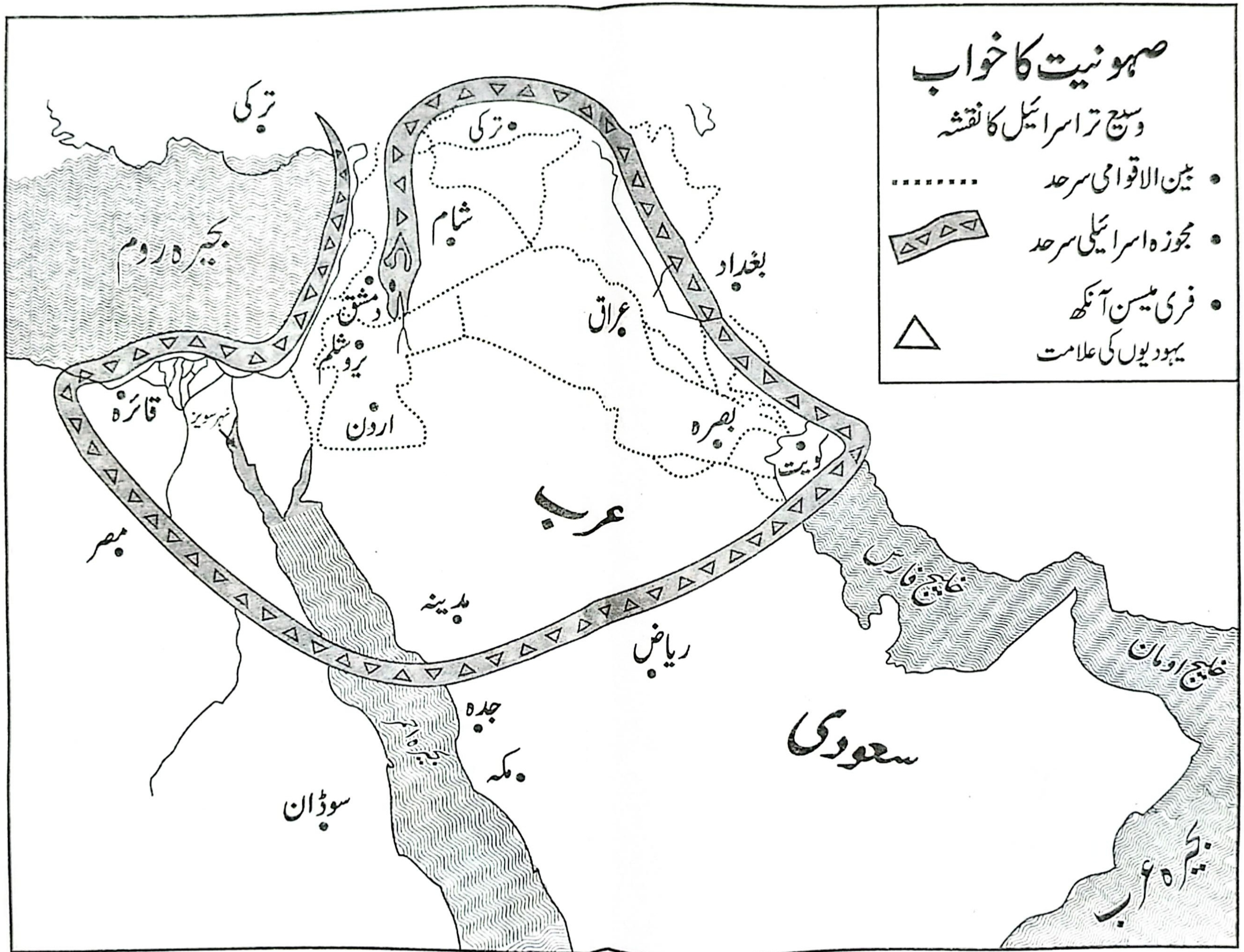
1-شارک 2- تخریب کار 3- عسکری

شارک

شارک سرمایہ دار ہے جو سرمایہ کو سود کے لیے پھیلا کر اپنا شکار قابو کرتا ہے۔ وہ یہودی مقاصد کے حصول کے لیے بھی سرمایہ لگاتا ہے جس کی بنیاد پر غیر یہودی دانشوروں، صحافیوں، سیاست دانوں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے فنکاروں، شاعروں اور ادیبوں کو پس پردہ رہ کر خریدتا ہے۔ غیر یہودیوں کی صلاحیتیں سامنے لا کر فلاح و خوشحالی اور ذریعہ استحکام وطن بننے سے روکنے کے لیے بے دریغ سرمایہ لگاتا ہے۔ وہ بنیادی آسامیوں پر تعینات بااثر سرکاری، نیم سرکاری ملازمین کو اپنی ضروریات کے لیے خریدتا ہے تاکہ ملک کی سیاسی، معاشرتی اور معاشی حیثیت پر کاملاً اس کی گرفت مضبوط ہو، خصوصاً جہاں ان کا تعلق ملک کی خفیہ ایجنسیوں سے ہو یا ملکی پالیسی سے۔

شارک یہودی ملک کے اندر ایسی تنظیموں کو بھی امداد دیتے ہیں جو توڑ پھوڑ کی سرگرمیوں پر ایمان رکھتی ہے۔ وہ قتل و غارت گری، لوٹ کھسوٹ، آتش زنی اور ڈاکے جیسے قبیح واقعات کی سرپرستی کرتے ہیں اگرچہ زیرزمین رہ کر سیاسی عدم استحکام کے لیے ہنگامے اور جلوس اور دیگر غیر شائستہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو مالی کمزوری کا احساس نہیں ہونے دیتے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ سرمایہ کاری کا ضیاع نہیں بلکہ اسی سے سرمایہ بڑھتا ہے۔ مثلاً جنگ، توڑ پھوڑ مال بنانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

شارک یہودی جنگ کے مواقع پیدا کرنے کے لیے مختلف طرح کے قضیوں



صہونیت کا خواب
وسیع تر اسرائیل کا نقشہ
بین الاقوامی سرحد
مجوزہ اسرائیلی سرحد
فری میسن آنکھ
یہودیوں کی علامت
ترکی
ترکی
بحیرہ روم
شام
دمشق
یروشلم
اردن
قاہرہ
نہر سویز
عراق
بغداد
بصرہ
کویت
عرب
مصر
مدینہ
ریاض
خلیج فارس
خلیج اومان
جدہ
مکہ
سعودی
سوڈان
بحیرہ عرب